مدلل نماز

پاسبانِ حق

وضو، غسل اور نماز کے اہم مسائل قرآن مجید، احادیث و آثار کی روشنی میں
رفع یدین، قراءت خلف الامام میں تراویح اور جمع بین الصلوتین جیسے
متعدد معروف مسائل قدرے تفصیل کے ساتھ

تالیف

شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد صاحب ملتانی

ناشر

مکتبہ حقانیہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نمازِ مُدلّل

جسمیں وضو، غسل اور نماز کے اہم مسائل قرآن مجید، احادیث و آثار کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں۔ رفع یدین، قرارت خلف الامام بیس تراویح اور جمع بین الصلوٰتین جیسے متعدد معروف مسائل قدرے تفصیل سے ذکر کئے گئے ہیں۔

— تالیف —

حضرت مولانا فیض احمد صاحب ملتانی

مکتبہ حقانیہ

ٹی بی ہسپتال روڈ۔ ملتان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

باسمہٖ تعالیٰ

فہرست مضامین نماز مدلل

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
راہ نما اشارے	۵	غسل جنابت کی فرضیت	۳۲
اسلامی احکام کے ماخذ و دلائل	۸	غسل کا طریقہ اور اس کے آداب	۳۲
طہارت	۱۶	جمعہ کے دن کا غسل سنت ہے۔	۳۳
قضاء حاجت و استنجاء کے آداب	۱۷	عید کے دن کا غسل سنت ہے۔	۳۴
بیت الخلاء جانے کی دعا	۲۰	نماز کی عظمت و اہمیت	۳۴
بیت الخلاء سے فارغ ہونے کی دعا	۲۰	نماز کی فرضیت	۳۵
وضو کی فرضیت	۲۱	نماز تمام انبیاؑ کی شریعتوں کا بنیادی رکن ہے	۳۵
وضو کی نیت	۲۲	نماز پر گناہوں کی معافی	۴۰
وضو بسم اللہ سے شروع کرنا	۲۳	پانچ وقت کی نماز	۴۱
وضو کا طریقہ	۲۵	پنج وقتہ فرض نماز کے اوقات	۴۳
چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے۔	۲۸	نماز صبح کا وقت	۴۴
کامل وضو کی برکات	۲۹	صبح کی نماز کا مستحب وقت اسفار ہے۔	۴۵
وضو میں پانی اور وقت ضائع نہ کرنا۔	۳۰	نماز ظہر کا وقت	۴۷
وضو کے بعد کی دعا	۳۱	نماز ظہر کا مستحب وقت	۴۹

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نماز عصر کا وقت	۵۱	نماز کی نیت فرض ہے۔	۹۰
نماز عصر کا مستحب وقت	۵۱	نماز میں قیام فرض ہے	۹۱
نماز مغرب کا وقت	۵۴	تکبیر تحریمہ فرض ہے	۹۱
نماز مغرب کا مستحب وقت	۵۵	نماز کا طریقہ	۹۲
نماز عشاء کا وقت	۵۶	تکبیر تحریمہ کے وقت کانوں کے برابر ہاتھ اٹھانا	۹۲
نماز عشاء کا مستحب وقت	۵۷	عورت سینہ کے برابر ہاتھ اُٹھائے	۹۳
نماز عشاء میں بیمار وغیرہ کی رعایت	۵۸	قیام میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا	۹۴
اوّل وقت میں نماز کی احادیث پر تبصرہ	۵۹	ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا	۹۵
نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا فرض ہے	۶۱	سبحانک اللّٰھم پڑھنا	۹۸
نماز کے اوقات متواتر احادیث سے ثابت ہیں۔	۶۴	تعوّذ	۱۰۱
اوقاتِ نماز کی عملی تعلیم اور امامت جبرئیل علیہ السلام	۶۵	تسمیہ	۱۰۲
تاخیرِ نماز کا سبب بننے پر سخت دُعا	۶۷	تعوّذ اور تسمیہ کا آہستہ پڑھنا	۱۰۳
نماز خوف کی احادیث سے اوقات نماز کی اہمیت	۶۷	امام کا فاتحہ اور سورۃ پڑھنا	۱۰۸
جمع بین الصلوٰتین	۷۰	منفرد کا فاتحہ اور سورۃ پڑھنا	۱۰۸
اذان کی عظمت	۷۴	مقتدی کا امام کی قرارت کے وقت خاموش رہنا کہ امام کی قراءت مقتدی کی قرارت ہے،	۱۰۹
اذان کے الفاظ	۷۷	فاتحہ کے بعد آمین کہنا	۱۲۱
اذان میں ترجیع نہیں ہے۔	۷۸	آمین آہستہ کہنا	۱۲۱
صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیرٌ من النوم	۸۱	رکوع میں جاتے وقت تکبیر کہنا	۱۲۸
اذان کا جواب	۸۱	رکوع میں جاتے وقت اور اس سے اُٹھتے وقت رفع یدین نہیں ہے	۱۲۸
اذان کے بعد دُعا	۸۳	رکوع کرنا	۱۳۸
اقامت کے سترہ کلمے	۸۴	رکوع کی ہیئت وصورت	۱۳۹
اقامت کا جواب	۸۸	رکوع کی تسبیح	۱۴۰
نمازی کے بدن وغیرہ کا پاک ہونا	۸۸	رکوع اطمینان سے ادا کرنا	۱۴۱
نماز میں ستر عورت فرض ہے۔	۸۹		
استقبال قبلہ فرض ہے۔	۸۹		

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رکوع ناقص کرنا چوری ہے	۱۴۱	نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف متوجہ ہوکر بیٹھنا۔	۱۶۴
تسمیع وتحمید	۱۴۱		
مقتدی صرف تحمید کہے	۱۴۱	نماز کے بعد دُعا	۱۶۵
سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے پھر ہاتھ رکھنا	۱۴۲	دُعا میں ہاتھ اُٹھانا	۱۶۵
سجدہ فرض ہے	۱۴۳	دُعا کے آداب	۱۶۸
سجدہ انتہائی قربِ خداوندی کا ذریعہ ہے	۱۴۳	نماز کی جماعت کا اہتمام	۱۶۹
سجدہ کی ہیئت وصُورت	۱۴۳	امامت کا معیار	۱۷۰
سات اعضاء سے سجدہ کرنا	۱۴۴	صفوں کو برابر کرنا	۱۷۱
سجدہ کی تسبیح	۱۴۴	صفِ اوّل کی فضیلت	۱۷۱
رکوع وسجود، قومہ جلسہ اطمینان سے ادا کرنا	۱۴۵	تکبیر اولیٰ پانے کی فضیلت	۱۷۳
عورت کے سجدہ کی کیفیت وصُورت	۱۴۵	عورت کی نماز گھر میں افضل ہے	۱۷۳
دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی صُورت	۱۴۶	نماز وتر واجب ہے	۱۷۴
دوسرے سجدہ سے اٹھتے وقت پہلے ہاتھ پھر گھٹنے اُٹھانا۔	۱۴۷	نماز وتر تین رکعت ایک سلام کے ساتھ	۱۷۵
		وتر میں دُعائے قنوت	۱۸۰
دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھے بغیر کھڑا ہونا	۱۴۷	دعائے قنوت کے الفاظ	۱۸۱
دوسری رکعت میں ثنا اور تعوذ نہیں	۱۴۹	سُنن ونوافل کا اہتمام	۱۸۶
دوسری رکعت میں فاتحہ اور سُورۃ پڑھنا	۱۴۹	نمازِ تراویح	۱۸۸
قعدہ کی ہیئت وصورت	۱۵۰	تراویح کی جماعت	۱۸۹
عورت کے بیٹھنے کی مسنون ہیئت	۱۵۲	تراویح کی بیس ۲۰ رکعت	۱۹۳
تشہد کے الفاظ	۱۵۳	فجر کی سنّتیں	۲۰۵
قعدہ اولیٰ میں صرف تشہد پڑھنا	۱۵۵	صبح کے فرضوں کے بعد طلوع شمس سے پہلے سُنّتیں نہ پڑھے۔	۲۰۹
قعدہ میں اُنگلی کا اشارہ	۱۵۵		
آخری قعدہ میں درود شریف	۱۶۱	پانچ مکروہ اوقات میں دوگانہ طواف اور نفل نماز نہ پڑھے۔	۲۱۲
درود شریف کے بعد دُعا	۱۶۲		
دونوں طرف منہ پھیر کر سلام کرنا	۱۶۳		

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ:

راہ نما اشارے

اسلام کے فروعی اختلافی اور اجتہادی مسائل میں ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) اور دیگر سلف صالحینؒ کا اختلاف حق و باطل کا اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ راجح و مرجوح، اولیٰ و غیر اولیٰ اور افضل و غیر افضل کا اختلاف ہے۔

یہ فروعی اختلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے چلا آرہا ہے۔ فروعی اختلافی مسائل میں تشدد اختیار کرنا، ایک مکتبِ فکر کا دوسرے مکتبِ فکر کو گمراہ کہنا ملامت کرنا، طعن و تشنیع کرنا درست نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں حدیثِ ذیل کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

(۱) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعْنَا مِنَ الْاَحْزَابِ لَایُصَلِّیَنَّ اَحَدٌ الْعَصْرَ اِلَّا فِیْ بَنِیْ قُرَیْظَۃَ فَاَدْرَکَ بَعْضُہُمُ الْعَصْرُ فِی الطَّرِیْقِ فَقَالَ بَعْضُہُمْ لَا نُصَلِّیْ حَتّٰی نَاْتِیَہَا وَقَالَ بَعْضُہُمْ بَلْ نُصَلِّیْ لَمْ یُرَدْ ذٰلِکَ مِنَّا فَذُکِرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم غزوۂ خندق سے لوٹے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنو قریظہ کے محلے میں پہنچ کر، پھر راستے میں عصر کی نماز کا وقت ہوگیا بعض نے کہا کہ ہم تو بنو قریظہ پہنچ کر ہی نماز پڑھیں گے اور بعض نے کہا ہم نماز پڑھتے ہیں، آپؐ کا یہ مطلب نہیں تھا (کہ نماز قضا کردو) پھر نبی کریم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ ۝

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس اختلاف کا ذکر کیا گیا تو آپؐ نے اُن میں سے کسی کو ملامت نہیں فرمائی۔

(صحیح بخاری جلد ۱ صـ۱۲۹ ابواب صلوٰۃ الخوف، مسلم کتاب الجہاد صـ۹۶ جلد ۲)

تشریح ذوالقعدہ ۵ھ میں غزوہ احزاب کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا کہ یہودی قبیلہ بنو قریظہ کے محلہ میں جلدی پہنچو، نمازِ عصر وہیں جاکر پڑھو ان کی غداری کی بنا پر اُن کے خلاف جہاد کرنا ہے، صحابہ کرامؓ فوراً بنو قریظہ کی سرکوبی کے لیے روانہ ہو گئے۔ سفر کے دوران عصر کی نماز فوت ہونے لگی۔ اس سلسلہ میں صحابہ کرامؓ کا اجتہادی اختلاف پیدا ہوگیا، بعض حضرات نے حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کیا، عصر کی نماز راستہ میں نہیں پڑھی، بلکہ بنو قریظہ میں پہنچ کر اس کی قضا پڑھی یا بقول بعض شارحین حدیث نماز اوّل وقت سے مؤخر کرکے پڑھی، اور بعض حضرات نے قرآن و حدیث کی دوسری نصوص کی روشنی میں اس کا مقصد معلوم کرنے کی کوشش کی اور کہا وقت پر نماز پڑھنا فرض ہے بلا عذر قضا کرنا درست نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مقصد صرف یہ ہے کہ جلدی سے جلدی بنو قریظہ پہنچنے کی کوشش کرو۔ آپؐ کا یہ مقصد نہیں کہ نماز قضا کر دی جائے۔ ان حضرات نے راستے میں عصر کی نماز اپنے وقت پر پڑھی، پھر بنو قریظہ قدرے تاخیر سے پہنچے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرامؓ کے اِس اختلافِ عمل کی اطلاع ملی تو آپؐ نے ان میں سے کسی بھی طبقہ کی تردید و تغلیط نہیں فرمائی، بلکہ اپنے سکوت و خاموشی سے ہر ایک کے فکر و عمل کو درست قرار دیا۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۶ صـ ۲۶۴ طبع مصر و فتح الباری شرح البخاری جلد ۷، صـ۳۱۴)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اجتہادی مسائل میں عام طور پر فکر و عمل کا اختلاف دلائل کے ظاہری اور سطحی تعارض سے پیدا ہوتا ہے یا پھر ایک نص کے معنی و مفہوم میں مختلف احتمالات کی گنجائش کی وجہ سے رونما ہوتا ہے۔ اس مقام پر اجتہاد کے تمام ضروری اوصاف[1] و شرائط کا حامل مجتہد عالم، اخلاص و نیک نیتی سے اپنی تمام فکری، علمی، عقلی اور عملی توانائیاں صواب و خطا کی تحقیق میں صَرف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ شانہٗ محض اپنے فضل و کرم سے اس پُر خلوص سعی و محنت پر اس مجتہد کو ہر حال میں اجر و ثواب سے سرفراز فرماتے ہیں۔ اسکی بے لوث جدوجہد کو شرفِ قبولیت بخشتے ہیں۔ خواہ وہ مجتہد حق و صواب کو پالے یا خطا کر بیٹھے۔

اس موضوع کے لیے درج ذیل نصوص ملاحظہ فرمائیں، ارشاد ربانی ہے۔

② لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا۔ (البقرہ آیت ۲/۲۸۶)

کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی وُسعت و طاقت سے زیادہ مکلف اور ذمہ دار نہیں بناتے۔

③ حضرت عبداللہ بن عمرؓ و حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہما دونوں بزرگوں سے یہ مرفوع[2] حدیث مروی ہے۔

---

[1] مجتہد کے ضروری اوصاف یہ ہیں: علمِ قرآن، علم سنت، علم فقہ، علم اصولِ فقہ کا ماہر عالم ہو۔ ائمہ اربعہؒ اور سلفِ صالحین کی علمی تحقیقات اور اجماعی مسائل سے واقف ہو۔ اس کا عقیدہ عمل، اخلاق کتاب و سُنت کے مطابق ہو، متقی پرہیز گار ہو۔

(عقد الجید حضرت شاہ ولی اللہؒ، نور الانوار ص ۲۴۶ و حواشیہ)

[2] "مرفوع حدیث" محدثین کی اصطلاح میں وہ حدیث کہلاتی ہے جس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل یا حال کا ذکر ہو اور اگر حدیث کی سند صحابیؓ پر ختم ہو اور اس میں صحابیؓ کے قول یا فعل یا حال کا ذکر ہو تو اسکو "موقوف" کہا جاتا ہے۔ اور اگر حدیث کی سند تابعیؒ پر ختم ہو اور اسمیں تابعیؒ کے قول یا فعل یا حال کا ذکر ہو، تو اسکو مقطوع کہا جاتا ہے۔ (شرح نخبۃ الفکر ص ۱، خیر الاصول ص ۷)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَھَدَ وَ اَصَابَ فَلَہٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَکَمَ فَاجْتَھَدَ وَاَخْطَأَ فَلَہٗ اَجْرٌ وَاحِدٌ۔

(بخاری جلد ۲ صـ ۱۰۹۲: باب اجر الحاکم اذا اجتہد)
مسلم صـ ۶، جلد ۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب حاکم فیصلہ کرتے وقت اجتہاد کرے اور درست فیصلہ کرے تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر فیصلہ کرتے وقت اجتہاد کرے اور خطا کر بیٹھے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔

ف : ہر حال میں مجتہد ماجور اور اس کی محنت مقبول ہے، پھر جو حکم مجتہد کا ہے وہی حکم اس کے پیروکاروں کا ہے، کہ ان کا عمل بھی مقبول اور باعثِ اجر ہے۔

اسلامی احکام کے مآخذ و دلائل

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

④ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (البقرۃ ۲/۲)

یہ کتاب ہے، (قرآن مجید) اس میں کوئی شک نہیں، خدا سے ڈرنے والوں کے لیے راہ نما ہے۔

⑤ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ ۝ (البقرۃ ۲/۱۸۵)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا وہ (قرآن مجید) تمام لوگوں کے لیے راہ نما ہے۔

⑥ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ (احزاب ۳۳/۲۱)

بلاریب تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے

⑦ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔
(سورہ حشر ۵۹/۷)

کو دیں تو اُسے لے لو اور تم کو جس چیز سے روک دیں تو رُک جاؤ۔

(۸) مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (سورہ نساء ۴/۸۰)

جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

(۹) وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ (نساء ۴/۱۱۵)

اور جو شخص ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اور اہل ایمان کے راستے کے سوا دوسرا راستہ اختیار کرے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے چلنے دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔

ف: اس آیت کریمہ سے اجماعِ اُمت کی حجیت واضح ہوتی ہے۔

(۱۰) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (توبہ ۹/۱۰۰)

اور جو مہاجرینؓ اور انصارؓ (ایمان لانے میں) سبقت کرنے والے مقدم ہیں اور جن لوگوں نے اخلاص سے ان کی پیروی کی، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

ف: اس آیتِ کریمہ سے واضح ہوا کہ صحابہ کرامؓ کی اتباع، موجب رضاالٰہی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے، داخلہ جنت کا سبب اور عظیم کامیابی ہے اس بناء پر صحابہ کرامؓ معیار حق ہیں۔

(۱۱) فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ — اے دانشورو! عبرت حاصل کرو۔ (حشر ۵۹/۲)

ف: اس آیت سے قیاس شرعی کی حجیت ثابت ہوتی ہے۔

(۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کی مرسل روایت ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهِ۔ (مشکوٰۃ ص۳۱، موطا امام مالکؒ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں۔ جب تک تم ان پر مضبوطی سے عمل کرتے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے ایک اللہ کی کتاب اور دوسری رسولؐ کی سنت۔

(۱۳) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ (ابوداؤد ص۲۸۷ ج۲، ترمذی ص۱۶۲ ج۲، ابن ماجہ، مسند امام احمد بن حنبلؒ، مشکوٰۃ ص۲۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میرا طریقہ اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کا طریقہ لازم پکڑو، اس پر عمل پیرا رہو اور اسے داڑھوں سے مضبوط پکڑو۔

ف: اس حدیث سے خلفاء راشدینؓ کا معیار حق اور ان کے قول و فعل کا حجتِ شرعیہ ہونا واضح ہوتا ہے۔

(۱۴) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..... مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ۔ (ترمذی ص ۸۹ ج ۲، مشکوٰۃ ص ۳۰)

حدیث میں ارشاد فرمایا (نجات پانے والی جماعت وہ ہے) جو میرے اور میرے صحابہؓ کے طریقہ پر قائم ہے۔

ف : اس حدیث شریف سے اہلِ سنت وجماعت کا نام اور اس کا ناجی و برحق ہونا بھی واضح ہوتا ہے۔

(۱۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِيْ اَوْ قَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ۔ (ترمذی ص ۳۹ ج ۲، مشکوٰۃ ص ۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے یقیناً اللہ تعالیٰ میری اُمت کو یا فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ (کی حفاظت) کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ آگ میں الگ ہوا۔

ف : اس حدیث سے اجماعِ امت کی حجیت مستفاد ہوتی ہے۔

(۱۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے بڑی جماعت کی پیروی کرو، جو جماعت سے الگ ہوا۔ وہ دوزخ کی آگ میں الگ ہوا۔

(۱۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّتِيْ لَا تَجْتَمِعُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے بلاشبہ میری اُمت گمراہی پر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عَلٰی ضَلَالَۃٍ فَاِذَا رَاَیْتُمْ اِخْتِلَافًا فَعَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ۔

جمع نہ ہوگی، پس جب تم اختلاف تو سوادِ اعظم کی اتباع کرو۔

(ابن ماجہ ص ۲۹۱)

(۱۸) حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ وَالْعَامَّۃِ۔ (مسند امام احمد بن حنبلؒ، مشکوٰۃ ص ۳۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جماعت اور جمہور مسلمین سے چمٹے رہو۔

(۱۹) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِہٖ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، جو شخص جماعت (مسلمین) سے ایک بالشت برابر بھی جدا ہوا تو اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال دی۔

(ابوداؤد ج ۲ ص ۳۰۶، مسند احمد، مشکوٰۃ ص ۳۱)

ف: ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ عقائد و نظریات میں، اعمال و اخلاق میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ساتھ رہنا چاہیئے اور اُن کی اتباع کرنی چاہیئے۔ ان کے بعد ہر دور کے جمہور علماء کے ساتھ رہنا چاہیئے، جو سُنّتِ نبویؐ اور جماعتِ صحابہؓ کے متبع ہوں۔ جمہور سلفِ صالحین سے کٹ کر تفرقہ بازی اور گروہ بندی کا شکار نہ ہونا چاہیئے۔

(۲۰) حضرت مُعاویہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جس کی بھلائی منظور ہوتی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔ ہے اسکو دین کی سمجھ عنایت فرماتے ہیں۔

(بخاری ص ۱۶ ج ۱، مسلم، مشکوٰۃ ص ۳۲)

(۲۱) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ أُمَّتِيْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر وہ جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ جو ان کے قریب ہیں۔

(بخاری شریف ص ۵۱۵ ج ۱، مسلم ص ۳۰۹ ج ۲، مشکوٰۃ ص ۵۵۳)

یہ حدیث مسلم شریف میں حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے بھی مروی ہے۔

ف: اس حدیث میں صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ کی فضیلت اور اُن کے آثار اقوال وافعال کی ترجیح اور حجیت کی طرف اشارہ ہے۔

(۲۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍؓ وَعُمَرَؓ۔ (ترمذی ص ۲۰۷ ج ۲ مشکوٰۃ ص ۵۶۰ ابواب المناقب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میرے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی پیروی کرنا۔

(۲۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَؓ وَقَلْبِهٖ۔ (ترمذی ص ۲۰۹ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۷ مناقب عمرؓ)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر بن الخطابؓ کی زبان اور ان کے دل پر حق رکھ دیا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ف : یہ حدیث حضرت عمرؓ کی اصابتِ رائے پر زبردست شہادت نبویؐ ہے۔

(۲۴) حضرت مُعاذ بن جبلؓ کی مرفوع حدیث ہے۔

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ كَيْفَ تَقْضِيْ إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ قَالَ أَقْضِيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَإِنْ لَّمْ تَجِدْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَإِنْ لَّمْ تَجِدْ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَجْتَهِدُ رَأْيِيْ وَلَا آلُوْ قَالَ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى صَدْرِهٖ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا يَرْضٰى بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذؓ کو یمن بھیجنے لگے تو آپؐ نے حضرت مُعاذؓ سے پوچھا۔ جب تیرے سامنے کوئی فیصلہ طلب معاملہ آئے گا تو تم کیونکر فیصلہ کروگے؟ حضرت مُعاذؓ نے عرض کیا، میں کتاب اللہ (قرآن مجید) کے مطابق فیصلہ کرونگا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم کو کتاب اللہ میں اس کا حکم نہ ملے (تو پھر فیصلہ کیسے کروگے) حضرت معاذؓ نے عرض کیا پھر سُنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلہ کروں گا، آنحضرتؐ نے فرمایا، اگر تمہیں اس کا حکم سُنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی نہ ملے (پھر) حضرت مُعاذؓ نے عرض کیا، میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔ حضرت مُعاذؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب سُن کر میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا، خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے اپنے رسولؐ

۱: ترمذی صـ ۱۵۹ جلد ۱

۲: ابوداؤد صـ ۵۰۵ جلد ۲

۳: مسند احمد صـ ۲۳۰ جلد ۵

۴: مسند دارمی صـ ۲۴

۵: مشکوٰۃ صـ ۳۲۴ باب العدل فی القضاء

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے قاصد کو اس چیز کی توفیق بخشی جس کو اس کا
رسولؐ پسند کرتا ہے۔

ف: اس حدیثِ مقدس سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔
۱ اسلامی احکام کا اوّلین مأخذ قرآن مجید ہے۔
۲ اس کے بعد سُنّتِ نبویہ ہے۔
۳ جو مسئلہ کتاب و سُنّت میں منصوص اور صراحۃً موجود نہ ہو، اس کا حکم معلوم کرنے کرنے کے لئے اجتہاد کی ضرورت ہے۔
۴ کتاب و سُنّت کے منصوص احکام میں اجتہاد اور رائے زنی کا جواز نہیں ہے۔
۵ مجتہد کے لئے کتاب و سُنّت کا ماہر ہونا اور ان کے علوم و احکام پر حاوی ہونا ضروری ہے۔

(۲۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جس نے ہمارے دین میں ایسی بات نکالی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

(بخاری ص ۳۷۱ جلد ۱، کتاب الصلح، مسلم ص ۷۷ جلد ۲، مشکوٰۃ ص ۲۷)۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا، کہ جو بات دینی دلائل سے ثابت نہ ہو اُسے دین قرار دینا بدعت و ضلالت ہے۔ وہ بات اور اس کا موجد دونوں مردود ہیں۔

حاصل کلام

مذکورہ بالا آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ نبویہ کا حاصل یہ ہے کہ دینی احکام کے مآخذ اور دلائل حسبِ ذیل ہیں:۔

۱ قرآنِ مجید
۲ احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۳ اجماعِ اُمّت

۴ خلفائے راشدین کے آثار (اقوال، افعال، احوال)

۵ خیر القرون (صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ) کے آثار

۶ اربابِ علم وفقہ واصحابِ علم وتقوےٰ کا شرعی قیاس واجتہاد۔

طہارت

اسلام میں طہارت ونظافت اور پاکیزگی وصفائی کی بہت بڑی اہمیت ہے۔

(۲۶) اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ ۔ (بقرہ ۲/۲۲۲)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور طہارت حاصل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

مدینہ منورہ کے قریب مسجد قبا میں رہنے والوں اہلِ ایمان کی تعریف وتوصیف میں ارشادِ ربانی ہے۔

(۲۷) فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَہَّرُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّہِّرِیْنَ ۔ (توبہ ۹/۱۰۸)

اس میں ایسے مرد ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ پاک رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

(۲۸) حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلطُّہُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ۔ (مسلم ۱/۱۱۸، مشکوٰۃ ص۳۸)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ طہارت ایمان کا ایک حصہ ہے۔

(۲۹) ایک مرفوع حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

اَلطُّہُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ۔

کہ طہارت نصف ایمان ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(ترمذی ص۱۹ جلد۲، ابواب الدعوات)

شریعتِ اسلامیہ نے طہارت و پاکیزگی اور صفائی و ستھرائی کے اہتمام کے پیشِ نظر استنجا، وضو، غسل، لباس، مکان کی طہارت کے متعلق مفصل ہدایات دی ہیں۔

قضائے حاجت و استنجا کے آداب

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۰) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَۃَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب تم قضائے حاجت کے لئے جاؤ، تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرو اور نہ پشت کرو۔

(بخاری ص۵۷ جلد۱، باب قبلۃ اہل المدینۃ، مسلم ص۱۳۰ جلد۱، باب الاستطابہ، مشکوٰۃ ص۴۲)

(۳۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمُ الْغَائِطَ فَلَا یَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَۃَ وَلَا یَسْتَدْبِرْھَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب تم میں سے کوئی ایک قضائے حاجت کے لیے جائے تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ پشت کرے۔

(ابوداؤد ص۳، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد)

(۳۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ الْحَاجَۃَ لَمْ یَرْفَعْ ثَوْبَہٗ حَتّٰی یَدْنُوَ مِنَ الْاَرْضِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے، تو اپنا کپڑا نہیں اٹھاتے تھے، یہاں تک کہ زمین کے قریب ہوتے۔

(ابوداؤد ص۴ جلد۱، ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ ص۴۲)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۳۳) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِيَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرمایا کہ ہم پائخانہ یا پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کریں یا دائیں ہاتھ سے استنجا کریں۔ یا تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجا کریں یا گوبر یا ہڈی سے استنجا کریں۔

(مسلم صـ ۱۳۰ جلد ۱، مشکوٰۃ صـ ۴۲)

(۳۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ۔ (ابوداؤد صـ ۶ جلد اوّل، مشکوٰۃ صـ ۴۳، ابن ماجہ، مسند دارمی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جو شخص ڈھیلے سے استنجا کرے تو چاہیئے کہ طاق ڈھیلے استعمال کرے جس نے ایسا کیا تو اچھا کیا اور جس نے ایسا نہیں کیا تو کوئی حرج نہیں۔

ف: اس حدیث سے واضح ہوا کہ استنجا میں تین عدد ڈھیلوں کا حکم استحبابی ہے، البتہ نجاست سے صفائی لازم اور ضروری ہے۔

(۳۵) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ يَتَخَلّٰى فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ فِيْ ظِلِّهِمْ (مسلم صـ ۱۳۲ جلد اوّل، مشکوٰۃ صـ ۴۲)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لعنت کا سبب بننے والی دو باتوں سے بچو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا وہ دو باتیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ کہ آدمی لوگوں کے راستے میں قضائے حاجت کرے یا ان کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سایہ میں قضائے حاجت کرے۔

ف : حدیث شریف کا مقصد یہ ہے کہ جس مقام پر لوگ بیٹھتے ہوں، وہاں پیشاب، پائخانہ نہ کرنا چاہیئے، تاکہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو، سردی کے موسم میں دھوپ مطلوب ومحبوب ہوتی ہے۔ لوگ دھوپ حاصل کرنے کے لئے جس مقام پر بیٹھتے اور آرام کرتے ہوں اس کا بھی یہی حکم ہے۔ وہاں بھی قضائے حاجت منع ہے۔
(مرقات شرح مشکوٰۃ ص۳۵۱ جلد اوّل)

(۳۶) حضرت ابُوقتادہ رضی اللہ عنہٗ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَی الْخَلَاءَ فَلَا یَمَسَّ ذَکَرَہٗ بِیَمِیْنِہٖ وَلَا یَتَمَسَّحْ بِیَمِیْنِہٖ۔

رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے جب کوئی شخص قضائے حاجت کے لیے جائے تو اپنی شرمگاہ کو اپنے دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔

(بخاری ص۲۷ ج۱، مُسلم ص۱۳۱ ج۱، مشکوٰۃ ص۴۲)

(۳۷) حضرت ابُوہُریرہ رضی اللہ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتَی الْغَائِطَ فَلْیَسْتَتِرْ

رسُول اللہ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے، جو شخص قضائے حاجت کے لیے جائے تو چاہیئے کہ پردہ کرے۔

(ابوداؤد ص۶ ج۱، مشکوٰۃ ص۴۳، ابن ماجہ، دارمی)

(۳۸) حضرت عبداللہ بن سَرجس رضی اللہ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِیْ جُحْرٍ۔

رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے تُم میں سے کوئی شخص سُوراخ میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔

(نسائی ص۱۵ ج۱، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص۴۳)

(۳۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہٗ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّبُوْلَ الرَّجُلُ قَائِمًا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی کھڑے ہو کر پیشاب کرے۔

(بیہقی ص ۱۰۲ جلد ۱)

(۴۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَنْجِيْ بِالْمَاءِ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانی سے استنجا کرتے تھے۔

(بخاری صفحہ ۲۷ جلد اول)

ف: ڈھیلوں سے استنجا کرنے کی حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے۔ صرف پانی سے استنجا کرنا درست ہے، صرف ڈھیلوں سے استنجا کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن ڈھیلوں اور پانی دونوں کو استنجا میں استعمال کرنا افضل ہے۔ (عمدۃ القاری ص ۲۹ جلد ۲)

بیت الخلاء میں جانے کی دعا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔

(ابوداؤد ج ۱، مشکوٰۃ ص ۴۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جب تم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت کے لئے جائے تو یہ دعا پڑھے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ میں خبیث جنوں اور جنیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہوں۔

بیت الخلاء سے فارغ ہونے کے بعد دعا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۲) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ۔ (ترمذی صہ ۳ جلد اوّل، ابن ماجہ، دارمی، ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ صہ ۴۳)

سے باہر تشریف لاتے تو یہ دُعا پڑھتے، غُفْرَانَكَ (اے اللہ میں تیری مغفرت کا طلب گار ہوں۔)

دوسری دُعا

حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ سے مَرْفُوْع حدیث ہے۔

(۴۳) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّيْ الْاَذٰى وَعَافَانِيْ۔ (ابن ماجہ صہ ۲۶، مشکوٰۃ صہ ۴۴)

نبی اکرم صَلَّی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ دُعا پڑھتے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّيْ الْاَذٰى وَعَافَانِيْ۔ کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے مجھ سے تکلیف کی چیز دُور کی اور مجھے عافیت بخشی۔

ف: یہ حدیث حضرت اَبُوذَرؓ سے بھی نسائی میں مروی ہے۔ (مرقات ۳۶۸) افضل یہ ہے کہ دونوں دُعائیں پڑھی جائیں، پہلے، غُفْرَانَكَ پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّيْ الْاَذٰى وَعَافَانِيْ پڑھے۔ (مرقات صہ ۳۶۱ جلد ۱)

وضو کی فرضیت

وضو، بارگاہِ خُداوندی میں حاضری دینے اور نماز پڑھنے کا لازمی ادب ہے۔

(۴۴) ارشادِ ربّانی ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ (المائدہ ۶)

اے ایمان والو! جب تم نماز کو اُٹھنے لگو تو اپنے چہروں کو اور کہنیوں سمیت اپنے ہاتھوں کو دھولیا کرو اور اپنے سروں پر مسح کرلیا کرو اور ٹخنوں سمیت اپنے پاؤں کو (دھولیا کرو)۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۴۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّاَ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ بے وضو کی نماز قبول نہیں کی جاتی، یہاں تک کہ وضو کرے۔

(بخاری ج۱ ص۲۵، باب لا تقبل صلوٰۃ بغیر طہور، مسلم ج۱ ص۱۱۹، باب وجوب الطہارۃ للصلوٰۃ، مشکوٰۃ ص۴۱)

(۴۶) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃٌ بِغَیْرِ طُھُوْرٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بلا طہارت نماز مقبول نہیں۔

(مسلم ص۱۱ جلد اول، مشکوٰۃ ص۴۱)

(۴۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ نماز کی کنجی طہارت ہے۔

(ابوداؤد ج۱ ص۱، باب فرض الوضوء، ابن ماجہ، مسند دارمی، مشکوٰۃ ص۴۱)

وضو کی نیت

نیت دل کے ارادہ کا نام ہے، وضو کا ثواب اس کی نیت پر موقوف ہے۔

(۴۸) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ (بخاری ج۱ ص۲، مسلم ص۱۴۰ ج۲، مشکوٰۃ ص۱۱)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

ف: پانی طبعی اور فطری طور پر مطہر (پاک کرنے والی چیز ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے۔[1]

---

[1] اور ارشادِ گرامی ہے: (وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَھِّرَکُمْ بِہٖ) اور اللہ تعالیٰ شانہٗ تم پر آسمان سے پانی اتارتا ہے تاکہ وہ تم کو اس کے ذریعہ سے پاک کرے۔ (الانفال ۱۱)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا۔ (فرقان ۲۵/۴۸)

اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اُتارا۔

نیز سب کا مشاہدہ ہے کہ پانی کے استعمال سے نجاست زائل ہوجاتی ہے۔ ازالہ نجاست کا نام تطہیر ہے۔ لہٰذا پانی کا مطہر اور مُزیلِ نجاست ہونا ایک محسوس اور مُبصر حقیقت ہے، جب بھی پاک پانی استعمال کیا جائے تو وہ اپنی فطری تاثیر کی وجہ سے ناپاک چیز کو پاک کر دیتا ہے، خواہ تطہیر کا ارادہ ہو یا نہیں۔ چُنانچہ ناپاک کپڑا یا ناپاک مکان پانی سے دھویا جائے تو بالاتفاق وہ پاک جاتا ہے۔ خواہ اس کو پاک کرنے کی نیت کی گئی ہو یا نہیں۔ اِسی طرح احناف کے مسلک پر بغیر نیت کے وضو کیا جائے تو وضو دُرست ہوجائے گا اور اس وضو سے نماز ادا ہوجائے گی۔ لیکن مذکورہ حدیث کی بنا پر وضو کا ثواب نہیں ملے گا، اعمال کا ثواب نیت پر موقوف اور منحصر ہے۔

وضو بِسم اللہ سے شروع کرنا

حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

(۴۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ اِذَا تَوَضَّاْتَ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

رسُول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابوہریرہؓ جب وضو بنانے لگو تو بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ لیا کرو۔

(طبرانی صغیر، قال الہیثمی اسنادہٗ حسن آثار السنن ص۳۵، قال العینی اسنادہٗ حسنٌ السعایۃ ج۱/۱۰۹)

ف: افضل یہ ہے کہ پُوری بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھی جائے۔

(فتح القدیر ج۱/۱۹، کفایہ شرح ہدایہ ج۱/۱۹، شرح المہذب للنووی ج۱/۳۴۴)

حضرت ابُوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

(۵۰) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَایُبْدَأُ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَھُوَ اَقْطَعُ۔

ہے کہ ہر شاندار کام جو (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) سے شروع نہ کیا جائے تو وہ بے برکت ہے۔

(صحیح ابن حبان، فتح القدیر شرح ہدایہ ج۲، نووی شرح مسلم ج۲، شرح المہذب ج۳)

(۵۱) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ہے اس شخص کا وضو نہیں ہے جس نے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر نہیں کیا۔

(ترمذی ج۱، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۴۶)

ف: حدیث مذکور میں لَا وُضُوْءَ سے وضوء کامل کی نفی مقصود ہے جیسا کہ حدیث لَا صَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ (مسجد کے ہمسایہ کی نماز نہیں ہے مگر مسجد میں) میں لَا صَلٰوۃَ سے کامل نماز کی نفی مراد ہے۔

درج ذیل احادیث اس تشریح و توجیہ کا واضح قرینہ ہیں۔

(۵۲) (۵۳) (۵۴) حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم تینوں بزرگوں سے مرفوع حدیث مروی ہے۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وَذَکَرَ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ فَاِنَّہٗ یُطَھِّرُ جَسَدَہٗ کُلَّہٗ وَمَنْ تَوَضَّأَ وَلَمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ لَمْ یُطَھِّرْ اِلَّا مَوْضِعَ الْوُضُوْءِ۔

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا، جو شخص وضو بنائے اور اللہ کا نام لے (بسم اللہ پڑھے) تو وہ اپنے تمام جسم کو (گناہوں سے) پاک کرتا ہے اور جو شخص وضو بنائے اور اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ صرف وضوء کے مقامات (اعضاء) کو پاک کرتا ہے۔

(دار قطنی ص۷۴، ۳، جلد اول باب التسمیۃ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علی الوضوء، بیہقی صـ ۷۹ جلد ۱، مشکوٰۃ صـ ۴۷)۔

(۵۵) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ فَذَکَرَ اِسْمَ اللّٰہِ طَھَّرَ جَسَدَہٗ کُلَّہٗ وَاِنْ لَمْ یَذْکُرْ لَمْ یُطَھِّرْ اِلَّا مَا اَصَابَہُ الْمَآءُ۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۱ ص ۳۔ زجاجۃ المصابیح صـ ۹۸ جلد ۱)۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جب بندہ وضو کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو وہ اپنے تمام جسم کو پاک کرتا ہے اور اگر وہ شخص اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ صرف اس مقام کو پاک کرتا ہے جس کو پانی لگا ہے۔

ف: ان احادیث سے واضح ہوا کہ بسم اللہ پڑھے بغیر بھی وضو ہو جاتا ہے لیکن ناقص ہوتا ہے۔ اسی لئے ایسے وضو سے تمام جسم کے گناہ معاف نہیں ہوتے بلکہ صرف اعضائے وضو کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

وضو کا طریقہ

(۵۶) اَنَّ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ کَفَّیْہِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْھَہٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ یَدَہُ الْیُمْنٰی اِلَی الْمِرْفَقِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ یَدَہُ الْیُسْرٰی مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِہٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَہٗ

خلیفۂ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے (لوگوں کو وضو کی عملی تعلیم دینے کے لئے) وضو کا پانی منگوایا اور وضو بنایا، تو تین دفعہ اپنی دونوں ہتھیلیاں دھوئیں پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا پھر تین دفعہ اپنا چہرہ دھویا۔ پھر تین دفعہ کہنی سمیت اپنا دایاں بازو دھویا۔ پھر اسی طرح (تین دفعہ کہنی سمیت) اپنا بایاں بازو دھویا، پھر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الْيُمْنٰى اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا۔ (مسلم ص۱۲ ج۱ باب صفۃ الوضوء)

اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر تین دفعہ ٹخنوں سمیت اپنا دایاں پاؤں دھویا۔ پھر اسی طرح (تین دفعہ ٹخنوں سمیت) اپنا بایاں پاؤں دھویا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا وضو کرتے ہوئے دیکھا۔

ف: اس مضمون کی مرفوع حدیث صحیح بخاری، ابوداؤد، نسائی، مسند احمد، دارقطنی، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ میں بھی موجود ہے۔ (زجاجۃ المصابیح ص۱۰ جلد اول)

(۵۷) عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَاَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَوَضَّاَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتّٰى اَنْقَاهُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلٰثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلٰثًا وَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلٰثًا وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ مَرَّةً ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ..... ثُمَّ قَالَ اَحْبَبْتُ اَنْ اُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ طُهُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(جامع ترمذی ص۵ جلد اول، نسائی)

حضرت ابوجحیفہؒ فرماتے ہیں، میں نے خلیفہ راشد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو دیکھا کہ آپ نے (لوگوں کو وضو کی عملی تعلیم دینے کے لئے) وضو بنایا۔ اپنے دونوں ہاتھ دھوئے۔ یہاں تک کہ ان کو صاف کیا، پھر تین دفعہ کلی کی اور تین دفعہ ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا اور تین دفعہ اپنا چہرہ دھویا اور تین دفعہ اپنے دونوں بازو دھوئے اور ایک دفعہ اپنے سر کا مسح کیا، پھر اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے ..... پھر فرمایا میں نے چاہا کہ میں تم کو دکھاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کیسا تھا۔

(۵۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَ اُذُنَيْهِ بَاطِنَهُمَا بِالسَّبَّاحَتَيْنِ وَ ظَاهِرَهُمَا بِاِبْهَامَيْهِ (نسائی ص۲۹ جلد اول باب مسح الاذنین)

کانوں کا مسح فرمایا۔ کانوں کے اندرونی حصے کا مسح شہادت والی انگلیوں سے اور ان کے بیرونی حصے کا اپنے انگوٹھوں سے فرمایا۔

(۵۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْحُ الرَّقَبَةِ اَمَانٌ مِنَ الْغُلِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ گردن کا مسح کرنا قیامت کے دن (جہنم کے) طوق سے حفاظت ہے۔

(مسند الفردوس للدیلمی۔ زجاجۃ المصابیح ص۱۰۲ جلد اول)

(۶۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ يَدَيْهِ عَلٰى عُنُقِهٖ اَمِنَ مِنَ الْغُلِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (رواہ ابونعیم فی الحلیہ، زجاجۃ المصابیح ص۱۰۲ جلد اول)۔

رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس شخص نے وضو بنایا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن کا مسح کیا وہ قیامت کے دن طوق سے محفوظ رہے گا۔

ف: مسح رقبۃ کی ایک مرفوع حدیث "صحیح ابن السکن" میں بھی ہے۔ (زجاجۃ ص۱۰۲ ج۱) گردن کا مسح کرنا مستحب ہے۔ مسح رقبہ کے ثبوت میں مذکورہ بالا احادیث کے علاوہ اور احادیث بھی ہیں، جن کی تفصیل حضرت مولانا عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی بے مثال کتاب "السعایہ" جلد اول ص۱۷۷ تا ۱۷۹ میں درج ہے۔

مولانا مرحوم فرماتے ہیں۔ (ترجمہ)

"اگرچہ اس مسئلہ کی احادیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں۔ لیکن فضائل و مستحبات میں ضعیف حدیث بھی قابلِ عمل ہوتی ہے۔" (السعایہ جلد اول ص۱۷۹)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علامہ موصوف نے اس مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ بھی تصنیف فرمایا ہے جس کا نام "تحفۃ الطلبۃ فی تحقیق مسح الرقبۃ" ہے۔

(۶۱) حضرت رُبَیِّع بنت مُعَوِّذ رضی اللہ عنہا کی مَرفُوع حدیث ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَاَدْخَلَ اِصْبَعَیْہِ فِیْ جُحْرَیْ اُذُنَیْہِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو بنایا (کانوں کا مسح کرتے ہوئے) اپنے کانوں کے سوراخوں میں اپنی دونوں اُنگلیاں ڈالیں۔

(ابوداؤد ص۱۹ جلد اوّل، ابن ماجہ، مسند احمد، مشکوٰۃ ص۴۶)

(۶۲) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ اَصَابِعَ یَدَیْكَ وَرِجْلَیْكَ۔

رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جب تو وضو بنائے تو اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کا خلال کر۔

(ترمذی ص۸ جلد اول باب تخلیل اللحیۃ، مشکوٰۃ ص۴۶)۔

چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے

حضرت مُغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

(۶۳) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلٰی نَاصِیَتِہٖ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو بنایا تو اپنی پیشانی کے بالوں پر مسح کیا۔

(مسلم ص۱۳۱ جلد اوّل۔ باب المسح علی الخفین، مشکوٰۃ ص۴۶، ابوداؤد ص۲۲ جلد اوّل)

(۶۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّأُ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ قِطْرِیَّۃٌ فَاَدْخَلَ یَدَہٗ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو بناتے ہوئے دیکھا آپ (کے سرِ مبارک) پر قطری کپڑے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهٖ فَلَمْ يَنْقُضِ الْعِمَامَةَ۔
(ابوداؤد ص۲۱ ج۱، باب المسح علی العمامۃ، مستدرک حاکم)

کی پگڑی تھی آپ نے اپنا ہاتھ پگڑی کے نیچے داخل کر کے اپنے سر مبارک کے اگلے حصے کا مسح فرمالیا اور پگڑی کو نہیں کھولا۔

ف: تمام سر کے مسح کی حدیثیں "وضو کا طریقہ" عنوان کے تحت بیان ہو چکی ہیں۔ اگر تمام سر کا مسح کرنا فرض ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف چوتھائی سر کے مسح پر اکتفا نہ فرماتے اور اگر چوتھائی سر سے کم پر مسح ـــــ کافی ہوتا تو بیانِ جواز کے لئے کم از کم ایک دفعہ آپ اس پر بھی عمل فرماتے۔ لیکن پورے ذخیرۂ احادیث میں ایک دفعہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عمل ثابت نہیں۔ اس تفصیل سے واضح ہوا کہ چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے اور تمام سر کا مسح کرنا سنت ہے۔ (فتح القدیر ص۱۵ ج۱ ابن الہمام)

کامل وضو کی برکات

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۶۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ۔
(مسلم ص۱۲۵ جلد اول، مشکوٰۃ ص۳۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جو شخص احسن طریقے سے وضو بناتا ہے اسکے جسم سے اس کے گناہ نکل جاتے ہیں۔

(۶۶) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ اَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی شخص مکمل وضو بنائے پھر یہ دعا پڑھے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اور ایک روایت میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ الثَّمَانِیَۃُ یَدْخُلُھَا مِنْ اَیِّھَا شَآءَ۔

(مسلم شریف ج۱ ص۱۲۱، مشکوٰۃ ص۴۹)

یہ دُعا ہے۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ تو لازمی طور پر اس کے لیے جنّت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے وُہ شخص جس دروازے سے چاہے گا جنّت میں داخل ہوگا۔

ف: جنّت میں داخل ہونے کے لیے تو ایک دروازہ کُھل جانا بھی کافی ہے۔ یہ آٹھ دروازوں کا کھلنا محض اعزاز و اکرام کے لئے ہوگا۔

(۶۷) حضرت اَبُوْ ہُرَیْرَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرْفُوْع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّتِیْ یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ۔

(بخاری ص۲۵ جلد ۱، مسلم ص۱۲۶ جلد ۱، مشکوٰۃ ص۳۹)

رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا میرے اُمّتی قیامت کے دن بلائے جائیں گے تو وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں منوّر اور روشن ہوں گے۔

وضو کرتے وقت پانی اور وقت ضائع نہ کیا جائے

(۶۸) حضرت عبداللہ بن عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مَرْفُوْع حدیث ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍؓ وَھُوَ یَتَوَضَّأُ فَقَالَ مَا ھٰذَا السَّرَفُ یَا سَعْدُ! قَالَ اَفِی

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وضو بنا رہے تھے نبی اکرم صَلَّی اللہ علیہ وسلّم ان کے پاس سے گزرے اور فرمایا، اے سعد رضی اللہ عنہ یہ کیا اسراف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الْوُضُوْءِ مَسْرَفٌ قَالَ وَاِنْ كُنْتَ عَلٰى نَهْرٍ جَارٍ۔

(مسند امام احمد، ابن ماجہ ص۳۴، مشکوٰۃ ص۴۷)

ہے، انہوں نے کہا کیا وضو میں بھی اسراف ہے؟ آپ نے فرمایا (جی ہاں) اگرچہ تم کسی جاری نہر کے کنارے پر ہی کیوں نہ ہو۔

(۶۹) حضرت عمرو بن شعیب عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ کی سند سے مَرْفُوْع حدیث ہے۔

قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْاَلُ عَنِ الْوُضُوْءِ فَاَرَاہُ ثَلٰثًا ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ ھٰکَذَا الْوُضُوْءُ فَمَنْ زَادَ عَلٰی ھٰذَا فَقَدْ اَسَاءَ وَتَعَدّٰی وَظَلَمَ۔

(نسائی ص۳۳ ج۱، ابن ماجہ ص۳۴، مشکوٰۃ ص۴۷)

ایک اعرابی وضو کے متعلق سوال لے کر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین تین بار اعضاء وضو دھو کر وضو کا طریقہ دکھلایا۔ پھر فرمایا، وضو اسی طرح ہے جس نے اس پر اضافہ کیا۔ اس نے بُرا کیا، اور ظلم و تعدی کی۔

وضو کے بعد کی دعا

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرْفُوْع حدیث ہے۔

(۷۰) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔ فُتِحَتْ لَہٗ ثَمَانِیَۃُ اَبْوَابٍ مِنَ الْجَنَّۃِ یَدْخُلُ مِنْ اَیِّھَا شَاءَ۔

رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جس شخص نے اچھے طریقے سے وضو بنایا اور پھر یہ دعا پڑھی اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ جنت کے جس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(ترمذی ج۱ ص۹، باب مایقال بعد الوضوء مشکوٰۃ ص ۳۹)۔

دروازے سے چاہے گا داخل ہوگا۔

غسلِ جنابت کی فرضیت

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:۔

(۷۱) وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا۔ (مائدہ ۵ ع ۱)

اگر تم جنبی ہو تو خوب طہارت حاصل کرو۔

غسل کا طریقہ اور اس کے آداب

حضرت مَیمُونَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۷۲) قَالَتْ اَدْنَيْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلَهٗ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ اَفْرَغَ بِهٖ عَلٰى فَرْجِهٖ وَغَسَلَهٗ بِشِمَالِهٖ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْاَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيْدًا ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اَفْرَغَ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلٰثَ حَفَنَاتٍ مِلْءَ كَفِّهٖ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى عَنْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ۔

حضرت مَیمُونَہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے غسل جنابت کا پانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھ دیا۔ آپ نے دو یا تین دفعہ اپنی دونوں ہتھیلیاں دھوئیں۔ پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا پھر اس سے اپنے مقام استنجا پر پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے اسے دھویا، پھر اپنا بایاں ہاتھ زمین پر مارا اور اسکو خوب ملا۔ پھر نماز کے وضو کی طرح وضو بنایا اس کے بعد اپنے سر پر تین لپیں پانی ڈالا۔ پھر اپنا باقی جسم دھویا، پھر اس مقام سے ہٹ کر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

(بخاری ص ۴۷ ج ۱، مسلم ص ۱۴۷ ج ۱ واللفظ لمسلم)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۷۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَحْتَ کُلِّ شَعْرَۃٍ جَنَابَۃٌ فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ وَاَنْقُوا الْبَشَرَۃَ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہر بال کے نیچے جنابت ہے تو بالوں کو دھوؤ اور بدن کی کھال کو صاف کرو۔

(ابوداؤد ص۳۷ ج۱، ترمذی ص۱۶ ج۱، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۴۸)

(۷۴) حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَیِیٌّ سِتِّیْرٌ یُحِبُّ الْحَیَاءَ وَالسَّتْرَ فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْتَتِرْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ باحیا، پردہ پوش ہیں وہ حیا اور پردہ پوشی کو پسند کرتے ہیں، جب تم میں سے کوئی غسل کیا کرے تو پردہ کرلیا کرے۔

(ابوداؤد ص۲۰ جلد دوم، نسائی ص۲ جلد ۱، مشکوٰۃ ص۴۹)

جمعہ کے دن کا غسل سنت ہے

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۷۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَ اَحَدُکُمُ الْجُمُعَۃَ فَلْیَغْتَسِلْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی جمعہ کی نماز کے لیے آئے تو چاہیے کہ غسل کرے۔

(بخاری ص۱۲ جلد اول، مسلم ص۲۷۹ جلد ۱، مشکوٰۃ ص۵۵)

(۷۶) حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَبِہَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جو شخص جمعہ کے دن وضو بنائے تو ٹھیک ہے اور جو غسل کرے تو غسل افضل ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اَفْضَلُ۔ (ابوداؤد ج۱ ص۵۷، ترمذی، نسائی، مسند احمد، مشکوٰۃ ص۵۵)

عید کے دن کا غسل سنت ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۷۷) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْاَضْحٰى (ابن ماجہ ص۹۴)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید فطر اور عید قربان کے دن غسل فرمایا کرتے تھے۔

نماز کی عظمت و اہمیت

اللہ تعالیٰ شانہٗ کی مقدس ذات و صفات، اس کے بیشمار احسانات و کمالات، اس کی توحید و تقدیس پر ایمان لانے اور ان کو مان لینے کا فطری و قدرتی تقاضا یہ ہے کہ انسان اسکی بارگاہِ عالی میں اپنی عاجزی و محتاجی اور اس کی عظمت و کبریائی کا اقرار و اظہار کرے اس کی یاد سے اپنے قلب و روح کے لیے نور و سرور کی غذا حاصل کرے۔

اس میں شک نہیں کہ نماز اس تقاضے کی تکمیل اور اس عظیم مقصد کے حصول کا بے مثال ذریعہ ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم میں اور ہر آسمانی شریعت میں ایمان کے بعد پہلا حکم نماز کا رہا ہے۔ سرتاجِ حکمار اسلام حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نماز کی حقیقت و حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَاَصْلُ الصَّلٰوةِ ثَلٰثَةُ اَشْيَاءَ اَنْ يَّخْضَعَ الْقَلْبُ عِنْدَ مُلَاحَظَةِ جَلَالِ اللّٰهِ وَعَظْمَتِهٖ وَيُعَبِّرَ اللِّسَانُ عَنْ تِلْكَ الْعَظْمَةِ وَذٰلِكَ الْخُضُوْعُ بِاَفْصَحِ عِبَارَةٍ وَاَنْ يُّؤَدِّبَ الْجَوَارِحُ حَسْبَ ذٰلِكَ الْخُضُوْعِ۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ نماز کی اساس و بنیاد یہ ہے کہ انسان بیک وقت اپنے دل، زبان اور اعضاء و جوارح سے اللہ سبحانہٗ وتقدس کی عظمت و جلال کا اعلان و اظہار کرے اور اپنی عاجزی و بندگی اور عبودیت کا اعتراف و اقرار کرے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(حجۃ اللہ البالغۃ ص۲۰ جلد اوّل باب اسرار الصلوٰۃ)

اس موضوع پر علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

"نماز کیا ہے؟ مخلوق کا اپنے دِل، زبان اور ہاتھ پاؤں سے اپنے خالق کے سامنے بندگی اور عبودیت کا اظہار، اس رحمان و رحیم کی یاد اور اس کے بے انتہا احسانات کا شکریہ، یہ حسنِ ازل کی حمد و ثنا اور اس کی یکتائی اور بڑائی کا اقرار، یہ اپنے محبوب سے مہجور رُوح کا خطاب ہے۔ یہ اپنے آقا کے حضور میں جسم و جان کی بندگی ہے یہ ہمارے اندرونی احساسات کا عرض و نیاز ہے، یہ ہمارے دِل کے ساز کا فطری ترانہ ہے یہ خالق و مخلوق کے درمیان تعلق کی گرہ اور وابستگی کا شیرازہ ہے۔ یہ بے قرار رُوح کی تسکین، مضطرب قلب کی تشفی اور مایوس دِل کی آس ہے، یہ فطرت کی آواز ہے۔ یہ حساس و اثر پذیر طبیعت کی اندرونی پکار ہے، یہ زندگی کا حاصل اور ہستی کا خلاصہ ہے۔" (سیرۃ النبیؐ ص ۵۹، ۶۰ جلد ۵)

نماز کی فرضیت

ارشادِ ربانی ہے۔

(۴۸) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (بقرہ ۲/۴۳) اور نماز قائم کرو۔

اقامتِ صلوٰۃ کا مفہوم یہ ہے کہ نماز کو ہمیشہ پابندی کے ساتھ اس کے ارکان و شرائط اور سُنن و آداب کی رعایت کرتے ہوئے ادا کیا جائے۔

نماز تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کا بُنیادی رُکن ہے

قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق انبیاء علیہم السلام ہمیشہ خود نماز کا اہتمام اور اپنی اُمتوں کو اس کی تاکید فرماتے رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیارے صاحبزادے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ مکرمہ کی ویران سرزمین میں آباد کرتے ہیں اور اس کی یہ غرض بتلاتے ہیں۔

(۷۹) رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ ۝ (ابراہیم ۱۴/۳۷) — اے ہمارے پروردگار تاکہ وہ نماز قائم کریں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے لیے اور اپنی نسل کے لیے دُعا کرتے ہیں۔

(۸۰) رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۝ (ابراہیم ۱۴/۴۰) — اے میرے پروردگار مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسبت قرآن مجید کی شہادت ہے۔

(۸۱) وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ ۝ (مریم ۱۹/۵۵) — اور وہ (اسماعیل علیہ السلام) اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم دیتے تھے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی نماز کا ذکر سورۂ ہود میں ہے۔

(۸۲) أَصَلٰوتُكَ تَأْمُرُكَ ۝ (ہود ۱۱/۸۷) — کیا آپ کی نماز آپکو یہ حکم دیتی ہے۔

حضرت لوط، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کے متعلق قرآن مجید کا بیان ہے۔

(۸۳) وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلٰوةِ۔ (انبیاء ۲۱/۷۳) — اور ہم نے ان کے پاس نیک کام کرنے کی اور نماز قائم کرنے کی وحی بھیجی۔

حضرت لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہیں:

(۸۴) يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلٰوةَ۔ (لقمان ۳۱/۱۷) — اے میرے بیٹے نماز قائم کیجئے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکمِ الٰہی ہوتا ہے۔

(۸۵) وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (طٰہٰ ۲/۱۴) اور میری یاد کے لئے نماز قائم کیجئے۔

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام سے حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

(۸۶) وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (یونس ۱۰/۸۷) اور نماز قائم کیجئے۔

بنی اسرائیل سے وعدۂ خداوندی تھا۔

(۸۷) اِنِّیْ مَعَکُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ ۔ (مائدہ ۵/۱۲) اور اگر تم نے نماز قائم کی تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی نسبت قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

(۸۸) وَھُوَ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ ۔ (آلِ عمران ۳/۳۹) اور وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

(۸۹) وَ اَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ (مریم ۱۹/۳۱) اور اللہ تعالیٰ نے مجھے نماز کا تاکیدی حکم فرمایا ہے۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جن جانشینوں اور نام لیواؤں نے نماز کو ضائع کر دیا تھا۔ قرآنِ کریم میں ان کی سخت مذمت کی گئی ہے اور ان کو عذابِ آخرت کی شدید دھمکی دی گئی ہے۔

ارشادِ رحمانی ہے:

(۹۰) فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَ اتَّبَعُوا پھر ان کے بعد ایسے ناخلف جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ کی پیروی کی۔ پس وُہ ضرور خرابی دیکھیں گے۔ (مریم ۱۹/۵۹)

قیامت کے دِن دوزخی لوگ اپنے دُوزخ میں جانے کی وجوہ بیان کرتے ہوئے ایک وجہ یہ بیان کریں گے۔

(۹۱) لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ۔ کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔ (مدثر ۷۴/۴۳)

ایک اور مقام پر نماز میں کاہلی اور سُستی کرنے کو نفاق کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

(۹۲) اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۝ (النساء ۴/۱۴۲) بے شک منافق لوگ اللہ تعالیٰ سے چالبازی کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کو اِس چالبازی کی سزا دینے والے ہیں۔ اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں۔

نماز بُرائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔

(۹۳) اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۝ (العنکبوت ۲۹/۴۵) بے شک نماز (زبانِ حال سے) بے حیائی اور بُرائی سے روکتی ہے۔

ایک مقام پر ارشاد ہے۔

(۹۴) وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (الروم ۳۰/۳۱) اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

اس سے معلوم ہُوا کہ ترکِ نماز سے کفر و شرک میں گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہے، قرآنِ مجید کے انہی مضامین و ہدایات کو حکمتِ نبوی اور سنّتِ نبوی عملی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں مختلف عنوانوں سے پیش کیا گیا ہے۔

(۹۵) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ۔ (مسلم ص۶۱ ج۱، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص۵۸، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بندہ اور کفر کو ملانے والی چیز نماز چھوڑنا ہے۔

یعنی نماز دینِ اسلام کا اتنا اہم شعار ہے کہ اس کے ترک کر دینے سے آدمی کفر کی سرحد سے جا ملتا ہے۔

(۹۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَہَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔ (بخاری ص۶ ج۱، مسلم ص۳۲ ج۱، مشکوٰۃ ص۱۲)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔

(۹۷) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ ذَکَرَ اَمْرَ الصَّلٰوۃِ یَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَیْہَا کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا وَبُرْہَانًا وَنَجَاۃً اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ لَّمْ یُحَافِظْ عَلَیْہَا لَمْ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز اہتمام سے ادا کرے، تو وہ نماز قیامت کے دن (کے اندھیرے میں) اس کے لئے نور اور اس کے ایمان کی دلیل اور ذریعہ نجات

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تَكُنْ لَهُ نُوْرًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً وَكَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَ اُبَيِّ ابْنِ خَلَفٍ۔

(مسند دارمی، مسند احمد، مشکوٰۃ) ص۵۸

بنے گی اور جس نے نماز کی حفاظت نہ کی تو وہ نماز اس کے واسطے نہ نور بنے گی نہ برہان نہ ذریعۂ نجات، اور وہ شخص قیامت کے دن (بڑے بڑے کافروں) قارون، فرعون، ہامان اور اُبَیّ بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

نماز پر گناہوں کی مُعافی

حضرت عُبَادَہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۹۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَاَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهٗ وَاِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ۔

(ابوداؤد ج۱ ص۶۷، مسند امام احمد، مشکوٰۃ ص۵۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں جس نے ان کے لئے احسن طریقے سے وضو کیا اور ان کو وقت پر ادا کیا اور ان کا رکوع اور خشوع مکمل کیا ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کا پختہ وعدہ ہے کہ اسے بخش دیں گے۔ اور جس نے ایسا نہیں کیا (نماز کے بارے میں کوتاہی کی) اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو بخش دے اور چاہے گا تو عذاب دے گا۔

ف: جو شخص پورے اہتمام کے ساتھ خشوع و خضوع سے سُنن و آداب کی رعایت کرتے ہوئے پابندی کے ساتھ ہمیشہ نماز پڑھتا رہے، تو عام تجربہ و مشاہدہ ہے کہ ایسا شخص خود ہی گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اگر کبھی گناہ ہو جائے تو اسے توبہ و استغفار

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کی توفیق مل جاتی ہے۔ ایسی نماز بہرحال بالواسطہ یا بلاواسطہ اس کی بخشش کا وسیلہ بن جاتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۹۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَأَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَھْرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیْہِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا ھَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْءٌ قَالُوْا لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْءٌ قَالَ فَذٰلِکَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰہُ بِھِنَّ الْخَطَایَا۔

(بخاری ص۷۶، باب الصلوات الخمس کفارۃ، مسلم، مشکوٰۃ ص۵۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بتلاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر جاری ہو جس میں وہ روزانہ پانچ دفعہ غسل کرے، تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل رہ جائیگا؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس کے میل سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ آپؐ نے فرمایا، پس یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔

پانچ وقت کی نماز

کلمہ طیبہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" بندہ اور خدا کے درمیان ایک عہد و پیمان اور میثاق و معاہدہ ہے کہ زندگی کا مقصد عبادتِ خداوندی ہے اور اس کا طریق کار اتباعِ سنتِ نبویہ ہے۔ کلمہ کے پہلے جزو "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" میں مقصدِ زندگی کا بیان ہے اور دوسرے جزو "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" میں اس عظیم مقصد کے حاصل کرنے کے طریق کار کا ذکر ہے۔

روزانہ پانچ وقت کی نماز کا ایک اہم مقصد اس عہد و پیمان کی تجدید ہے۔ صبح نیند سے بیدار ہو کر مؤذن کی پکار "اللہ اکبر، اللہ اکبر" الخ پر بندہ بارگاہِ الٰہی میں حاضری دیتا ہے، دل، زبان اور اعضاء و جوارح سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اپنی بندگی کا بار بار اقرار و اظہار کرتا ہے۔ زبانِ حال و قال سے کہتا ہے کہ یا اللہ! میں شتر بے مہار نہیں، بلکہ آپ کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عاجز بندہ اور آپ کے رسُول حضرت محمد صَلَّی اللہُ علیہ وسلّم کا پیروکار ہوں، میں اپنی پوری زندگی آپ کے احکام اور آپ کے رسُول حضرت محمد صَلَّی اللہُ علیہ وسلّم کے احکام کیمطابق گزاروں گا۔

طلوعِ آفتاب سے زوالِ آفتاب تک تقریباً چھ سات گھنٹے کا طویل وقفہ دوسری ذمہ داریوں کو پُورا کرنے کے لیے ہے۔ زوال کے بعد پھر خُدا کے مُنادی (مؤذن) کی پُکار پر دُوبارہ بارگاہِ خُداوندی میں حاضری دیتا ہے، اپنے عجز و نیاز کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا اقرار و اعلان کرتا ہے، پھر تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد عصر، مغرب، عشاء کی نمازوں میں اسی معاہدہ کی یاد دہانی کرائی جاتی ہے۔ جب بندہ احساس و شعُور کے ساتھ پانچ وقت کی نماز پابندی کے ساتھ ادا کرتا ہے تو نماز زبانِ حال سے اسے بار بار یاد دلاتی رہتی ہے کہ اے انسان! تو شُتر بے مہار نہیں، بلکہ سب سے بڑی قدرت والی ذات کا بندہ اور غُلام ہے جس طرح تو نماز کے اندر اس کے احکام کی پابندی کرتا ہے، نماز کے باہر بھی اس کے احکام کیمطابق زندگی بسر کر۔ دفتر میں ہو یا کارخانے میں، کھیت میں ہو یا دکان میں ہر جگہ، ہر وقت اس کے احکام اور اس کے رسُول صَلَّی اللہُ علیہ وسلّم کی ہدایات کو پیشِ نظر رکھ کر اپنی ذمہ داری کو پُورا کیا کر۔

ارشادِ ربانی ہے :۔

﴿۴۵﴾ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ ؕ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ (العنکبوت ۲۹/۴۵)	بے شک نماز بے حیائی اور بُرائی سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔

پھر جس طرح محدود جسمانی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے روزانہ متعدد بار جسمانی غذا حاصل کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح رُوحانی زندگی جو بہت طویل زندگی ہے، قبر و حشر اور آخرت کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کروڑہا سال پر مشتمل ہے، لامحدود اور نہ ختم ہونے والی زندگی ہے۔ اس کی رُوح ایمان ہے اور اس کی غذا نماز اور دیگر عبادات ہیں، رُوحانی اور اُخروی زندگی کو تازہ خون پہنچانے اور اس کی صحت کو برقرار رکھنے اور اسے نشوونما دینے کے لئے روزانہ پانچ وقت کی نماز کی شکل میں روحانی غذا حاصل کرنا ضروری ہے۔

اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:۔

(۱۰۰) وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ (العنکبوت ۲۹/۶۴)

اور یہ دنیاوی زندگی تو صرف کھیل و تماشا ہے اور آخرت کا گھر اصل زندگی (کا مقام) ہے۔ کاش یہ لوگ جانتے۔

اگر دُنیاوی زندگی کو احکامِ خُداوندی اور سیرتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا پابند کر دیا جائے تو پھر یہ زندگی بھی اُخروی زندگی کی اصلاح و فلاح کا دیباچہ اور مقدمہ بن کر دُرست ہو جاتی ہے اور قیمتی بن جاتی ہے، اور دُنیاوی کام من وجہ دین اور عبادت بن جاتے ہیں۔

پانچ وقت کی فرض نماز اور اس کے اوقات

حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے۔

(۱۰۱) اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ (النساء ۴/۱۰۳)

بلاریب، نماز اہلِ ایمان پر فرض ہے جس کا وقت مقرر ہے۔

(۱۰۲) حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۙ (البقرہ ۲/۲۳۸)

نمازوں کی حفاظت کرو، خصوصاً درمیانی نماز کی (نمازِ عصر)۔

اس آیت کے جمع کے صیغے میں متعدد نمازوں کا ذکر ہے۔

(۱۰۳) مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ

نماز صبح سے پہلے اور نماز عشاء کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ ۝ (النور ۲۴/۵۸) بعد۔

اس آیتِ کریمہ میں فجر وعشار کی نمازوں کی تصریح ہے۔

(۱۰۴) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۝ (ہود ۱۱/۱۱۴) اور دن کے دونوں طرف اور رات کے کچھ حصوں میں نماز قائم کیجئے۔

اس آیت میں اکثر نمازوں کا ذکر ہے۔

(۱۰۵) اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۝ (الاسراء ۱۷/۷۸) سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نماز قائم کیجئے، اور صبح کی نماز بھی۔

اس آیتِ مبارکہ میں پانچوں نمازوں کا ذکر ہے۔ (تفسیر معالم التنزیل)

پانچ وقت کی فرض نماز بے شمار متواتر احادیث سے بھی ثابت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ ہمیشہ ان کو پابندی سے ادا فرماتے رہے۔ متواتر احادیث قطعی دلائل میں سے ہیں۔ چودہ سو سال سے لاکھوں کروڑوں مسلمان ان کو ادا کرتے چلے آرہے ہیں پوری اسلامی تاریخ میں ایک دن یا ایک وقت بھی اس عمل کا انقطاع نہیں ہوا۔

(سیرت النبیؐ ج ۱ ص ۱۱۹، التعلیق الصبیح ج ۱ ص ۲۷۰)

انسانوں کی سہولت کے لئے نمازوں کے اوقات میں شرعاً وسعت ہے اوقات کی مقررہ حدود کے اندر اندر نماز درست ہے، ان اوقات کے بعض حصے جواز کا درجہ رکھتے ہیں اور بعض حصے استحباب کا۔ مستحب وقت میں نماز پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ افضل درجہ حاصل ہو۔

نمازِ صبح کا وقت طلوعِ صبح صادق سے طلوعِ شمس تک ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۱۰۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِیْنَ یَطْلُعُ الْفَجْرُ وَاِنَّ الْاٰخِرَ وَقْتَہَا حِیْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ ؕ

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صبح کے وقت کی ابتداء صبح صادق کے طلوع کا وقت ہے، اور اسکی انتہا سورج نکلنے تک ہے۔

(ترمذی صفحہ ۲۲ جلد اوّل، مسند احمد)

صبح کی نماز کا مستحب وقت اِسفار ہے

(۱۰۷) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، صبح کی نماز اِسفار میں ادا کرو، کیونکہ اس میں زیادہ اجر و ثواب ہے۔

(ترمذی ص۲۲ جلد ۱، مشکوٰۃ ص۶۱، ابوداؤد ونحوہ ص۶۷ ج۱، مسند دارمی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے، حافظ ابن حجر شافعیؒ فتح الباری جلد ۲ صـ۵ پر فرماتے ہیں۔ (وَصَحَّحَہٗ غَیْرُ وَاحِدٍ) کہ بہت سے محدثین نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

اِسفار سے مراد یہ ہے کہ صبح کا اُجالا خوب پھیل جائے۔

ایک مرفوع حدیث میں ہے۔

(۱۰۸) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَسْفَرْتُمْ بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔ (نسائی ص۹۴ ج۱)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس قدر تم اِسفار میں نماز ادا کروگے، اس قدر اجر و ثواب زیادہ ہوگا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس کی سند صحیح ہے ۔ (نصب الرایہ جلد اوّل صہ ۲۳۸)

(۱۰۹) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی دوسری مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا بِلَالُ نَوِّرْ بِصَلٰوۃِ الصُّبْحِ حَتّٰی یُبْصِرَ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِھِمْ مِنَ الْاِسْفَارِ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بلالؓ! صبح کی نماز اُجالے میں ادا کیا کرو، یہاں تک کہ لوگ اِسفار کی وجہ سے اپنے تیر گرنے کے مقامات دیکھ سکیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، مسند اسحٰق بن راہویہ، طبرانی، کتاب الحجج امام محمد، ابوداؤد طیالسی)

(۱۱۰) حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسری مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَوِّرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔ (طبرانی کبیر)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے صبح کی نماز اُجالے میں ادا کرو۔ کیونکہ اس میں زیادہ اجر و ثواب ہے۔

(۱۱۱) حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ اُمَّتِیْ عَلَی الْفِطْرَۃِ مَا اَسْفَرُوْا بِالصَّلٰوۃِ الْفَجْرِ۔ (مسند بزار، طبرانی اوسط)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے میری اُمت فطرت پر ہمیشہ قائم رہے گی جب تک کہ وہ صبح کی نماز اِسفار میں ادا کرتی رہے گی۔

اس مضمون کی مرفوع حدیث حضرت ابنِ عباسؓ سے بھی مروی ہے۔ (طبرانی)

اِسفار کی مرفوع حدیثیں درج ذیل صحابہ کرامؓ سے بھی مروی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (طبرانی) حضرت قتادہ بن نعمانؓ (طبرانی، مسند بزار) حضرت حوّا انصاریہؓ (طبرانی)۔ ان احادیث کی تفصیل نصب الرایہ جلد اول صہ ۲۳۵ تا صہ ۲۳۷ اور عمدۃ القاری جلد ۳ صہ ۹، شرح صحیح بخاری میں ملاحظہ فرمائیں۔ اگرچہ ان کی سندیں متکلم فیہ ہیں، تاہم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

محدثین کے اُصول کے مطابق تائید کے درجہ میں پیش کی جاسکتی ہیں۔

(۱۱۲) حضرت ابراہیم نخعی تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مَا اَجْمَعَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ عَلٰی شَیْءٍ مَا اَجْمَعُوْا عَلَی التَّنْوِیْرِ بِالْفَجْرِ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ ج۱ ص۳۲۲)

صحابہ کرام رضؓ نے جس قدر صبح کے اسفار پر اجماع فرمایا ہے، اس قدر اجماع و اتفاق کسی اور چیز پر نہیں کیا۔

یہ حدیث صحیح سند سے طحاوی صفحہ ۱۳۶ جلد ۱ میں بھی مروی ہے۔

(نصب الرایہ جلد ۱ ص۲۳۹)

حضرت محدث سیوطی شافعیؒ "اَلْاَزْہَارُ الْمُتَنَاثِرَۃ" میں لکھتے ہیں کہ اسفار کی حدیثیں متواتر ہیں۔ (معارف السنن شرح ترمذی ص۴۵ جلد ۲)

ف: بعض مرفوع احادیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز غلس (اندھیرے) میں پڑھاتے تھے۔ بعض محققین نے اس کی توجیہ میں لکھا ہے، کہ بے شک آپ کا عمل عام طور پر غلس اور اندھیرے میں نماز پڑھنے کا تھا۔ لیکن عوام کی سہولت کے لیے آپ نے ہی اُمت کو اسفار میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی ہے۔ تو آپؐ کے ارشاد کی وجہ سے اُمت کے لئے اسفار میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

(اوجز المسالک شرح موطا امام مالکؒ ج۱ ص۸)

نماز ظہر کا وقت زوالِ شمس سے دو مثل سایہ تک ہے

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۱۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الظُّھْرِ حِیْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَاٰخِرَ وَقْتِھَا حِیْنَ یَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز ظہر کے وقت کی ابتداء زوالِ شمس سے ہے اور اس کی انتہا جب عصر کا وقت داخل ہو۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(ترمذی ص ۲۲ جلد اوّل، مسند امام احمد)

(۱۱۴) حضرت ابُوہُرَیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موقوف حدیث ہے جس کی سند صحیح ہے۔

صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ۔

ظہر کی نماز پڑھ جب تیرا سایہ تیرے مساوی ہو اور عصر کی نماز پڑھ جب تیرا سایہ دوگنا ہو۔

(مؤطا امام مالکؒ ص ۵ باب وقوت الصلوٰۃ)

(۱۱۵) حضرت ابُوذر رضی اللہ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ حَتَّى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُولَ۔

(بخاری ج ۱ ص ۸۷ باب الاذان للمسافرین)

حضرت ابُوذرؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم صَلَّی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، مؤذن نے (ظہر کی نماز کے لیے) اذان دینے کا ارادہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا تاخیر کرو۔ اس نے (تفہ کے بعد) پھر اذان کا ارادہ کیا، تو آپؐ نے دوبارہ فرمایا ٹھہرو، اس نے پھر اذان کا ارادہ کیا۔ آپؐ نے سہ بارہ فرمایا، تاخیر کرو، حتیٰ کہ ٹیلوں کا سایہ ان کے برابر ہوگیا۔ (تب اذان و نماز ہوئی)

ف: ظاہر ہے کہ ٹیلے کا سایہ ٹیلے کے برابر ایک مثل سایہ کے بعد ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں نماز ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہے۔ دو مثل کے بعد نمازِ عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ بخاری شریف کی مذکورہ بالا حدیث واضح طور پر امام ابُوحنیفہؒ کی تحقیق کا ماخذ ہے۔ لیکن ائمہ ثلثہؒ اور صاحبینؒ کی تحقیق میں ظُہر کا وقت ایک مثل ہے۔ لہٰذا احتیاط اس میں ہے کہ ظہر کی نماز پہلی مثل کے اندر اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے، تاکہ اجماعی اوقات میں نماز ادا ہو۔

(شامی ص۲۶۹ ج۱، فتح القدیر ص۱۹۳ ج۱، بحر الرائق ص ۲۳۵ جلد ۱)

نماز ظہر کا مستحب وقت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث نسائی میں ان الفاظ سے مروی ہے۔

(۱۱۶) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ وَإِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ۔

(نسائی ص۸۵ ج۱، مشکوٰۃ ص۶۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گرمی ہوتی تو نماز ظہر تاخیر سے پڑھتے تھے اور جب سردی ہوتی تو تعجیل فرماتے، (اول وقت میں پڑھتے)۔

(۱۱۷) حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب سخت گرمی ہو تو نماز تاخیر سے ادا کیا کرو۔ کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔

(بخاری ص۷۶ ج۱، باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر، مسلم ص۲۲۴ ج۱، باب استحباب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر)

(۱۱۸) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جب گرمی سخت ہو تو نماز تاخیر سے ادا کرو۔

(بخاری ص۷۸ جلد اول، مسلم ص۲۲۴ جلد اول)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۱۱۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْرِدُوْا بِالظُّھْرِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے نمازِ ظہر تاخیر سے ادا کرو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔

(بخاری صہ ۷۷، جلد اوّل)

محدث ابن حجرؒ شافعی التلخیص الحبیر مع شرح المہذب صہ ۵۱ جلد ۳ پر فرماتے ہیں، کہ حدیث اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوۃِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ۔ متعدد صحابہ کرامؓ سے درج ذیل کتبِ حدیث میں مروی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوذرؓ سے بخاری و مسلم میں، حضرت ابن عمرؓ سے بخاری وغیرہ میں، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے نسائی میں، حضرت عائشہؓ سے صحیح ابن خزیمہ میں، حضرت مغیرہؓ سے مسند امام احمد و ابن ماجہ میں، حضرت ابوسعیدؓ سے بخاری میں، حضرت عمرو بن عبسہؓ سے طبرانی میں، حضرت صفوانؓ سے مصنف ابن ابی شیبۃ و مستدرک حاکم میں اور حضرت ابن عباسؓ سے مسند بزار میں مروی ہے الخ

ف : بعض صحیح احادیث میں ظہر کی تعجیل اور اوّل وقت میں پڑھنا مذکور ہے۔ اربابِ تحقیق نے اس کی مختلف توجیہیں کی ہیں۔ ایک توجیہ و تطبیق تو یہ ہے کہ تعجیل کی حدیثیں موسم سرما پر اور ابراد و تاخیر کی حدیثیں موسم گرما پر محمول ہیں۔ اس تطبیق کا واضح قرینہ حضرت انسؓ کی مذکورہ بالا صحیح حدیث ہے۔ اِذَا کَانَ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوۃِ وَاِذَا کَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ۔ کہ جب گرمی ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تاخیر سے نماز پڑھتے اور جب سردی ہوتی تو اوّل وقت میں نماز پڑھتے۔

دوسری توجیہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے وَکَانَ اٰخِرُ الْاَمْرَیْنِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِبْرَادَ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(فتح الباری شرح بخاری ص۱ جلد دوم) یعنی تعجیل کی حدیثیں ابتداء پر محمول ہیں۔ اور ابراد و تاخیر والی حدیثیں آخری زمانہ پر محمول ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل ابراد و تاخیر کا تھا۔ بہرحال مذکورہ بالا صحیح احادیث کی روشنی میں گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا افضل ہے۔

نمازِ عصر کا وقت ظہر کے آخر وقت سے غروبِ شمس تک ہے | حضرت ابوہریرہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۲۰) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَکَ الْعَصْرَ۔ (بخاری ص۸۲ جلد ۱، مسلم ص۲۲۱ جلد ۱، وبقیہ صحاح ستہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے غروبِ شمس سے پہلے نمازِ عصر کی ایک رکعت پالی اس نے نماز عصر پالی۔

(۱۲۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقْتُ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ مَالَمْ تَصْفَرَّ وَیَسْقُطْ قَرْنُھَا الْاَوَّلُ۔ (مسلم ص۲۲۳ ج۱ باب اوقات الصلوات الخمس)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نمازِ عصر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ سورج زرد نہ پڑ جائے اور اس کا پہلا کنارہ غروب ہونے لگے۔

نمازِ عصر کا مستحب وقت اصفرارِ شمس سے پہلے پہلے | حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع

حدیث ہے۔

(۱۲۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَسَلَّمَ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰی صَلٰوۃٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَأَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا۔

(بخاری ج۱ ص۷۵ باب فضل صلوٰۃ العصر مسلم ج۱ ص۲۲۸، باب فضل صلوٰۃ الصبح والعصر، ابوداؤد کتاب السنۃ)

اگر تمہاری استطاعت میں یہ بات ہو کہ تم صبح وعصر کی نماز میں مغلوب نہ رہو تو ایسا کرو (ان نمازوں کی پابندی کرو)۔ پھر حضرت جریرؓ نے (اس حدیث کی تائید میں) یہ آیت پڑھی۔ (فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا۔ طلوع شمس وغروب شمس سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے۔

(۱۲۳) حضرت عُمارہ رضی اللہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ۔ (مسلم ج۱ ص۲۲۸، نسائی ج۱ ص۸۲ باب فضل صلوٰۃ العصر، مسند امام احمدؒ)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے طلوع شمس وغروب شمس سے پہلے یعنی فجر اور عصر کی نماز پابندی سے ادا کی وہ ہرگز دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔

ان احادیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱ قرآن مجید میں جہاں جہاں قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ اور قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ تسبیح وتحمید کا حکم آیا ہے، اس سے فجر وعصر کی نمازیں مراد ہیں۔

۲ حدیث، تفسیر و دیگر تمام اسلامی وعربی علوم کے مسلّمہ امام علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ "عقیدۃ الاسلام" میں لکھتے ہیں:۔

"قَبْلَ الطُّلُوْعِ اور قَبْلَ الْغُرُوْبِ کے کلمات فصحاء کے استعمال میں طلوع وغروب سے قریب اوقات پر بولے جاتے ہیں۔ چنانچہ عربی میں جب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کوئی شخص کہتا ہے "اٰتِیْکَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ" کہ میں تیرے پاس غروبِ شمس سے پہلے آؤں گا تو مخاطب یہی سمجھتا ہے کہ غروب سے کچھ پہلے آئے گا۔ دو تین گھنٹے غروب سے قبل کا وقت نہیں سمجھا جاتا۔"

(فتح الملہم، شرح مسلم ص ۲۰۱ ج ۲، التعلیق الصبیح، شرح مشکوٰۃ ص ۲۷۸ ج ۱، ص ۲۸۴ ج ۱)

اس بنا پر قرآن و حدیث کی مذکورہ نصوص سے نماز فجر و عصر میں اوّل وقت سے قدرے تاخیر سے ادا کرنے کا استحباب معلوم ہوتا ہے۔ کتاب و سُنّت کا یہ اشارہ اور استنباط بہت وزنی اور اہم ہے۔

(۱۲۴) حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ تَعْجِيْلًا لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ وَاَنْتُمْ اَشَدُّ تَعْجِيْلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُ۔ (ترمذی ص ۲۵ ج ۱، مسند احمد، مشکوٰۃ ص ۶۲)

اُمِّ المومنین حضرت اِمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں سے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز تم سے پہلے پڑھتے تھے اور تم عصر کی نماز آپؐ سے پہلے پڑھتے ہو۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ (معارف السنن، شرح ترمذی ص ۴۱ جلد ۲)

اس سے واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اوّل وقت سے قدرے تاخیر سے پڑھتے تھے۔

(۱۲۵) حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً۔

(ابوداؤد ص ۶۵ ج ۱ باب فی صلوٰۃ العصر، ابن ماجہ)

حضرت علی بن شیبانؓ فرماتے ہیں، ہم مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نمازِ عصر تاخیر سے ادا فرماتے تھے، جب تک سورج صاف سفید رہتا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۱۲۶) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَأْمُرُ بِتَاْخِیْرِ الْعَصْرِ۔	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عصر کی تاخیر کا حکم دیا کرتے تھے۔

(مسند احمد، دارقطنی، بیہقی، طبرانی کبیر)

یہ آخری دو حدیثیں سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں، تاہم محدثین کے اُصول پر تائید و استشہاد میں پیش کی جاسکتی ہیں۔

(۱۲۷) خلیفۂ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ کو تحریر فرمایا:

صَلِّ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَیْضَاءُ نَقِیَّۃٌ قَبْلَ اَنْ تَدْخُلَھَا صُفْرَۃٌ۔	نمازِ عصر سورج میں زردی آنے سے پیشتر اس وقت ادا کرو جب کہ سورج سفید ہو۔

(موطا امام مالکؒ ص۵، سند قوی)

(۱۲۸) اِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ یُؤَخِّرُ الْعَصْرَ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عصر کی نماز تاخیر سے ادا فرماتے تھے۔

(طبرانی کبیر و رجالہ موثقون)۔

ف: بعض صحیح احادیث میں نمازِ عصر تعجیل سے اور اوّل وقت میں پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ مذکورہ بالا آیات و احادیث کی روشنی میں تعجیل والی حدیثیں بیان جواز اور بعض اوقات پر محمول ہیں۔ (فتح الملہم شرح صحیح مسلم ص۲۰۱ جلد ۱)۔

نمازِ مغرب کا وقت

مغرب کی نماز کا وقت غروبِ شمس سے غروبِ شفق تک ہے۔

(۱۲۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ حِيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ وَاِنَّ اٰخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ يَغِيْبُ الْاُفُقُ۔ (ترمذی صہ ۲۲ جلد اول، مسند احمد)

کہ مغرب کا اوّل وقت غروبِ شمس ہے اور اسکا آخری وقت، اُفق (شفق) کی غیبوبت کا وقت ہے۔

(۱۳۰) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ مَالَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نمازِ مغرب کا وقت شفق کے غائب ہونے تک ہے۔

(مسلم صہ ۲۲۳ جلد اول، ابوداؤد، مشکوٰۃ صہ ۵۹)

ف: شفق کا لفظ غروبِ شمس کے بعد سُرخی اور سُرخی کے بعد سُفیدی دونوں پر بولا جاتا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی تحقیق میں یہاں شفق سے وہ سُفیدی مراد ہے جو سُرخی کے بعد مغربی اُفق پر دکھائی دیتی ہے۔

اس کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی درج ذیل حدیث ہے۔

(۱۳۱) ثُمَّ اَذَّنَ (بِلَالٌ) لِلْعِشَاءِ حِيْنَ ذَهَبَ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ۔ (طبرانی اوسط)

حضرت بلالؓ نے عشار کی اذان دی جبکہ دِن کی سفیدی ختم ہوئی اور وہی شفق ہے۔

اس کی سند حسن ہے۔ (حاشیہ نصب الرایہ صہ ۲۳۳ جلد اوّل)

نمازِ مغرب کا مستحب وقت

مغرب کی نماز ہمیشہ سردی ہو یا گرمی غروبِ شمس کے فوراً بعد ادا کرنا مستحب ہے۔

(۱۳۲) حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ اُمَّتِیْ بِخَیْرٍ اَوْ قَالَ عَلَی الْفِطْرَةِ مَالَمْ یُؤَخِّرُوْا الْمَغْرِبَ۔ (ابوداؤد ص ۶۶ ج ۱ مشکوٰۃ ص ۶۱)

میری اُمت بھلائی پر قائم رہے گی، یا فرمایا فطرت وسنت پر قائم رہے گی جب تک مغرب میں تاخیر نہیں کرے گی۔

امام حاکم مستدرک میں فرماتے ہیں صحیح علی شرط مسلم (نصب الرایہ ص ۲۶۲ ج ۱) کہ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

نمازِ عشاء کا وقت

نمازِ عشا کا وقت غروبِ شفق سے صبح صادق تک ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۳۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْعِشَاءِ حِیْنَ یَغِیْبُ الْاُفُقُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ نمازِ عشاء کا اول وقت اس وقت ہوتا ہے، جب اُفق (شفق) غائب ہوتا ہے۔

(ترمذی ص ۲۲ جلد اول، مسند احمد)

(۱۳۴) حضرت بُرَیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

ثُمَّ اَمَرَہٗ بِالْعِشَاءِ حِیْنَ وَقَعَ الشَّفَقُ۔ (مسلم ص ۲۲۳ ج ۱)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو عشاء کا حکم دیا جب کہ شفق غروب ہوئی۔

(۱۳۵) حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

وَیُصَلِّی الْعِشَاءَ حِیْنَ یَسْوَدُّ الشَّفَقُ۔ (ابوداؤد ص ۶۳ جلد اول باب فی المواقیت)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عشاء اس وقت ادا فرماتے، جب اُفق (آسمان کا کنارہ) سیاہ ہوجاتا۔

(۱۳۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

اَعْتَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ وَحَتّٰى نَامَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى۔ (مسلم ج۱ ص۲۲۹، باب وقت العشاء، نسائی ج۱ ص۹۳)

عشاء کی نماز میں تاخیر فرمائی، یہاں تک کہ رات کا اکثر حصہ گزر گیا اور مسجد والے سو گئے۔ پھر آپ تشریف لائے اور نماز پڑھی۔

(۱۳۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اَخَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ذَاتَ لَيْلَةٍ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ۔ (مسلم ص۲۲۹ جلد ۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات نمازِ عشاء آدھی رات تک مؤخر کی۔

(۱۳۸) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اَعْتَمَ بِالصَّلٰوةِ حَتّٰى اِبْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى بِهِمْ۔ (مسلم صفحہ ۲۲۹ جلد ۱)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء کو مؤخر کیا، یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی، پھر تشریف لائے اور ان کو نماز پڑھائی۔

(۱۳۹) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کے اوقات کی تفصیل لکھی اور فرمایا۔

وَصَلِّ الْعِشَاءَ اَيَّ اللَّيْلِ شِئْتَ وَلَا تَغْفُلْهَا۔ (طحاوی ص۹۴ جلد اول، ورجالہ ثقات)

اور نماز عشاء رات کے جس حصے میں چاہو ادا کرو اور اسے ترک مت کرو۔

نمازِ عشاء کا مستحب وقت

نمازِ عشاء کا مستحب وقت تہائی رات کے قریب ہے۔

(۱۴۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يُّؤَخِّرُوا الْعِشَآءَ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ اَوْ نِصْفِهٖ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی اُمت پر مشقت محسوس نہ کرتا تو ان کو حکم دیتا کہ وہ تہائی رات یا نصف رات تک عشار کی نماز تاخیر سے پڑھیں۔

(ترمذی ص۲۳ ج۱، ابن ماجہ، مسند احمد، مشکوٰۃ ص۶۱)

(۱۴۱) حضرت ابُوبَرزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

وَكَانَ يَسْتَحِبُّ اَنْ يُّؤَخِّرَ الْعِشَآءَ ..... وَفِيْ رِوَايَةٍ وَلَا يُبَالِيْ بِتَاخِيْرِ الْعِشَآءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عشاء کی تاخیر کو پسند فرماتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی پرواہ نہیں کرتے تھے کہ تہائی رات تک عشار کو مؤخر کردیں۔

(بخاری ص۷۵ ج۱ ومسلم ص۲۳ ج۱، مشکوٰۃ ص۶۰)

عشاء کے وقت میں ضعیف اور بیمار کی رعایت

اگرچہ عشاء کی نماز میں اُصولی طور پر تہائی رات کے قریب تک تاخیر مستحب ہے، تاہم اس میں کمزور، بیمار اور معذور مقتدیوں کی رعایت کرنا بھی ضروری ہے۔

حضرت ابُوسعید خُدری رضی اللہ عنہٗ کی مَرفُوع حدیث ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشار کی نماز آدھی رات کے قریب پڑھائی، اور فرمایا:۔

(۱۴۲) لَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِيْفِ وَسُقْمُ السَّقِيْمِ لَاَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ۔

اگر ضعیف کا ضُعف اور بیمار کی بیماری نہ ہوتی تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر کرتا۔

(ابوداؤد ص۶۶ ج۱، نسائی، مسند احمد، مشکوٰۃ ص۶۲)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خلاصہ :۔ مذکورہ بالا سطور میں پانچ وقت کی نمازوں کے مستحب اوقات صحیح احادیث کی روشنی میں بیان ہو چکے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مغرب میں ہمیشہ سردی ہو یا گرمی تقدیم مستحب ہے، اور سردی کی ظہر میں بھی تقدیم مستحب ہے، اور باقی تمام نمازوں میں ہمیشہ گرمی کا موسم ہو یا سردی کا۔ اول وقت سے قدرے تاخیر کرنا مستحب ہے۔

اوّل وقت میں نماز کی احادیث پر تبصرہ

بعض آئمہ کرامؒ ہمیشہ اول وقت میں تمام نمازوں کے استحباب کے قائل ہیں۔ اُن کا استدلال درج ذیل احادیث سے ہے۔

حضرت اُمِّ فروہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۴۳) سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اَلصَّلٰوۃُ فِیْ اَوَّلِ وَقْتِھَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے۔ آپؐ نے فرمایا اول وقت میں نماز پڑھنا۔

(ترمذی ص ۲۴ جلد ۱، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۶۱)

تبصرہ

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حَدِیْثُ اُمِّ فَرْوَۃَ لَا یُرْوٰی اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِیِّ وَلَیْسَ ھُوَ بِالْقَوِیِّ عِنْدَ اَھْلِ الْحَدِیْثِ وَاضْطَرَبُوْا فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ۔

فَرْوَہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا حدیث صرف عبداللہ بن عمر العمری کے واسطے سے مروی ہے اور وہ محدثین کے ہاں قوی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث میں اضطراب ہے، اور مضطرب حدیث ضعیف ہوتی ہے۔

(ترمذی ص ۲۴ جلد ۱، باب ما جاء فی الوقت الاول من الفضل)

محدث دارقطنیؒ نے کتاب العلل میں اس حدیث کے اضطراب و اختلاف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کثیر کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (نصب الرایہ ص ۲۴۱ جلد ۱)

حضرت محدث بنوریؒ لکھتے ہیں۔

وَقَدْ صَرَّحَ اَحْمَدُؒ ثُمَّ الْبَیْهَقِیُّؒ ثُمَّ النَّوَوِیُّؒ ثُمَّ الْحَافِظُ اِبْنُ حَجَرٍؒ وَغَیْرُهُمْ مِنَ الْحُفَّاظِ اَنَّهٗ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ بِاَسَانِیْدَ کُلُّهَا ضَعِیْفَةٌ۔

(معارف السنن شرح ترمذی ص ۸۵ ج ۲)

حضرت امام احمد بن حنبلؒ، محدث بیہقی شافعیؒ، محدث نوویؒ شارح مسلم شافعیؒ، حافظ ابن حجرؒ شارح بخاری شافعیؒ اور دیگر حفاظ محدثین نے اس حقیقت کو صراحت سے بیان کر دیا ہے کہ مذکورہ بالا حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۴۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَقْتُ الْاَوَّلُ مِنَ الصَّلٰوةِ رِضْوَانُ اللّٰهِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، نماز کا اوّل وقت رضائے الٰہی کا سبب ہے۔

(ترمذی ص ۲۴ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۶۱)

تبصرہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی یعقوب بن الولید ہے اور وہ محدثین کے ہاں ضعیف ہے۔ اس راوی کے متعلق محدثین نے درج ذیل تبصرہ کیا ہے۔

محدث ابن حبانؒ فرماتے ہیں:۔

کَانَ یَضَعُ الْحَدِیْثَ۔

کہ وہ حدیث گھڑا کرتا تھا۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

کَانَ مِنَ الْکَذَّابِیْنَ الْکِبَارِ۔

کہ وہ بڑے جھوٹے لوگوں میں سے تھا۔

امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لَيْسَ بِثِقَةٍ ۔ کہ وہ قابلِ اعتماد نہیں۔

امام نسائیؒ فرماتے ہیں۔

مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ ۔ کہ اس کی حدیث قابلِ ترک ہے۔

(نصب الرایہ جلد اول صـ ۲۴۳)

حافظ ابن حجرؒ نے بھی تقریباً یہی تبصرہ نقل کیا ہے۔ (التلخیص الحبیر صـ ۴۶ ج ۳، مع شرح المہذب)

محدث بیہقیؒ اپنی کتاب المعرفۃ اور السنن الکبریٰ میں لکھتے ہیں۔

رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ بِاَسَانِيْدَ كُلُّهَا ضَعِيْفَةٌ ۔ (نصب الرایہ صـ ۱۴۳ ج ۱) کہ اس حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔

محدث نوویؒ شافعی شارح مسلم اپنی کتاب "الخلاصہ" میں لکھتے ہیں۔

اَحَادِيْثُ اَيُّ الْاَعْمَالُ اَفْضَلُ مَتَالَ الصَّلٰوةُ لِاَوَّلِ وَقْتِهَا وَ اَحَادِيْثُ اَوَّلُ الْوَقْتِ رِضْوَانُ اللّٰهِ كُلُّهَا ضَعِيْفَةٌ ۔ (نصب الرایہ صـ ۱۴۳ ج ۱)

یعنی مذکورہ بالا دونوں قسم کی حدیثیں تمام کی تمام ضعیف ہیں۔

ف: بعض محدثینؒ نے مذکورہ بالا مستحب اوقات والی صحیح احادیث کی روشنی میں یہ تطبیق و توجیہ لکھی ہے کہ اوّل وقت والی احادیث سے وقت مختار اور وقت مستحب کا اول حصہ مراد ہے۔

علامہ قاریؒ شارح مشکوٰۃ لکھتے ہیں۔

اَلْمُرَادُ اَوَّلُ الْوَقْتِ الْمُخْتَارِ ۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ صـ ۱۳۶ ج ۲) کہ مستحب و مختار وقت کا اوّل حصہ مراد ہے۔

نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا فرض ہے

فرض نماز کو اپنے متعین و مقرر وقت پر پڑھنا فرض ہے اور بلا عذر شرعی مقرر وقت سے تقدیم و تاخیر کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۱۴۵) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۔ (سورہ نساء ۴/۱۰۳)	بے شک نماز اہلِ ایمان پر فرض ہے جس کا وقت مقرر ہے۔

(۱۴۶) ارشادِ الٰہی ہے۔

حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ ۔ (البقرۃ ۲/۲۳۸)	نمازوں کی حفاظت کرو۔

مُفسر ابنِ کثیر شافعیؒ اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں۔ یَأْمُرُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِالْمُحَافَظَۃِ عَلَی الصَّلَوَاتِ فِیْ اَوْقَاتِھَا۔ (تفسیر ابن کثیر عربی ج ۱/۲۹۰) اللہ تعالیٰ شانہٗ وقت پر نمازوں کو ادا کرنے کی حفاظت کا حکم فرماتے ہیں۔

(۱۴۷) ارشادِ خداوندی ہے۔

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوَاتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ۔ (المومنون ۲۳/۹)	اور وہ لوگ (فلاح پانے والے اہل ایمان) اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت مسروق تابعیؒ، حضرت قتادہ تابعیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں، اوقاتِ نماز کی پابندی بھی محافظت صلوٰۃ میں داخل ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۲۳۹ جلد ۳) یہی مضمون تفسیر ابن کثیر ص ۴۲۱ جلد ۴ پر بھی ہے۔

(۱۴۸) ارشادِ رحمانی ہے۔

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلٰوتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ۔ (المعارج ۷۰/۳۴)	اور وہ لوگ اپنی نماز کی محافظت کرتے ہیں۔

مُفسر ابنِ کثیرؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ (یُحَافِظُوْنَ) عَلٰی مَوَاقِیْتِھَا وَاَذْکَانِھَا وَوَاجِبَاتِھَا وَمُسْتَحَبَّاتِھَا۔ کہ وہ لوگ نماز کے اوقات ارکان، واجبات،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مستحبات کی نگہبانی کرتے ہیں۔" اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ محافظت نماز کے سلسلہ میں وقت کی حفاظت سرفہرست ہے۔

(۱۴۹) ارشادِ ربانی ہے۔

هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝ — وہ اپنی نماز کی پابندی کرتے ہیں۔

(المعارج ۲۳/۲۳)

مفسر ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں،

مَعْنَاهُ يُحَافِظُوْنَ عَلٰى اَوْقَاتِهَا وَوَاجِبَاتِهَا قَالَهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَمَسْرُوْقٌ وَابْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ۔ اس ارشادِ ربانی کا معنی و مطلب ہے، نماز کے اوقات و واجبات کی پابندی کرنا، حضرت ابن مسعودؓ مسروقؒ، ابراہیم نخعیؒ نے یہی تفسیر کی ہے۔

(۱۵۰) ارشادِ قرآنی ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ — سو ان نمازیوں کے لیے بڑی خرابی ہے جو اپنی نماز سے غفلت کرتے ہیں۔

(الماعون ۱۰۷/۴، ۵)

بعض سلفؒ نے کہا ہے بے وقت نماز پڑھنا بھی "نماز سے غفلت و سہو" کا ایک فرد ہے۔ (تفسیر ابن کثیر صـ۵۵۴ جلد۴)

(۱۵۱) ارشادِ رحمانی ہے۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ ۝ — تو ان (مذکور انبیاء علیہم السلام) کے بعد ایسے نالائق جانشین ہوئے، جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا۔

(مریم ۱۹/۵۹)

بعض سلفؒ کی تفسیر کے مطابق بے وقت نماز پڑھنا بھی اضاعتِ صلوٰۃ کی ایک نوع ہے۔ (تفسیر ابن کثیر صـ۱۲۷، ۱۲۸ جلد۳)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۱۵۲) ارشادِ قدسی ہے۔

وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ ط (البقرۃ ۲/۲) اور (متقی لوگ) نماز قائم کرتے ہیں۔

بعض سلفؒ کے مطابق "اوقاتِ نماز کی پابندی" بھی اقامتِ صلوٰۃ کے مفہوم میں داخل ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۴۲ جلد ۱)

راقم الحروف کے ناقص تتبع و تلاش کے مطابق قرآن مجید کی انتالیس آیات میں "اقامتِ صلوٰۃ" کا حکم یا ذکر مختلف عنوانوں اور متعدد صیغوں سے موجود ہے۔ مصدر (اِقَامُ الصلوٰۃ) ماضی (اَقَامَ الصَّلٰوۃَ) مضارع (یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ) امر (اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ) اسمِ فاعل (مُقِیْمُ الصَّلٰوۃِ) سب ہی الفاظ میں اقامتِ صلوٰۃ کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ قرآن کریم میں ایمان کے بعد سب سے زیادہ تاکید نماز کی فرمائی گئی ہے۔ بیسیوں آیات میں اقامتِ صلوٰۃ، محافظتِ صلوٰۃ، دوامِ صلوٰۃ متعدد عنوانوں سے اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

تمام مفسرینِ کرامؒ کے ہاں یہ سب عنوان اور ان کے معانی و مفاہیم مقتضی ہیں کہ نماز کے فرائض و ارکان کے ساتھ ساتھ اوقاتِ نماز کی پابندی کرنا بھی فرض و لازم ہے اور ان سے تقدیم و تاخیر کرنا نماز کو ضائع کرنا ہے نماز سے غفلت کرنا ہے، جو نالائق اور قابلِ مذمت لوگوں کا شیوہ ہے۔

نماز کے مقرر اوقات متواتر احادیث سے ثابت ہیں

پنجوقتہ فرض نمازوں کے معروف اوقات متواتر صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث میں اوقاتِ نماز پر مستقل ابواب قائم ہیں۔ ان میں بیسیوں صحیح حدیثیں نماز کے معروف و مقرر اوقات پر صراحت کے ساتھ دال ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس سلسلہ میں بعض حدیثیں مختصر طور پر گذشتہ صفحات میں بھی ذکر کی گئی ہیں، تاکید و تبرک کے لیے درج ذیل احادیث بھی مطالعہ فرمائیں۔

(۱۵۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث مروی ہے۔

قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا۔

(بخاری ج۱ ص۷۶، باب فضل الصلوٰۃ لوقتہا، مسلم ص۶۲ جلد اول، مشکوٰۃ ص۵۸)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب عمل کون سا ہے، آپؐ نے فرمایا، وقت پر نماز پڑھنا۔

اوقاتِ نماز کی عملی تعلیم اور امامتِ جبرئیل علیہ السلام

(۱۵۴) صحیح احادیث میں ہے کہ شبِ معراج میں پنجوقتہ فرض نمازوں کا حکم تو عرشِ معلّٰی سے بالا حالتِ معراج میں ہوا، مگر ان کے اوقات کی عملی تعلیم کے لیے حضرت جبرئیل علیہ السلام مکہ مکرمہ تشریف لائے اور دو روز بیت اللہ کے پاس نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (ظاہری طور پر) امام بنے۔ پہلے دن ہر نماز اول وقت میں پڑھائی اور دوسرے دن آخر وقت میں پڑھائی، پھر فرمایا: اَلْوَقْتُ فِيْمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ۔

(ابوداؤد ج۱ ص۶۲، باب فی المواقیت۔ ترمذی ص۲۱ جلد ۱، مشکوٰۃ ص۵۹)

نماز کا وقت ان دونوں (اول و آخر) وقتوں کے درمیان ہے۔

قال الترمذی، حدیث حسن صحیح، امام ترمذی فرماتے ہیں، یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

محدث جمال الدین زَیلعیؒ فرماتے ہیں، حَدِيْثُ إِمَامَةِ جِبْرِيْلَ عليه السلام رَوَاهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ اِبْنُ عَبَّاسٍ وَجَابِرٌ وَأَبُوْ مَسْعُوْدٍ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ وَعَمْرُو بْنُ حَزْمٍ وَأَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ وَأَنَسٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ ۔ (نصب الرایہ ص ۲۲۱ تا ۲۲۶ جلد اوّل) ۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی امامت والی حدیث درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت سے مروی ہے ۔

حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت جابر، حضرت ابو مسعود، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عمرو بن حزم، حضرت ابو سعید خدری، حضرت انس، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم ۔

پھر علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے حسب معمول ان مرفوع احادیث کو چھ صفحات پر تفصیل سے ذکر کیا ہے ۔

امامت جبرائیل علیہ السلام کی حدیث مختصر طور پر بخاری ص ۴۵۷ جلد ۱ باب ذکر الملائکۃ ومسلم ص ۲۲۱ جلد ۱ باب اوقات الصلوات الخمس میں بھی مذکور ہے ۔ نیز بخاری ص ۷۵ جلد ۱ پر بھی یہ حدیث مجملاً مروی ہے ۔

امامت جبرئیل علیہ السلام کی ان آٹھ حدیثوں سے بھی اوقاتِ نماز کی اہمیت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اس مسئلہ کے لئے قولی تعلیم پر اکتفا نہیں فرمایا گیا بلکہ عملی تعلیم کا اہتمام کیا گیا اور وہ بھی مسلسل دو روز تک ۔

(۱۵۵) حضرت بُرَیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اوقاتِ نماز کے بارے میں دریافت کیا ۔ آپؐ نے فرمایا دو روز یہاں ٹھہر کر ہمارے ساتھ نماز پڑھو، پھر آپؐ نے پہلے دن تمام نمازیں اوّل وقت میں پڑھائیں، اور دوسرے دن آخری وقت میں پڑھائیں ۔ پھر آپؐ نے فرمایا : وَقْتُ صَلٰوتِکُمْ بَیْنَ مَا رَأَیْتُمْ ۔ (مسلم ص ۲۲۳ جلد اول، باب اوقات الصلوات الخمس، مشکوٰۃ ص ۵۹) تمہاری نمازوں کا وقت ان اوقات کے درمیان ہے جو تم نے دیکھے ۔"

گو روزانہ نماز با جماعت کی صورت میں بھی نماز اور اس کے اوقات کی عملی تعلیم دی جاتی تھی، تاہم سائل کے جواب میں اوقاتِ نماز کی ابتداء و انتہا بتانے کے لئے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خصوصی عملی تعلیم کا اہتمام فرمایا گیا۔

تاخیرِ نماز کا سبب بننے پر سخت دُعا

(۱۵۶) حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے کہ غزوۂ احزاب میں ایک روز شدّتِ جنگ کی وجہ سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ عصر فوت ہوگئی۔ آپؐ نے غروبِ شمس کے بعد اس کی قضا پڑھی اور کفار کے خلاف ان الفاظ میں سخت دُعا فرمائی۔

شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰہُ بُیُوْتَھُمْ وَقُبُوْرَھُمْ نَارًا۔ (بخاری ج۱ ص۴۱۱ و ج۲ ص۵۹۰ باب غزوۃ الخندق، مسلم ج۱ ص۲۲۷، مشکوٰۃ ص۶۳)

کہ ان (مشرک) لوگوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ یعنی نمازِ عصر سے مشغول رکھا (روکا) اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔

تنبیہ اندازہ کیجئے کہ رحمۃ للعالمین صلّی اللہ علیہ وسلّم طائف کے تبلیغی سفر میں اوباش کفار کی خشت باری سے لہولہان ہوجاتے ہیں۔ ملائکہ علیہم السلام ربّانی وحی سے ان کفار کو پیس کر رکھ دینے کی پیش کش کرتے ہیں۔ اِس کے جواب میں آپ صرف ہدایت کی دُعا فرماتے ہیں۔ (معروف احادیث کا مضمون) اور یہاں کفار کی مزاحمت کی وجہ سے نماز قضا ہونے پر آپؐ کو اس قدر سخت قلبی صدمہ پہنچتا ہے کہ ان کفار کے خلاف سخت ترین دُعا فرماتے ہیں۔

دھیان کیجئے کہ وقت پر نماز پڑھنے کا آپ کے یہاں کیا مقام تھا اور اس کا کتنا اہتمام تھا۔

نمازِ خوف کی احادیث سے اوقاتِ نماز کی اہمیت

(۱۵۷) قرآن عزیز کی سورہ نساء پ۵ میں نمازِ خوف کی کیفیت اور اس کے اصول و آداب بیان کئے گئے ہیں۔ صحاح ستہ اور دیگر اہم کتب حدیث میں "باب صلوٰۃ الخوف" کے عنوان کے تحت نمازِ خوف کی درجنوں مرفوع صحیح احادیث مذکور ہیں۔ جن سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

واضح ہوتا ہے کہ میدانِ جہاد میں اور عین جنگ کے وقت بھی نماز کی کیفیت میں تو تخفیف کی گنجائش ہے اور نماز میں چلنے کی بھی اجازت ہے، لیکن وقت کو نظر انداز کرنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ امکانی حد تک وقت کی پابندی ضروری قرار دی گئی ہے۔

(۱۵۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے۔

مَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَّی صَلٰوةً اِلَّا لِمِیْقَاتِهَا اِلَّا صَلٰوتَیْنِ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ بِجَمْعٍ۔

(بخاری ص۲۲۸ ج۱، مسلم ص۴۱۷ ج۱، مشکوٰۃ ص۲۳۰، کتاب الحج)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے وقت نماز پڑھتے نہیں دیکھا (یعنی آپ ہمیشہ وقت پر نماز پڑھتے تھے) مگر (حجۃ الوداع میں) مغرب وعشاء کو مزدلفہ میں اکٹھے پڑھا (یعنی عشاء کے وقت میں مغرب وعشاء اکٹھی پڑھیں۔

(۱۵۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دوسری حدیث مروی ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ صَلٰوةً لِوَقْتِهَا اِلَّا بِجَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ۔

(نسائی صفحہ ۴۴ جلد ۲)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز وقت پر پڑھتے تھے لیکن ——— (حجۃ الوداع میں) آپ نے عرفات میں ظہر وعصر کو ظہر کے وقت میں جمع کر کے پڑھا اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو عشاء کے وقت میں جمع کر کے پڑھا۔)

ف: حجاج کرام کے لئے عرفات میں ظہر وعصر ——— کی جمع حقیقی اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی جمع حقیقی متواتر احادیث سے ثابت ہے اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے، ان صحیح احادیث سے واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عرفات و مزدلفہ کے علاوہ کبھی بھی جمع حقیقی کی صورت میں دو نمازوں کو اکٹھا کر کے نہیں پڑھا۔

(۱۶۰) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث مروی ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا التَّفْرِیْطُ عَلٰی مَنْ لَّمْ یُصَلِّ حَتّٰی یَجِیْئَ وَقْتُ الصَّلٰوۃِ الْاُخْرٰی۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے، محض اس شخص کی کوتاہی ہے جو ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت تک مؤخر کر دے۔

(مسلم صفحہ ۲۳۹ جلد اول باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ)

(۱۶۱) سُئِلَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَا التَّفْرِیْطُ فِی الصَّلٰوۃِ قَالَ اَنْ تُؤَخِّرَ حَتّٰی یَجِیْئَ وَقْتُ الْاُخْرٰی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ نماز میں کوتاہی کرنے کا کیا مطلب ہے، آپ نے فرمایا، ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت تک مؤخر کرنا تفریط و کوتاہی ہے۔

(طحاوی صہ ۱۲۲ جلد ۱، بسند صحیح)

(۱۶۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَمَعَ بَیْنَ الصَّلٰوتَیْنِ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ فَقَدْ اَتٰی بَابًا مِّنْ اَبْوَابِ الْکَبَائِرِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ جس شخص نے بلا عذر دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھا اس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا۔

(ترمذی صہ ۲۶ جلد اول، باب ماجاء فی الجمع بین الصلوٰتین)

تنبیہ اس حدیث میں ایک راوی حنش بن قیس ضعیف ہے۔ امام ترمذی رح و بعض دیگر محدثین رح نے اس اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، تاہم اس کا مضمون صحیح ہے، قرآن و حدیث کی مذکورہ بالا بعض نصوص (اضاعت صلوٰۃ، سہو عن الصلوٰۃ، تفریط

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فی الصلوٰۃ ، کے مطابق ہے۔

اس کے علاوہ محدث ابن کثیرؒ نے تفسیر میں ، اور امام حاکمؒ نے اس حدیث کو حسن و قوی تسلیم کیا ہے۔

(معارف السنن شرح الترمذی صہ ۱۶۶ جلد ۲)

(۱۶۳) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی صوبوں کے ذمہ دار حکام کو ایک گشتی مراسلہ کے ذریعہ متنبہ فرمایا تھا۔

اِنَّ الْجَمْعَ بَیْنَ الصَّلٰوتَیْنِ فِیْ وَقْتٍ وَّاحِدٍ کَبِیْرَۃٌ مِّنَ الْکَبَائِرِ۔

کہ دو نمازوں کو (بلا عذر) ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنا کبیرہ گناہ ہے۔

(موطا امام محمدؒ صہ ۱۳۲ ، سنن بیہقی صہ ۱۶۹ جلد ۳)

(۱۶۴) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

اَلْجَمْعُ بَیْنَ الصَّلٰوتَیْنِ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ مِنَ الْکَبَائِرِ۔

بلا عذر دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۴۵۹ جلد ۲)

محدث ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کے اساتذہ میں سے ہیں۔

جَمْع بَیْنَ الصَّلٰوتَیْن

بعض صحیح احادیث میں سفر وغیرہ کی وجہ سے "جمع بین الصلوٰتین" (دو نمازوں کو اکٹھے ادا کرنے) کا ذکر آیا ہے اور بعض ائمہ کرامؒ نے اسے جمع حقیقی پر محمول کیا ہے، ان کے ہاں سفر وغیرہ کی وجہ سے ظہر و عصر کی نمازوں کو عصر کے وقت میں اکٹھے پڑھنا اور مغرب و عشاء کی نمازوں کو عشاء کے وقت میں اکٹھے ادا کرنا جمع والی احادیث کا مصداق ہے اور درست ہے۔

ائمہ احنافؒ اور بعض دیگر محققین کے ہاں جمع والی حدیثیں جمع صوری و جمع عملی پر محمول ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ سفر کی وجہ سے ظہر کی نماز اپنے آخری وقت میں اور عصر کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نماز اپنے اوّل وقت میں ادا کی جائے، اس صورت میں ہر نماز اپنے اپنے وقت کے اندر ادا ہوگی، لیکن صورت وعمل کے لحاظ سے دونوں نمازیں اکٹھی ادا ہوں گی۔ اسی طرح مغرب کی نماز اپنے آخری وقت میں اور عشاء کی نماز اپنے اوّل وقت میں پڑھی جائے، اس کو جمع صوری یا جمع عملی کہا جاتا ہے۔

غزوۂ تبوک کے طویل سفر میں یہی صورتِ عمل تھی کہ سفر بہت طویل تھا، موسم سخت گرم تھا، طہارت و وضو کے لیے پانی کی قلت تھی، اسلامی فوج کی تعداد تقریباً تیس ہزار تھی اتنے بڑے لشکر کا ان مذکورہ حالات میں بار بار اُترنا اور سوار ہونا انتہائی مشکل تھا۔ اس لئے جمع صوری کی شکل میں تخفیف فرمائی گئی۔

بہرحال مؤخر الذکر مکتبِ فکر کی تحقیق میں جمع بین الصلوٰتین والی احادیث کا محمل یہی جمع صوری وعملی ہے۔ یہی توجیہ وتطبیق درج ذیل وجوہ اور شواہد وقرائن کی بنا پر راجح ہے۔

پہلی وجہ ترجیح اوقاتِ نماز کی تعیین وتحدید قطعی فرض ہے، جو قرآنِ مجید کی متعدد آیات، بیسیوں متواتر احادیث سے ثابت ہے اور پوری اُمت کا اس پر اجماع ہے۔ جَمَعَ بَیْنَ الصَّلٰوتَیْنِ۔ کی حدیثیں اَخبارِ آحاد ہیں۔ قرآنی آیات اور متواتر احادیث کے معارضہ و مقابلہ میں خبرِ واحد واجبُ التاویل ہوتی ہے۔ لہٰذا ان اخبار آحاد کو جمع صوری وعملی پر محمول کرنا ضروری ہے، تاکہ قطعیات کی مخالفت نہ ہو، ظنی دلیل کی خاطر قطعیات کی تخصیص وتاویل کرنا قرینِ انصاف نہیں۔

دوسری وجہ ترجیح بعض احادیثِ جمع کے الفاظ بھی جمع صوری کی طرف مشیر ہیں۔ اسی سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۶۵) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ظہر کو مؤخر کرتے اور عصر کو مقدم کرتے مغرب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَ يُقَدِّمُ الْعَصْرَ وَ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَيُقَدِّمُ الْعِشَاءَ .

کو مؤخر کرتے اور عشار کو مقدم کرتے۔

(مسند امام احمد ۱۳۵/۶ ، طحاوی ۱۲۲/۱ ، مستدرک حاکم بسند حسن)

(۱۶۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث ہے۔

كَانَ قَبْلَ غُيُوْبِ الشَّفَقِ فَنَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ انْتَظَرَ حَتّٰى غَابَ الشَّفَقُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا عَجِلَ بِهٖ اَمْرٌ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِيْ صَنَعْتُ .

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (ایک سفر میں) غروبِ شفق سے قبل سواری سے اُترے مغرب کی نماز پڑھی پھر انتظار کیا، غروبِ شفق کے بعد عشاء کی نماز ادا کی پھر فرمایا، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب (سفر میں) جلدی ہوتی تو آپؐ اسی طرح عمل فرماتے جیسے میں نے کیا ہے۔

(ابوداؤد ۱۷۸/۲ باب الجمع بین الصلوٰتین ، دارقطنی ص ۳۹۳ جلد اول بسند صحیح)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث جمع صُوری کی واضح دلیل ہے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی جمع صوری کا تھا۔

(۱۶۷) حضرت مُعاذ بن جَبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَجَعَلَ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ يُصَلِّي الظُّهْرَ فِيْ اٰخِرِ وَقْتِهَا وَيُصَلِّي الْعَصْرَ فِيْ اَوَّلِ وَقْتِهَا .

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ تبوک کے سفر میں نکلے، تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (و تمام صحابہؓ) ظہر و عصر کو اس طرح جمع کرتے کہ ظہر کو آخر وقت میں اور عصر کو اوّل وقت میں پڑھتے۔

(طبرانی اوسط)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہ مرفوع حدیث بھی جمع صوری و عملی پر صریح دلیل ہے۔

(۱۶۸) حضرت ابو عثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی مورد حدیث روایت کرتے ہیں کہ میں اور حضرت سعدؓ کوفہ سے مکہ مکرمہ سفر حج پر جا رہے تھے۔

فَكَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ يُؤَخِّرُ مِنْ هٰذِهٖ وَيُعَجِّلُ مِنْ هٰذِهٖ وَيُصَلِّيْهِمَا جَمِيْعًا وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَيُعَجِّلُ الْعِشَاءَ ثُمَّ يُصَلِّيْهِمَا جَمِيْعًا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ظہر و عصر کو اس طرح جمع کرتے کہ ظہر کو مؤخر کرتے اور عصر کو مقدم کرتے پھر دونوں کو اکٹھا ادا کرتے، مغرب کو مؤخر کرتے عشاء کو مقدم کرتے، پھر دونوں کو اکٹھا ادا کرتے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۵۷۴ جلد ۲، باب من قال یجمع المسافر بین الصلوٰتین و اللفظ لہٗ۔ مسند عبدالرزاق صفحہ ۵۴۹ جلد ۲، طحاوی صفحہ ۱۲۳ جلد ۱ بسند صحیح)

تیسری وجہ ترجیح پورے ذخیرۂ احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے صرف انہی دو نمازوں کے جمع کرنے کا ثبوت ملتا ہے جن کے اوقات کی سرحدیں آپس میں ملتی ہیں اور درمیان میں مکروہ وقت بھی نہیں ہے جن کی وجہ سے جمع صوری و عملی پر عمل ہو سکتا ہے اور وہ صرف ظہر و عصر یا مغرب و عشاء کی نمازیں ہیں، باقی جن نمازوں کے اوقات باہم متصل نہیں ہیں، جیسے فجر و ظہر یا اوقات تو متصل ہیں لیکن درمیان میں مکروہ وقت ہے جیسے عصر و مغرب یا عشاء و فجر کہ نصف شب کے بعد عشاء کا مکروہ وقت ہے، ان تینوں صورتوں میں جمع صوری ممکن نہیں ہے۔

ان تین صورتوں میں جمع بین الصلوٰتین کا عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت بھی نہیں ہے اور باجماع امت جائز بھی نہیں ہے، حالانکہ جمع حقیقی ان سب صورتوں میں ممکن ہے۔

اگر جمع حقیقی جائز ہوتی تو ان تمام صورتوں میں جمع کا عمل احادیث سے ثابت ہوتا اور وہ بالاتفاق جائز بھی ہوتا، لیکن واقعہ اس کے خلاف ہے اس تفصیل سے یہ حقیقت "الم نشرح"

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوگئی کہ احادیثِ جمع بین الصلوٰتین کا محمل و مصداق صرف اور صرف جمع صوری و عملی ہے۔

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری صـ۴۸ا جلد ۷، ومابعدہ، وفتح الملہم صـ۲۶۱ جلد ۲ ومعارف السنن صـ۸۱م جلد ۴ واوجز المسالک شرح موطا امام مالکؒ صـ۲۲۵)

اذان کی عظمت و اہمیت

اذان دراصل اسلام کے سب سے اہم اور بنیادی اصولوں کا جامع اعلان ہے۔ حق کی یہ دعوت روزانہ پانچ وقت مسجد سے نشر کی جاتی ہے، بار بار اس میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی کبریائی وعظمت اور توحید و استحقاقِ عبادت کا اعلان کیا جاتا ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرْ ، اَللّٰہُ اَکْبَرْ ۔	کہ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے
اَللّٰہُ اَکْبَرْ ، اَللّٰہُ اَکْبَرْ ۔	بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ	سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ	سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں
	کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اس کے بعد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و صداقت کا تکرار کے ساتھ اعلان ہے۔

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ
اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ میں گواہی
	دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ
	کے رسول ہیں۔

پھر نماز اور فلاح کی دعوت ہے۔

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	نماز کی طرف آؤ۔
حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	نماز کی طرف آؤ۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ — کامیابی کی طرف آؤ ،

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ — کامیابی کی طرف آؤ ،

کہ نماز حقیقت میں دونوں جہان کی کامیابی کا ذریعہ ہے ، اس میں دُنیا کی کامیابی کے ساتھ آخرت کی کامیابی کیطرف بھی متوجہ کیا گیا ہے ، آخر میں مکرر اللہ تعالیٰ کی کبریائی وعظمت اور استحقاقِ عبادت کا اعلان ہے ۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ — اللہ سب سے بڑا ہے ، اللہ سب سے بڑا ہے ۔

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ۝ — اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۔

(۱۶۹) اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْھَا ھُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ۝ (المائدہ ۵/۵۸) ۔

اور جب تم نماز کیلئے اذان دیتے ہو تو وہ (کافر) اسے ہنسی اور کھیل بناتے ہیں ۔ یہ اس وجہ سے کہ وہ لوگ بے عقل ہیں ۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اذان کا ادب واحترام لازم ہے ۔

(۱۷۰) اور ارشادِ باری ہے ۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (الجمعۃ ۶۲/۹)

اے اہلِ ایمان جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف چلو اور خرید و فروخت چھوڑ دو ۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے ، اگر تمہیں کچھ سمجھ ہے ۔

اس آیتِ کریمہ سے واضح ہوا کہ جمعہ کی اذان کے بعد کاروبار بند کر دینا لازم ہے ۔

(۱۷۱) حضرت ابُو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے ۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ مؤذن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَسَلَّمَ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

(بخاری ج ۱ ص ۸۶، مشکوٰۃ ص ۶۴)

کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے وہاں تک جن اور انسان اور جو چیز بھی اس کی آواز سنتی ہے وہ قیامت کے دن اس کے حق میں شہادت دے گی۔

بلاشبہ مؤذن صاحبان کی یہ بڑی قابلِ رشک منقبت و فضیلت ہے کہ وہ تمام مخلوق جو اس کی اذان سنتی ہے، قیامت کے دن اس کی عظمت و رفعت کی گواہی دے گی۔

(۱۴۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَبْدٌ اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ وَرَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَهُمْ بِهٖ رَاضُوْنَ وَرَجُلٌ يُنَادِيْ بِالصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، تین شخص قیامت کے دن کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے، وہ غلام جس نے اللہ کا حق اور اپنے مالک کا حق ادا کیا۔ وہ شخص جس نے قوم کی امامت کی، اور وہ قوم اس سے راضی ہے اور وہ شخص جو رات دن پانچوں نمازوں کی اذان دیتا ہے۔

(ترمذی باب ماجاء فی فضل المملوک الصالح ج ۲ ص ۲۰، مشکوٰۃ ص ۶۵)

(۱۴۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَذَّنَ سَبْعَ سِنِيْنَ مُحْتَسِبًا كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے ثواب کے لئے سات سال اذان دی اس کے لئے آگ سے نجات لکھ دی گئی۔

(ترمذی ص ۲۹ جلد اول، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۲۵)

(۱۴۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُ لَهٗ مَدٰى صَوْتِهٖ وَيَشْهَدُ لَهٗ كُلُّ رَطْبٍ وَّ يَابِسٍ۔ (مشکوٰۃ ص۶۵، ابوداؤد ج۱ ص۸۳ نسائی، ابن ماجہ مسند احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ مؤذن کے لئے اس کی آواز کی انتہا تک مغفرت کی جاتی ہے، اور ہر تر و خشک چیز اس کے حق میں گواہی دیتی ہے۔

اذان کے الفاظ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ خواب میں فرشتہ نے اذان کی یوں تعلیم دی۔

(۱۸۵) قَالَ تَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ..... فَلَمَّا اَصْبَحْتُ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا رَاَيْتُ فَقَالَ اِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقُمْ مَّعَ بِلَالٍ فَاَلْقِ عَلَيْهِ مَا رَاَيْتَ فَلْيُؤَذِّنْ بِهٖ فَاِنَّهٗ

فرشتے نے حضرت عبداللہ بن زید سے کہا تو کہہ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

(حضرت عبداللہ بن زید کہتے ہیں) جب میں نے صبح کی، تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا آپ کو بتایا، آپ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اَنْدٰی صَوْتًا مِنْكَ فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ فَجَعَلْتُ اُلْقِيْهِ عَلَيْهِ وَيُؤَذِّنُ بِهٖ قَالَ فَسَمِعَ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَآءَهٗ وَيَقُوْلُ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا رُءِيَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

(ابوداؤد ص۷۱ باب کیف الاذان)

نے فرمایا یہ خواب حق ہے اِن شاء اللہ (آپ نے مجھے فرمایا) تم بلالؓ کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کو ان کلمات کی تلقین کرو، جو تم نے دیکھے (سُنے) ہیں، وُہ اذان دیں کیونکہ وہ تم سے زیادہ بُلند آواز ہیں، تو میں حضرت بلال رض کو ان الفاظ کی تلقین کرنے لگا اور وہ اذان دیتے گئے۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں، حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنے گھر میں یہ آواز سُنی تو وہ جلدی میں اپنی چادر کھینچتے ہوئے نکلے اور عرض کرنے لگے، یارسول اللہ اِس ذات کی قسم جس نے آپکو حق کے ساتھ بھیجا، بے شک میں نے ویسے خواب دیکھا جیسے حضرت عبداللہ بن زیدؓ کو دِکھلایا گیا، تو رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

یہ حدیث مسند امام احمد، ابنِ ماجہ، صحیح ابن حبان، صحیح ابنِ خُزیمۃ، بیہقی میں بھی مروی ہے۔ اور اس کی سند صحیح ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: هُوَ عِنْدِيْ صَحِيْحٌ (کتاب العلل للامام الترمذی، شرح المہذب صفحہ ۷۶ جلد ۳، للنووی۔ نصب الرایہ ص۲۵۹ جلد اول للامام زیلعیؒ، التلخیص الجبیر علی شرح المہذب صـ ۱۶۱ جلد ۳، للحافظ ابن حجر شافعیؒ)

اذان میں ترجیع نہیں ہے

اذان میں ترجیع کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ شہادت کے کلمات پہلے دو دو مرتبہ درمیانہ جہر سے کہے جائیں، پھر ان کو زیادہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بلند آواز سے دُو دُو مرتبہ کہا جائے، مذکورہ بالا صحیح حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اذان میں ترجیع نہیں ہے۔ علامہ ابن الجوزی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "التحقیق" میں لکھتے ہیں:

حَدِیْثُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدٍ ھُوَ اَصْلُ التَّاذِیْنِ وَلَیْسَ فِیْہِ تَرْجِیْعٌ فَدَلَّ عَلٰی اَنَّ التَّرْجِیْعَ غَیْرُ مَسْنُوْنٍ۔ (نصب الرایہ صـ۲۶۲ جلد ۱)

یعنی حضرت عبداللہ بن زیدؓ کی مذکورہ بالا حدیث اذان کی اصل بنیاد ہے جس میں ترجیع کا ذکر نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ ترجیع مسنون نہیں ہے۔

(۱۷۶) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر و حضر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے، بلکہ رئیس المؤذنین تھے، ان کی اذان صحیح سندوں سے بلا ترجیع منقول ہے۔

(مُغْنِیْ ابن قُدَامَہ حنبلیؒ صـ ۴۱۶ جلد اول، معارف السنن شرح الترمذی صـ ۱۷۵ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث مسند احمد صـ ۴۲ جلد ۴ پر مروی ہے۔ اس حدیث کے اخیر میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

ثُمَّ اَمَرَ بِالتَّاذِیْنِ فَکَانَ بِلَالٌ مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرٍ یُؤَذِّنُ بِذٰلِکَ۔

کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان دینے کا حکم فرمایا، تو حضرت بلالؓ انہی الفاظ سے اذان دیا کرتے تھے۔

اس حدیث سے بھی واضح ہوا کہ حضرت بلالؓ کی اذان حضرت عبداللہ بن زیدؓ کی اذان کی طرح بلا ترجیع تھی۔

(۱۷۷) حضرت عبداللہ بن اُمِّ مکتومؓ رضی اللہ عنہ عہدِ نبوی میں مسجد نبوی کے مؤذن تھے، آپ کی اذان میں ترجیع منقول نہیں ہے۔ (اوجز المسالک صفحہ ۱۸۶ جلد اول شرح مؤطا امام مالکؒ)

(۱۷۸) حضرت سعد قُرظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد قُبا کے مؤذن تھے آپ کی اذان ترجیع سے خالی تھی۔ (دار قطنی صفحہ ۲۳۶ جلد اول)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۱۷۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّمَا كَانَ الْاَذَانُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس عہد میں اذان کے دو دو کلمے تھے۔

(ابوداؤد ص۸۳ ج۱، نسائی ص۱۰۳ ج۱، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، دارقطنی، بیہقی، مسند ابوعوانہ، نصب الرایہ ص ۲۶۲ جلد اوّل)

اس حدیث کی سند کے بارے میں محدث ابن الجوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،

وَهٰذَا اِسْنَادٌ صَحِيْحٌ

کہ یہ سند صحیح ہے۔

(نصب الرایہ ص۲۶۲ جلد اوّل)

یہ حدیث بھی عدم ترجیع پر دال ہے۔

ف : ۸ھ میں غزوہ حنین سے مکہ مکرمہ واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترجیع کے ساتھ اذان کی تعلیم دی اور ان کو مکہ مکرمہ کا مؤذن مقرر فرمایا۔ یہ حدیث بخاری کے سوا باقی تمام صحاح ستہ میں مروی ہے، محققین علماء مذکورہ بالا صحیح احادیث کی روشنی میں اسکی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ حضرت ابو محذورہؓ نومسلم تھے ان کو مکہ مکرمہ کا مؤذن مقرر کیا گیا تھا۔ موصوف کے دل میں اور اہل مکہ کے دلوں میں توحید و رسالت کا عقیدہ راسخ کرنے کے لیے ان کو ترجیع کا حکم دیا گیا۔ لہٰذا یہ اُن کی خصوصیت تھی، حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توحید و رسالت کا عقیدہ راسخ ہونے کے بعد بھی بطور تبرک ترجیع کے عمل کو جاری رکھا۔ اگر ترجیع کا مسئلہ عام شرعی حکم ہوتا تو حضرت بلالؓ اور مدینہ منورہ کے دیگر مؤذن صحابہ کرامؓ کو بھی ضرور اس کا امر کیا جاتا اور وہ حضرات اس پر عمل پیرا ہوتے، لیکن واقعہ اس کے خلاف ہے۔

(فتح الملہم ص۲۵ ج۲ شرح صحیح مسلم، معارف السنن ص۱۸۲ ج۲ شرح ترمذی)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صبح کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کا اضافہ

حضرت اَبُو محذورہ رضی اللہ عنہ کی مَرْفُوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اذان کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

(۱۸۰) فَاِنْ کَانَ صَلٰوۃُ الصُّبْحِ قُلْتَ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

اگر صبح کی نماز ہو تو (اذان کے آخر میں) کہو، اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

(ابوداؤد ص۷۹ ج۱، باب کیف الاذان وصحیح ابن حبان)

حضرت اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں۔

(۱۸۱) مِنَ السُّنَّۃِ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِیْ اَذَانِ الْفَجْرِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَالَ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ (دار قطنی ص۹۳ ج۱، بیہقی، صحیح ابن خزیمہ)

یہ بات سُنّت ہے کہ جب مؤذن صبح کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو اس کے بعد کہے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔

محدّث بیہقی رحمہ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ (نصب الرایہ ص۲۶۴ جلد۱) الدرایہ ص۱۱۴ جلد اوّل) محدّث ابن السکنؒ نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔ (التلخیص الحبیر ص۱۶۸ ج۳ علی شرح المہذب)

اذان کا جواب اور اس کی فضیلت

حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے۔

(۱۸۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ اَحَدُكُمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

(مسلم ج۱ ص۱۶۸، مشکوٰۃ ص۶۵)

مؤذن کہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ (اس کے جواب میں) تم میں سے کوئی کہے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پھر مؤذن کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ تو جواب دینے والا کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ پھر مؤذن کہے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو جواب دینے والا کہے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پھر مؤذن کہے حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ تو جواب دینے والا کہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پھر مؤذن کہے حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ تو جواب دینے والا کہے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ پھر مؤذن کہے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ تو جواب دینے والا کہے اللہ اکبر اللہ اکبر پھر مؤذن کہے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ، تو جواب دینے والا کہے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اور یہ کہنا دل (اخلاص) سے ہو تو جواب دینے والا جنت میں جائیگا

ف: اذان کی دو حیثیتیں ہیں، ایک یہ کہ وہ نماز باجماعت کا اعلان اور بلاوا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ ایمان کی دعوت اور دین حق کا منشور ہے۔ پہلی حیثیت سے اذان سننے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ نماز کی تیاری کرے اور نماز باجماعت میں شریک ہو، دوسری حیثیت سے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اذان سُنتے وقت اس ایمانی دعوت کے ہر جزو کی اور اس آسمانی منشور کے ہر دفعہ کی اپنے دل اور اپنی زبان سے تصدیق کرے۔ اس طرح پوری اسلامی آبادی ہر اذان کے وقت اپنے ایمانی عہد و میثاق کی تجدید کیا کرے۔ اس لئے اس جواب پر جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ (معارف الحدیث ج ۲ ص ۱۶۵ مختصراً)

اذان کے بعد کی دُعا اور اس کی فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت ہے۔

(۱۸۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِىْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اذان سُنتے وقت یہ دُعا کرے "اے اللہ! اس اعلانِ کامل اور نماز قائمہ والمہ کے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور ان کو مقام محمود پر سرفراز فرما جس کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے، قیامت کے دن اس شخص کے لئے میری شفاعت ثابت ہوگئی۔

(بخاری ص ۸۶ جلد اوّل، باب الدعاء عند النداء وسنن اربعہ)

بیہقی کی ایک روایت میں مذکورہ دُعا کے آخر میں "اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ" کا اضافہ بھی ہے۔

(فتح الباری، شرح بخاری ص ۷۸ جلد ۲، فتح القدیر شرح الہدایہ ص ۲۱۸ جلد اوّل)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اقامت کے سترہ کلمات

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۸۴) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَّمَہُ الْاِقَامَۃَ سَبْعَ عَشْرَ کَلِمَۃً۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو محذورہؓ کو اقامت کے سترہ کلمات کی تعلیم دی۔

آگے اسی حدیث میں ان کلمات کی تفصیل یہ ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

(ابوداؤد صـ۸۰ جلد اوّل، باب کیف الاذان، ابن ماجہ)

اس کی سند صحیح ہے۔ محدث ابن دقیق العید شافعیؒ اپنی کتاب "الامام" میں فرماتے ہیں۔

وَھٰذَا السَّنَدُ عَلٰی شَرْطِ الصَّحِیْحِ۔ (نصب الرایہ صـ۲۶۸ ج۱)

کہ یہ سند صحیح کی شرط پر ہے اور معتبر ہے۔

(۱۸۵) حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اقامت کے سترہ کلمات کی تعلیم دی۔ وَالْاِقَامَۃَ سَبْعَ عَشْرَۃَ کَلِمَۃً۔

(ترمذی صـ۲۷ جلد اول، باب ماجاء فی الترجیع فی الاذان، نسائی، دارمی)

یہ حدیث صحیح ہے، اس حدیث کے بارے میں امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

هٰذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ صَحِیحٌ ۔ (ترمذی ص۲۵ جلد اول)

حافظ ابن حجر شافعیؒ الدرایہ ص۱۱۴ میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو محدث ابن خزیمہ اور محدث ابن حبان نے صحیح تسلیم کیا ہے۔

(۱۸۶) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں فرشتے سے اذان و اقامت سنی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب و تائید فرمائی تھی، اس مرفوع حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں :

فَاَذَّنَ مَثْنٰی مَثْنٰی وَ اَقَامَ مَثْنٰی مَثْنٰی۔ کہ اذان دو دو کلمے کہی اور اقامت دو دو کلمے کہی۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج۱ ص۲۰۶، سنن بیہقی ج۱ ص۴۲۱ باب ماروی فی تثنیۃ الاذان والاقامۃ)

اس کی سند صحیح ہے۔ محدث ابن دقیق العید الشافعیؒ "الامام" میں فرماتے ہیں :

وَھٰذَا رِجَالُ الصَّحِیحِ ۔ کہ اس سند کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

علامہ ابن حزم ظاہری اپنی معروف و مشہور کتاب المحلّٰی ج۳ ص۱۵۸ میں لکھتے ہیں :۔

وَھٰذَا اِسْنَادٌ فِی غَایَۃِ الصِّحَّۃِ۔ کہ یہ سند انتہائی صحیح ہے۔

(نصب الرایہ ج۱ ص۲۶۵)

(۱۸۷) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں اذان کا ذکر ہے۔ اس کے بعد ہے۔

ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مِثْلَهَا اِلَّا اَنَّهٗ زَادَ بَعْدَ مَا قَالَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ۔ الخ

یعنی فرشتہ نے اذان کے کلمات کے برابر اقامت کے کلمات کہے، لیکن حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے بعد قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کا اضافہ کیا۔

(ابوداؤد ج۱ ص۸۲، باب کیف الاذان ومسند احمد)

(۱۸۸) حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا فرشتہ والی حدیث ایک اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سند سے یوں مروی ہے۔

اِنَّهٗ رَاَی الْاَذَانَ مَثْنٰی مَثْنٰی وَالْاِقَامَةَ مَثْنٰی مَثْنٰی قَالَ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ عَلِّمْهُنَّ بِلَالًا۔

عبداللہ بن زید نے خواب میں اذان کے کلمات دو دو دفعہ اور اقامت کے کلمات دو دو دفعہ سنے، حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ان کلمات کی تعلیم دو۔

(الخلافیات للامام بیہقیؒ)

اس کی سند صحیح ہے۔ حضرت حافظ ابن حجر شافعیؒ الدرایہ ص ۱۱۵ ج ۱ میں فرماتے ہیں:۔

اِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

(۱۸۹) حضرت اسود تابعیؒ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ بِلَالًا کَانَ یُثَنِّیْ الْاَذَانَ وَیُثَنِّی الْاِقَامَةَ۔

حضرت بلالؓ اذان اور اقامت کے کلمات دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(مسند عبدالرزاق، دارقطنی ص ۲۴۲ ج ۱، طحاوی ص ۸۰ جلد اول)

اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن ص ۶۷ طبع ملتان)

(۱۹۰) حضرت ابوجحیفہ رضؓ فرماتے ہیں۔

اِنَّ بِلَالًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یُؤَذِّنُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثْنٰی مَثْنٰی وَیُقِیْمُ مَثْنٰی مَثْنٰی۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اذان (کے کلمات) دو دو دفعہ کہتے تھے اور اقامت کے کلمات، دو دو دفعہ کہتے تھے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(دار قطنی ج۱ ص۲۴۲، طبرانی بسند لین، آثار السنن ص۶۷)

(۱۹۱) حضرت عبد العزیزؒ فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ اَبَا مَحْذُوْرَةَ یُؤَذِّنُ مَثْنٰی مَثْنٰی وَیُقِیْمُ مَثْنٰی مَثْنٰی۔

یعنی حضرت ابو محذورہؓ اذان دو دو دفعہ اور اقامت دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(طحاوی ج۱ ص۸۱ بسند حسن، آثار السنن ص۶۷)

(۱۹۲) حضرت سوید رح فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ بِلَالًا یُؤَذِّنُ مَثْنٰی وَیُقِیْمُ مَثْنٰی۔

یعنی حضرت بلالؓ اذان دو دو دفعہ اور اقامت دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(طحاوی ج۱ ص۸۱ بسند حسن، آثار السنن ص۶۷)

(۱۹۳) حضرت سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کے بارے میں حدیث ہے۔

یُثَنِّی الْاِقَامَةَ۔

حضرت سلمہؓ اقامت دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(دار قطنی ج۱ ص۲۴۱ بسند صحیح، آثار السنن ص۶۸)

(۱۹۴) حضرت ابراہیم فرماتے ہیں۔

کَانَ ثَوْبَانُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یُؤَذِّنُ مَثْنٰی وَیُقِیْمُ مَثْنٰی۔

حضرت ثوبانؓ اذان دو دو دفعہ اور اقامت دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(طحاوی صفحہ ۸۱ جلد اول بسند مرسل، آثار السنن ص۶۸)

ف : بعض صحیح احادیث میں افراد اقامت کا امر اور ذکر ہے۔ یعنی اقامت کے کلمات ایک ایک دفعہ کہے جائیں۔ (صحاح ستہ)

بعض محقق علماء نے مذکورہ بالا "تثنیہ اقامت" والی متواتر احادیث کی روشنی میں یہ توجیہ کی ہے کہ اقامت کا افراد بیان جواز پر محمول ہے، اور تثنیہ اقامت والی احادیث افضلیت و اولویت پر محمول ہیں۔ خاص طور مسجد نبویؐ کے رئیس المؤذنین

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا تاحیات تثنیہ اقامت پر عمل کرنا اس کی افضلیت کی واضح دلیل ہے۔
(فتح الملہم ج۲ ص۲۲۲ شرح صحیح مسلم)

اقامت کا جواب

اذان کے جواب کی طرح اقامت کا جواب بھی مسنون ہے اور جواب میں اقامت کے کلمات دُہرانے چاہئیں لیکن قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا کہنا چاہیئے۔

(۱۹۵) ایک مرفوع حدیث میں ہے۔

اِنَّ بِلَالًا اَخَذَ فِی الْاِقَامَةِ فَلَمَّا اَنْ قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا وَقَالَ فِیْ سَائِرِ الْاِقَامَةِ کَنَحْوِ حَدِیْثِ عُمَرَ فِی الْاَذَانِ۔

(ابوداؤد ج۱ ص۸۵، مشکوٰۃ ص۶۶ باب فضل الاذان)

حضرت بلال رضؓ نے اقامت کہنا شروع کی جب قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا:۔ اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا (اللہ تعالیٰ اسے قائم و دائم رکھیں) اور باقی اقامت کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسے کہا جیسے اذان کا جواب حضرت عمرؓ کی حدیث میں ہے۔

نوٹ: حضرت عمرؓ کی یہ حدیث نمبر ۱۸۲ پر گزر چکی ہے۔

نمازی کے بدن، کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(۱۹۶) وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ (المدثر ۴)

اور اپنے کپڑے پاک رکھیئے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۹۷) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃُ بِغَیْرِ طُهُوْرٍ (مسلم ص۱۱۹ جلد اول، مشکوٰۃ ص۴۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ طہارت کے بغیر نماز مقبول نہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ف : وضو، غسل، طہارت کا بیان قدرے تفصیل سے آغازِ کتاب میں درج ہے۔

نماز میں ستر عورت فرض ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(۱۹۸) خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ۝ (الاعراف ۳۱/۷)

مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۹۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ حَائِضٍ اِلَّا بِخِمَارٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بالغ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر مقبول نہیں۔

(ابوداؤد ص۱۰۱ ج۱، ترمذی، مشکوٰۃ ص۷۳، مستدرک حاکم، صحیح ابن خزیمہ)

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، امام حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔

(فتح القدیر ص۲۲۴ ج۱ شرح ہدایہ)

استقبالِ قبلہ فرض ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

(۲۰۰) فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۝ (البقرہ ۱۴۴/۲)

پس آپ (نماز میں) اپنا چہرہ مسجدِ حرام کی طرف کیجئے۔

(۲۰۱) وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ۔ (البقرہ ۱۴۴/۲)

اور تم جہاں کہیں بھی موجود ہو اپنا رُخ اِسی (مسجد حرام) کی طرف کیا کرو۔

(۲۰۲) وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط (البقرہ ۱۴۹/۲)

اور آپ جس جگہ سے بھی (کہیں سفر میں) نکلیں (نماز میں) اپنا رُخ مسجد حرام کی طرف رکھیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قرآنِ مجید کے دوسرے پارے کے آغاز میں مسجد حرام اور کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم پانچ مرتبہ دھرایا گیا ہے۔ بار بار یہ تاکید اس لئے فرمائی گئی ہے تاکہ سفر و حضر میں اس کی خوب پابندی کی جائے۔

نوٹ: ریل گاڑی، بحری جہاز اور ہوائی جہاز وغیرہ میں بھی نماز کی صحت کے لئے استقبال قبلہ فرض ہے۔ ترکِ فرض کی صورت میں نماز صحیح نہیں ہوگی سفر میں بعض مسلمان بھائی لاعلمی سے اس مسئلہ میں غلطی کرتے ہیں، اس لئے یہاں پر توجہ دلا دی ہے۔

(۲۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَۃَ فَکَبِّرْ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو وضو مکمل کر! پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے تکبیر کہہ۔

(بخاری ص۵ جلد اول، مشکوٰۃ ص۵، مسلم ص۱۷۰ جلد اول)

نماز کی نیت فرض ہے

حضرت عمر فاروق بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

(بخاری ص۲ جلد اول و بقیہ صحاح ستہ، مشکوٰۃ ص۲)

نیت دل کے ارادہ کا نام ہے، دل سے جان اور سوچ لے (مثلاً) ظہر کے فرض پڑھتا ہوں، زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں۔ ہاں قلبی نیت کے استحضار کے لئے زبان سے نیت کرنا مستحسن ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(فتح القدیر صہ ۲۳۲ جلد اول، فتاویٰ عالمگیری صہ ۶۵ جلد اول)

نماز میں قیام فرض ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

(۲۰۵) وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝ (البقرہ ۲/۲۳۸)

اور (نماز میں) اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کے ساتھ کھڑے رہا کرو۔

(۲۰۶) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَتْ بِيْ بَوَاسِيْرُ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا۔

مجھے بواسیر کی شکایت تھی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے متعلق عرض کیا (کہ کیسے پڑھوں) آپؐ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر قیام کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھو۔

(بخاری صہ ۱۵۰ جلد اول، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابنِ ماجہ)

نوٹ: ریل گاڑی، جہاز وغیرہ میں بھی فرض نماز میں قیام فرض ہے، بدوں مجبوری فرض نماز بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں۔ ہاں نفل نمازِ بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھنا درست ہے،

تکبیرِ تحریمہ فرض ہے

اللہ جَلَّ شَانُہٗ کا ارشاد ہے۔

(۲۰۷) وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ (المدثر ۷۴/۳)

اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجیے۔

(۲۰۸) وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى (الاعلیٰ ۸۷/۱۵)

اور اپنے رب کا نام لیا، پس نماز پڑھی۔

(۲۰۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَسَلَّمَ تَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ۔ ہے کہ نماز کی تحریمہ تکبیر ہے۔

(ابوداؤد، ترمذی صہ ۳ جلد اول، دارمی)۔

نماز کا طریقہ

نمازی رُو بقبلہ ہوکر نماز کی نیت کرکے تکبیر تحریمہ کہے۔

(۲۱۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيْرِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر سے نماز شروع کرتے تھے۔

(مسلم صہ ۱۹۴ جلد اول، مشکوٰۃ صہ ۷۵)

(۲۱۱) حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے، قبلہ کی طرف رُخ کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے۔

(ابن ماجہ صہ ۵۸ سند حسن، آثار السنن صہ ۸۱)

تکبیر تحریمہ کے وقت کانوں کے برابر ہاتھ اُٹھائے

اس سلسلہ میں متعدد احادیث وارد ہیں۔

(۲۱۲) حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا اُذُنَيْهِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر فرماتے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے یہاں تک کہ ان کو اپنے دونوں کانوں کے برابر لے جاتے۔

(مسلم صہ ۱۶۸ جلد اول، مشکوٰۃ صہ ۷۵)

(۲۱۳) حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی ایک مرفوع حدیث میں ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حَتّٰی یُحَاذِیَ بِھِمَا فُرُوْعَ أُذُنَیْہِ۔

یہاں تک کہ ان ہاتھوں کو اپنے کانوں کے اوپر والے کناروں کے برابر کرتے۔

(مسلم ص ۱۶۸ جلد اول و مشکوٰۃ ص ۷۵)

(۲۱۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں کے برابر بلند فرماتے۔

(بخاری صفحہ ۱۰۲ جلد اول، مسلم ص ۱۶۸ جلد اول، مشکوٰۃ ص ۷۵)

ف: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ان مختلف احادیث میں یوں تطبیق دی ہے کہ ہاتھ کی ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہوں اور انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر اور انگلیاں کانوں کے اوپر والے حصوں کے برابر ہوں۔" (نووی شرح مسلم صفحہ ۱۶۸ جلد اول)

علمائے احناف رحمہم اللہ نے بھی اس تطبیق کو پسند کیا ہے۔ علامہ قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

ھُوَ جَمْعٌ حَسَنٌ۔

کہ یہ اچھی تطبیق ہے۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۲۵۴ جلد ۲، بذل المجہود جلد ۲ شرح ابوداؤد)

عورت سینے کے برابر ہاتھ اٹھائے

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۱۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّیْتَ فَاجْعَلْ یَدَیْکَ حَذْوَ اُذُنَیْکَ وَالْمَرْأَۃُ تَجْعَلُ یَدَیْھَا حِذَاءَ ثَدْیَیْھَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تو نماز پڑھے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں کے برابر کیجئے اور عورت اپنے ہاتھ اپنی چھاتی کے برابر کرے۔

(طبرانی، کنز العمال صفحہ ۱۷۵ جلد ۳)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ۔ (ترمذی ص۳۴ ج۱، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۷۶) وقال الترمذی حدیث حسنٌ :

تو اپنے دائیں ہاتھ اپنا بایاں ہاتھ پکڑتے

(۲۲۰) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنَىٰ عَلَىٰ ذِرَاعِهِ الْيُسْرَىٰ فِي الصَّلٰوةِ۔

لوگ اس بات پر مامور تھے کہ نماز میں آدمی اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھے۔

(بخاری ص۱۰۲ ج۱، باب وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ فی الصلوٰۃ، موطا امام مالکؒ)

(۲۲۱) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَىٰ عَلَىٰ كَفِّهِ الْيُسْرَىٰ وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ۔ (نسائی ص۱۴۱ ج۱، ابوداؤد، مسند احمد)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ہتھیلی اور پہنچے اور بازو پر رکھا۔

ف : بعض ضعیف اور موقوف روایات میں ارسالِ یدین (ہاتھ چھوڑنے) کا ذکر ہے۔ محققین کے ہاں مذکورہ بالا صحیح مرفوع احادیث کے مقابلہ میں وہ حجت نہیں ہیں۔

(السعایہ صفحہ ۱۵۶ جلد ۱)

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے

(۲۲۲) قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَمِينَهُ عَلَىٰ شِمَالِهِ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ ص۳۹۰ جلد ۱)

حضرت وائل بن حجر رضؓ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ، اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن ص۹۰)

یہ حدیث مصنف ابن ابی شیبۃ کے متعدد نسخوں میں ہے۔ محدث قاسم بن قطلوبغا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تخریج احادیث الاختیار شرح المختار میں فرماتے ہیں۔

هٰذَا سَنَدٌ جَيِّدٌ کہ یہ سند عمدہ ہے۔

محدث ابوالطیب المدنی رحمۃ اللہ علیہ شرح ترمذی میں لکھتے ہیں۔

هٰذَا حَدِيْثٌ قَوِيٌّ مِنْ حَيْثُ السَّنَدِ کہ یہ حدیث سند کے لحاظ سے قوی ہے۔

شیخ محمد عابد السندھی المدنی رح طوالع الانوار شرح درمختار میں فرماتے ہیں۔

رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ۔ کہ اس حدیث کے راوی ثقہ، قابل اعتماد ہیں۔

الغرض ان ائمہ محدثین نے اس حدیث کی توثیق کی ہے۔ (بذل المجہود شرح ابوداؤد ص۲۳ ج۲ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ص۲۱۴ جلد اول، آثار السنن ص۹۱)۔

اس کی تائید و استشہاد کے درجہ میں درج ذیل روایات و آثار بھی ہیں۔

(۲۳) خلیفۂ راشد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں۔

مِنْ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ وَضْعُ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ ناف کے نیچے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا نماز کی سنت ہے۔

(مسند امام احمد ص۱۱۱ ج۱، مصنف ابن ابی شیبۃ ص۳۹۱ ج۱، دار قطنی ص۲۸۶ ج۱، سنن بیہقی ص۳۱ ج۲)

(۲۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں۔

وُضِعَ الْكَفُّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھا جائے۔

(ابوداؤد برادیۃ الاعرابی)

علامہ علاؤالدین الماردینی ابن الترکمانی رح نے بھی محدث ابن حزم ظاہری کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی ہے، ملاحظہ ہو۔ (الجوہر النقی علی البیہقی ص۳۱ جلد۲ طبع مصر)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۲۲۵) حضرت ابو مجلزؒ تابعیؒ فرماتے ہیں۔

يَضَعُ بَاطِنَ يَمِيْنِهٖ عَلٰى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهٖ وَيَجْعَلُهُمَا اَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ۔

نمازی اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھے اور دونوں کو ناف سے نیچے رکھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ صفحہ ۳۹۱ جلد اول)

اس کی سند جید ہے۔ (الجوہر النقی علی البیہقی ص ۳۱ ج ۲، حافظ ابوبکر مالکیؒ نے بھی التمہید میں ابو مجلزؒ کا مذکورہ مسلک نقل کیا ہے۔ (الجوہر النقی ص ۳۱ جلد ۲)

(۲۲۶) حضرت ابراہیم نخعی تابعیؒ فرماتے ہیں۔

يَضَعُ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔

نمازی نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔

(مصنف ابن شیبۃ ص ۳۹۱ ج ۱)

اس کی سند حسن ہے۔ (آثار السنن ص ۹۱)

(۲۲۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ثَلَاثٌ مِّنْ اَخْلَاقِ النُّبُوَّةِ تَعْجِيْلُ الْاِفْطَارِ وَتَاْخِيْرُ السُّحُوْرِ وَوَضْعُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔

تین باتیں اخلاقِ نبوت سے ہیں۔ روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا، سحری کھانے میں تاخیر کرنا، نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

(محلی ابن حزم تعلیقاً، الجوہر النقی ص ۳۲ جلد ۲ علی البیہقی)

ف ۱: بعض روایات میں ناف یا سینہ پر ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے۔ لیکن محدثین کرام کے ہاں وہ سب روایات متکلم فیہ ہیں اور ضعیف ہیں۔ (آثار السنن ص ۸۴-۸۸)

ف ۲: اس پر سب علماء کا اتفاق ہے کہ عورت نماز میں اپنے سینے پر ہاتھ باندھے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَاتفقوا علیٰ انّ السنّۃ لھن وضع الیدین علی الصدر لانہ استر لھا.

(السعایہ شرح شرح وقایہ ص ۱۵۶ جلد دوم)

ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ عورتوں کے لیے سینے پر ہاتھ رکھنا مسنون ہے کیونکہ یہ صورت ان کے لئے زیادہ باعثِ ستر و پردہ پوشی ہے۔

شیخ حلبیؒ المتوفی ۹۵۶ھ نے بھی اس مسئلہ پر اتفاق و اجماع نقل کیا ہے۔

(کبیری صفحہ ۳۰۱)

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ پڑھنا

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

(۲۲۸) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ. (طور ۵۲/۴۸)

اور جب آپ کھڑے ہوں تو اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجئے۔

ضحاک تابعیؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نماز کے قیام میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ پڑھا جائے۔

(سُنن سعید بن منصور، مصنف ابن ابی شیبۃ، ابن جریر، ابن المنذر، السعایہ ۱۶۱ جلد ۲، تفسیر درمنثور صفحہ ۱۲۰ جلد ۶)۔

(۲۲۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ بِاللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوتے، تکبیر فرماتے پھر یہ دُعا پڑھتے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

(ابوداؤد ص ۱۱۹/۱۲۰، ترمذی ص ۳۲/۱۲، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۱۰۸، مسند احمد)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس حدیث کی سند قوی ہے، محدث الہیثمی الزوائد صفحہ ۲۶۵ جلد ۲ پر لکھتے ہیں،

رِجَالُ اَحْمَدَ ثِقَاتٌ — مسند احمد کے راوی ثقہ اور معتمد ہیں۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحیح الاسناد (نصب الرایۃ مع الحاشیۃ ص ۳۲۱ ج ۲)

محدث طیبی شافعی فرماتے ہیں، اِسْنَادٌ حَسَنٌ۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۲۷۸ ج ۲)

(۲۳۰) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

(دار قطنی وطبرانی)

اس کی سند قوی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے، تو تکبیر کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اے اللہ! میں آپکی تسبیح وتحمید کہتا ہوں آپ کا نام بابرکت ہے اور آپکی بزرگی برتر ہے اور آپ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں ہے

(مغنی ابن قدامہ حنبلی ص ۵۱۸ ج ۱، دار قطنی ص ۱۱۳ ج ۱، نصب الرایہ ص ۳۲۰ جلد اول)

(۲۳۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو یہ دعا پڑھتے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

(ترمذی ص ۳۳ ج ۱، ابوداؤد ص ۱۲ ج ۱، ابن ماجہ)۔

ابوداؤد کی سند حسن ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۲۷۸ ج ۲، طیبی)۔

(۲۳۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ۔ (طبرانی، نصب الرایہ صہ ۳۲۲ جلد ۱)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو یہ دُعا پڑھتے تھے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ۔

اس مضمون کی مرفوع حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (بیہقی)

(۲۳۳) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ بھی یہی دُعا پڑھتے تھے، بعض اوقات لوگوں کی تعلیم کی غرض سے یہ دُعا اُونچی آواز سے پڑھتے تھے۔

إِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَجْهَرُ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یہ کلمات بُلند آواز سے پڑھتے تھے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ۔

(مسلم صہ ۱۷۲ جلد اوّل منقطعًا باب حجۃ من قال لا یجہر بالبسملۃ، دار قطنی صہ ۲۹۹ جلد ۱، طحاوی) اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن صہ ۹۳)۔

(۲۳۴) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی یہی دُعا پڑھتے تھے۔ ابُو وائل رح کہتے ہیں۔

كَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ يُسْمِعُنَا ذٰلِكَ۔ (دار قطنی صہ ۳۰۲ جلد اول)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو ہمیں سُنا کر یہ دُعا پڑھتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس کی سند حسن ہے۔ (آثار السنن صہ ۹۳)

(۲۳۵) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی یہ دُعا پڑھتے تھے۔

(السعایہ صہ ۱۶۰ جلد ۲، سنن سعید بن منصور، المنتقی لابن تیمیہ)

(۲۳۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہ دُعا پڑھتے تھے۔

(ابن المنذر، المنتقی لابن تیمیہ، البیہقی کذا فی السعایہ صہ ۱۶۰ جلد دوم)

ف: بعض صحیح احادیث میں کچھ اور دُعائیں بھی مروی ہیں، جیسے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ اھ

لیکن خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل بالخصوص لوگوں کی تعلیم کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے اسے جہر سے پڑھنا اس بات کی واضح علامت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر عمل یا آخری عمل سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھنے کا تھا۔ لہٰذا یہ دُعا راجح اور افضل ہے۔ (المنتقی لابن تیمیہ، فتح القدیر لابن الہمام رح ۲۵۲/۱ ج)

تعوذ امام اور منفرد نے قرأت پڑھنی ہے، اس لئے وہ ثناء کے بعد قرأت سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھیں۔

(۲۳۷) ارشادِ ربانی ہے۔

فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط (النحل ۱۶/۹۸)	پس جب آپ قرآن مجید پڑھنے لگیں تو مردود شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیں۔

(۲۳۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ ..... ثُمَّ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوتے تکبیر کہتے ..... پھر اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھتے۔

(ابوداؤد ص۱۲۰ ج۱، ترمذی، مشکوٰۃ ص۱۰۸، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد، بیہقی)

مسند احمد میں اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ہے۔ (السعایہ ص۱۶۶ ج۲)

(۲۳۹) حضرت جُبَیر بن مُطعِم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ ..... اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

(ابن ماجہ ص۵۹ باب الاستعاذہ فی الصلوٰۃ، مشکوٰۃ ص۷۵)

حضرت جُبَیر بن مُطعِم رضؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب کہ آپ نے نماز شروع کی تو آپ نے پڑھا ..... اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

ف: تعوّذ کے مختلف الفاظ احادیث میں مروی ہیں، سب درست ہیں۔

تسمیہ

حضرت نُعَیم فرماتے ہیں:

(۲۴۰) صَلَّيْتُ خَلْفَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثُمَّ قَرَأَ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

(نسائی ص۱۴۲ ج۱ باب قراءۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

حضرت نُعَیم تابعیؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرۃ رضؓ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی پھر فاتحہ پڑھی جب آپ نے نماز کا سلام پھیرا تو فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم سب سے میری نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہ ہے۔

یہ حدیث صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، بیہقی، دارقطنی اور طحاوی میں بھی ہے۔ محدث حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ ۔ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(نصب الرایہ صہ ۳۲۴ جلد ۱)

(۲۴۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِیْ صَلٰوتِہٖ۔ (دار قطنی صہ ۳۰۲ جلد اول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے تھے۔

وَقَالَ الدارقطنی اسنادہٗ لا بَاْسَ بِہٖ۔

ف : تسمیہ بالاخفاء کی حدیثیں جن کی تفصیل آگے آرہی ہے وہ بھی قرارت تسمیہ کی دلیل ہیں۔

تعوذ اور تسمیہ کا آہستہ پڑھنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۴۲) اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ رض کَانُوْا یَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ (سورۃ فاتحہ) سے نماز شروع فرماتے تھے۔

(بخاری ص ۱۰۳ ج ۱، مشکوٰۃ صہ ۷۹، باب مایقرأ بعد التکبیر)

ف : تعوذ و تسمیہ کا نماز میں پڑھنا تو اوپر احادیث سے ثابت ہو چکا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تعوذ و تسمیہ جہر سے نہیں پڑھتے تھے بلکہ یہ آہستہ پڑھتے تھے۔ البتہ جہری نماز میں فاتحہ جہر سے پڑھتے تھے۔

(۲۴۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رض، حضرت عمر رض حضرت عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی میں نے ان میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے نہیں سنا۔

(بخاری ص۱۰۱ ج۱، مسلم ص۱۶۲ ج۱)

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ تسمیہ جہر سے نہیں پڑھتے تھے بلکہ وہ آہستہ پڑھی جاتی تھی جیسا کہ احادیث ذیل سے واضح ہے۔

(۲۴۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم کی دوسری روایت میں ہے۔

فَكَانُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا يَذْكُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فِيْ اَوَّلِ قِرَاءَةٍ وَلَا فِيْ اٰخِرِهَا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض اور حضرت عثمان اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے قرأت شروع فرماتے تھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نہ قرأت کے شروع میں پڑھتے تھے اور نہ اس کے آخر میں۔

(مسلم ص۱۷۲ جلد اول)

(۲۴۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی مرفوع حدیث نسائی، مسند احمد، صحیح ابن حبان اور دار قطنی میں ان الفاظ سے مروی ہے۔

فَكَانُوْا لَا يَجْهَرُوْنَ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رض، حضرت عمر رض، حضرت عثمان رض بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جہر سے نہیں پڑھتے تھے۔

(۲۴۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نسائی ص۱۴۴ جلد اول، ابن حبان اور طحاوی کی ایک روایت میں ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْهُمْ يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضؓ حضرت عمر رضؓ حضرت عثمان رضؓ میں سے کسی ایک کو بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جہر سے پڑھتے نہیں سنا۔

(۲۴۷) یہی حدیث طبرانی اور حلیہ ابونعیم میں ان الفاظ سے مروی ہے۔

وَكَانُوْا يُسِرُّوْنَ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضؓ، حضرت عمر رضؓ حضرت عثمان رضؓ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھتے تھے۔

ان تمام حدیثوں کے راوی ثقہ ہیں۔ (نصب الرایہ صہ ۳۲۷/۱ ج، ۳۲۹/۱ ج)

(۲۴۸) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ سَمِعَنِيْ اَبِيْ وَاَنَا اَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ اَيْ بُنَيَّ اِيَّاكَ وَالْحَدَثَ ..... قَالَ وَصَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِيْ بَكْرٍ رضؓ وَمَعَ عُمَرَ رضؓ وَمَعَ عُثْمَانَ رضؓ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْهُمْ يَقُوْلُهَا۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضؓ فرماتے ہیں میرے والد صاحب نے مجھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے سنا تو فرمایا اے میرے بیٹے بدعت سے بچو ..... اور فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضؓ، حضرت عمر رضؓ اور حضرت عثمان رضؓ کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں نے ان میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے نہیں سنا۔ (یعنی جہر سے پڑھتے نہیں سنا)

(ترمذی صہ ۳۲ ج۱ باب الجہر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نسائی صہ ۱۴۴ ج۱ باب ترک الجہر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط ابن ماجہ صہ ۵۹، طحاوی صہ ۱۱۹ جلد اول)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہ حدیث حسن ہے۔ (ترمذی ج ۱ ص ۳۳، نصب الرایہ ص ۳۳۲ جلد اول)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں:

حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَالْعَمَلُ عَلَیْهِ عِنْدَ اَکْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْبَکْرٍ رض وَعُمَرُ رض وَعُثْمَانُ رض وَعَلِیٌّ رض وَغَیْرُهُمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِیْنَ وَبِهٖ یَقُوْلُ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَابْنُ الْمُبَارَکِ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ لَا یَرَوْنَ اَنْ یَّجْهَرَ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالُوْا وَیَقُوْلُهَا فِیْ نَفْسِهٖ۔

یہ حدیث حسن ہے۔ صحابہ رض و تابعین رح میں سے اکثر اہل علم کا عمل اس حدیث پر ہے۔ ان میں سے خلفائے راشدین حضرت ابوبکر رض، حضرت عمر رض، حضرت عثمان رض، حضرت علی رض اور دیگر حضرات بھی ہیں۔ سفیان ثوری رح، عبداللہ بن مبارک رح، امام احمد رح، اسحٰق بن راہویہ رح بھی اس کے قائل ہیں، یہ سب حضرات بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے جہر کے قائل نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ نمازی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اپنے دل میں کہے، یعنی آہستہ کہے۔

(۲۴۹) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّکْبِیْرِ وَالْقِرَاءَةَ بِاَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تکبیر سے اور قرارت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے شروع کرتے تھے۔

(مسلم صفحہ ۱۹۴ جلد اول، بیہقی، مشکوٰۃ ص ۷۵)

(۲۵۰) (۲۵۱) حضرت ابووائل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کَانَ عُمَرُ رض وَعَلِیٌّ رض لَا یَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّأْمِیْنِ۔ (طحاوی ص ۱۲۰ جلد اول)

حضرت عمر رض، حضرت علی رض بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور تعوذ اور آمین جہر سے نہیں کہتے تھے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۲۵۴) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ اَنَّهٗ كَانَ يُخْفِيْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْاِسْتِعَاذَةَ وَرَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ ص۳۶ ج۲، زجاجۃ المصابیح ص۲۵۵ ج۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور تعوذ اور ربنا لک الحمد آہستہ پڑھتے تھے۔

ف : بعض احادیث میں نماز میں جہر سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کا ذکر ہے۔ محققین نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔

۱ مذکورہ بالا صحیح احادیث سے منسوخ ہیں۔

۲ سند کے لحاظ سے اخفاء والی حدیثیں راجح ہیں۔

۳ بعض اوقات لوگوں کو بتلانے کے لئے کہ اس مقام پر یا اس وقت یہ چیز پڑھی جارہی ہے۔ اخفاء والے اُمور میں قدرے جہر کر دیا جاتا تھا۔

چنانچہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں کبھی کبھی ایک آیت ہمیں سنانے کے لئے جہر سے پڑھتے تھے۔

وَيُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ اَحْيَانًا۔

(بخاری ج۱ باب اذا اسمع الامام الآیۃ، مسلم ص۱۸۵ ج۱، باب القراءت فی الظہر)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اہل بصرہ کی تعلیم و اطلاع کے لیے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ الخ کا جہر ثابت ہے۔ (مسلم ص۱۶۲ جلد اول باب حجۃ من قال لایجہر بالبسملۃ)

اسی طرح مذکورہ بالا صحیح حدیث اور خلفائے راشدینؓ کے مسلسل عمل کے قرینے سے تسمیہ کا جہر بھی کبھی کبھار لوگوں کی تعلیم و اطلاع کے لئے تھا۔

(الناسخ والمنسوخ ص۵۶ للعلامۃ الحازمی، نصب الرایہ ص۳۶۱ جلد اول، معارف السنن شرح ترمذی ص۳۶۸ جلد دوم)

ف : اپنے دَور کے بے بدل محدث جمال الدین زیلعیؒ نے چالیس صفحات پر بسم اللہ کے مسئلہ کی نہایت مفصل، مدلل، محقق بحث کی ہے۔ ملاحظہ ہو:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۲۲ الی ص ۳۶۳ ج ۱)۔

امام جب نماز میں فاتحہ پڑھے اس کے ساتھ سورت بھی ملائے

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۵۳) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھتے تھے۔

(بخاری ص ۱۰۵ ج ۱ باب القراءۃ فی الظہر، مسلم ص ۱۸۵ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۷۹)

منفرد فاتحہ پڑھے اس کے ساتھ اور قراءت بھی کرے

(۲۵۴) حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

إِذَا قُمْتَ فَتَوَجَّهْتَ إِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَبِمَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَقْرَأَ.

جب تو نماز کے لئے کھڑا ہووے اور قبلہ کی طرف رُخ کرے تو تکبیر کہہ، پھر فاتحہ پڑھ اور جو اللہ چاہے تو قرآن پڑھے۔

(ابوداؤد ص ۱۳۱ ج ۱ باب من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود)

یہ حدیث مسند احمد صفحہ ۴۰ ۳ جلد ۴ میں ان الفاظ سے مروی ہے۔

إِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا شِئْتَ. (نصب الرایہ ص ۳۶۴ ج ۱)

جب تو قبلہ رُخ ہووے تو تکبیر کہہ پھر فاتحہ پڑھ پھر تو جو چاہے قرآن پڑھ۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مقتدی امام کی قرأۃ کے وقت خاموش رہے امام کی قرأۃ مقتدی کی قرأۃ ہے

(۲۵۵) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (الاعراف ۲۰۴)

اور جب قرآن مجید پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگایا کرو اور خاموش رہا کرو تاکہ تم پر رحمت ہو۔

اس آیتِ کریمہ کے شانِ نزول کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، کہ یہ آیت خطبہ و وعظ میں نازل ہوئی یا مطلق قرارت کے سلسلے میں اتری یا نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔ راجح قول یہ ہے کہ یہ نماز کے متعلق نازل ہوئی ہے چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّهَا نَزَلَتْ فِي الصَّلٰوةِ الْمَفْرُوْضَةِ۔ (کتاب القراءۃ ص۳ امام بیہقیؒ)

یہ مذکورہ آیت فرض نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

درج ذیل صحابہؓ و تابعین سے مروی ہے کہ یہ آیت نماز کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت ابنِ مسعودؓ (تفسیر ابنِ جریر ص۱۰۲ جلد ۹) حضرت ابوہریرہؓ (دار قطنی) حضرت عبداللہ بن مُغَفَّلؓ (تفسیر ابن مردویہ) حضرت مجاہدؒ (بیہقی) حضرت ضحاکؒ، حضرت نخعیؒ حضرت قتادہؒ، حضرت شعبیؒ، حضرت سُدّیؒ، حضرت عبدالرحمٰن بن زیدؒ (تفسیر ابن کثیر ص۲۸۱ ج۲)

علامہ ابنِ تیمیہ حنبلیؒ نے اپنے فتاوے ص۱۴۳ جلد ۱، میں اور علامہ ابن قُدامہ حنبلیؒ نے اَلْمُغْنِی ج۱ ص۶۰۱ میں امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

اَجْمَعَ النَّاسُ عَلٰى اَنَّمَا نَزَلَتْ فِي الصَّلٰوةِ۔

اس پر لوگوں کا اجماع ہے کہ یہ آیت نماز کے متعلق نازل ہوئی۔

(نصب الرایہ ص۱۲ جلد ۲ مع الحاشیہ)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جمہور مفسرین نے بھی اِسی قول کو ترجیح دی ہے۔ تفسیر ابنِ جریر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر رُوح المعانی، تفسیر بیضاوی، تفسیر کشاف، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر ابوالسعود، تفسیر خازن وغیرہ میں اِسی قول کو راجح قرار دیا گیا ہے کہ آیت کا شانِ نزول نماز ہے۔

ظاہر ہے کہ نماز میں امام صاحب بالاِجماع قراءت کرتا ہے۔ قرآنِ مجید کی اس نصِ قطعی سے واضح ہوا کہ جب امام صاحب قراءت کرے، تو مقتدی پر لازم اور واجب ہے کہ وہ توجہ کرے اور خاموش رہے۔ اِسْتَمِعُوْا اور اَنْصِتُوْا امر کے صیغے ہیں، اور علماء اُصول کے قول کے مطابق مطلق امر وُجوب کے لئے آتا ہے۔

احادیثِ نبویہ و آثارِ صحابہؓ نے اس مسئلہ کو کھول کر بیان کیا ہے کہ نماز میں امام صاحب کا فریضہ قراءت کرنا اور مقتدی کا فریضہ خاموش رہنا ہے۔

(۲۵۶) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا۔

لِيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا	کہ تم میں سے ایک تمہارا امام بنے، جب وُہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو.....
وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا۔	.....اور جب وُہ قرآن پڑھے تو تم خاموش رہو۔

(مسلم ص۱۷۴ جلد اول، باب التشہد فی الصلوٰۃ)

امام مسلم اس حدیث کی صحت کا اظہار کرتے ہیں، بلکہ اس پر اصرار کرتے ہیں اور مشائخ وقت کا اجماع نقل کرتے ہیں۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

اِنَّمَا وَضَعْتُ هٰهُنَا مَا اَجْمَعُوْا عَلَيْهِ۔	کہ میں نے یہاں (صحیح مسلم میں) صرف اُس حدیث درج کی ہے جس پر مشائخ کا اجماع ہے۔

(مسلم ص۱۷۴ باب التشہد فی الصلوٰۃ)

درجِ ذیل محدثین و فقہاء بھی اس حدیث کی صحت کے قائل ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

امام احمد بن حنبلؒ (مسند احمد ج۲ ص۳۸۶، تنوع العبادات ص۸۶ لابن تیمیہ) امام نسائیؒ (بحوالہ فتح الملہم ج۲ ص۲۲ وحاشیہ نصب الرایہ ص۱۵ جلد۲) مفسر ابن جریرؒ (تفسیر ابن جریرؒ ص۱۱۰ جلد۹) علامہ ابن حزم ظاہری (محلی ص۲۱۰ جلد۳) محدث منذریؒ (بحوالہ عون المعبود ص۲۳۵ جلد اول) مفسر ابن کثیر شافعیؒ (تفسیر ابن کثیر ص۲۸۰ جلد۲) امام بخاریؒ کے استاذ امام اسحٰق بن راہویہؒ (بحوالہ تنوع العبادات ابن تیمیہ) حافظ ابن حجر شافعیؒ (فتح الباری ج۲ ص۲۱ شرح بخاری) علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ (مغنی ص۶۰۵ جلد اول) علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ (بحوالہ نفحۃ العنبر ص۷۹) علامہ ابن تیمیہ حنبلی (فتاویٰ ابن تیمیہ ص۴۱۲ جلد۲ وتنوع العبادات ص۸۶) علامہ عینی حنفیؒ (عمدۃ القاری ص۵۶ جلد۳ شرح بخاری) اہلحدیث کے راہنما علامہ نواب صدیق حسن خانؒ (بحوالہ عون المعبود ص۳۲۳ جلد۱ شرح ابوداؤد) اس حدیث کی صحت کے مزید حوالوں کے لئے فتح الملہم شرح مسلم جلد۲ ص۲۲، معارف السنن شرح ترمذی ج۳ ص۲۳، نصب الرایہ مع الحاشیہ ص۱۵ جلد۲، فصل الخطاب علامہ انور شاہ کشمیریؒ ص۲۰، احسن الکلام ص۱۲۳ جلد اول محقق العصر علامہ محمد سرفراز خان صفدر صاحب ملاحظہ فرمائیں۔

(۲۵۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا

(نسائی ج۱ ص۱۰۲، ابن ماجہ، ابوداؤد، مصنف ابن ابی شیبۃ، مسند امام احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ امام اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرآن پڑھے تو تم خاموش رہو۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ امام مسلم فرماتے ہیں۔

هُوَ عِنْدِيْ صَحِيْحٌ۔ (مسلم ص۱۷۴ جلد اول)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اہل حدیث کے راہ نما شیخ نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں۔

وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مِمَّا ثَبَتَ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَنِ وَصَحَّحَهٗ جَمَاعَةٌ مِنَ الْاَئِمَّةِ۔ (دلیل الطالب ص۲۹۴)

یہ حدیث اہلِ سنن کے نزدیک ثابت ہے اور ائمہ حدیث کی ایک جماعت نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

دراصل مذکورہ بالا صحیح حدیثیں قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" کی تفسیر و شرح ہیں۔ چنانچہ اسی حقیقت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے امام نسائیؒ نے تاویل قولہٗ عزوجل "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فاستمعوا لَهٗ وانصتوا لعلکم ترحمون" کا عنوان اور باب قائم کر کے حضرت ابوہریرہ رضؓ کی محررہ بالا حدیث ذکر کی ہے۔ (سنن نسائی ص۱۴۶ ج۱)

(۲۵۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَرَاَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا۔ (کتاب القراءۃ للبیہقیؒ ص ۹۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام قرآن پڑھے تو تم خاموش رہو۔

اس کے راوی ثقہ ہیں۔ (احسن الکلام ص ۱۳۴ جلد اول)

ان مرفوع صحیح صریح احادیث سے واضح ہوا کہ نماز با جماعت میں قرارت صرف امام صاحب کا وظیفہ و فریضہ ہے مقتدیوں کا وظیفہ اور فریضہ سکوت و خاموشی ہے۔ پھر آیت و احادیث میں امر کا صیغہ ہے، (وَاَنْصِتُوْا) علماء اصول کی تصریح کے مطابق مطلق امر وجوب کے لیے آتا ہے لہٰذا جب امام صاحب قرآن پڑھے تو مقتدی پر لازم و واجب ہے کہ وہ خاموش رہے۔

(۲۵۹) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کا امام ہو تو امام کی قرارت اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اَلْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ۔ شخص کی قرارت ہے۔

یہ حدیث تقریباً چالیس سندوں سے مروی ہے۔ اس کی اکثر سندیں معلول ہیں۔ بعض سندیں صحیح، قوی اور معتبر ہیں۔

پہلی قوی سند امام بخاریؒ کے اُستاذ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اس کو اپنی سند سے روایت کیا ہے (مسند امام احمد صفحہ ۳۳۹ جلد ۳) اس سند کے متعلق حافظ شمس الدین ابن قدامہؒ حنبلیؒ لکھتے ہیں۔

هٰذَا اِسْنَادٌ صَحِيْحٌ مُتَّصِلٌ يہ سند صحیح متصل ہے اور اس کے تمام رِجَالُهٗ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ۔ راوی ثقہ اور لائق اعتماد ہیں۔

(شرح مقنع للکبیر برحاشیہ المغنی صـ۱۱ جلد ۲ طبع بیروت)

دوسری قوی سند امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کے استاذ محدث ابوبکر بن ابی شیبہؒ نے اپنی سند سے اس کو مصنف ابن ابی شیبہؒ صـ ۳۷۰ جلد ۱ میں روایت کیا ہے اس سند کے متعلق علامہ ماردینیؒ الجوہر النقی صـ ۱۵۹ جلد ۲ علی البیہقی پر لکھتے ہیں۔

هٰذَا سَنَدٌ صَحِيْحٌ یہ سند صحیح ہے۔

تیسری قوی سند امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے اُستاد محدث احمد بن منیعؒ اپنی سند سے اس کو روایت کرتے ہیں۔ (مسند احمد بن منیع)

محقق ابن الہمامؒ اس سند کے تمام راویوں کی توثیق نقل کر کے لکھتے ہیں۔

صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔ یہ مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(فتح القدیر شرح ہدایہ صـ ۲۹۵ جلد ۱)

چوتھی قوی سند امام مسلمؒ کے اُستاذ عبد بن حمیدؒ نے اپنی مسند میں یہ حدیث روایت کی ہے جس کے بارے میں مفسر محمود آلوسی بغدادیؒ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لکھتے ہیں :-

عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ {تفسیر روح المعانی پ ۹ ص ۱۵۱} یہ سند صحیح مسلم کی شرط پر ہے۔

پانچویں قوی سند امام محمدؒ نے اپنی کتاب مؤطا ص ۹۸ میں یہ حدیث صحیح سند سے روایت کی ہے۔ (فتح القدیر شرح ہدایہ ص ۲۹۵ ج ۱)

نیز یہ حدیث قوی سند سے کتاب الآثار امام محمدؒ، کتاب الآثار امام ابو یوسفؒ کتاب القرارت للبیہقی، طحاوی وغیرہ میں بھی مروی ہے۔

بہر حال حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ مرفوع صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ امام صاحب کی قرارت مقتدی کے لیے کافی ہے، مقتدی کو الگ قراءت کرنے کی ضرورت نہیں۔ دراصل اس حدیث میں ایک مسلّمہ اصول وضابطہ کی طرف رہنمائی فرمائی گئی ہے۔ وہ اصول یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی فرد یا جماعت یا ادارہ کا نمائندہ ہو تو نمائندہ کی بات اس شخص یا جماعت یا ادارہ کی بات تسلیم کی جاتی ہے جس نے اسے نمائندہ قرار دیا ہے۔ تمام دنیا کے عقلاء اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں۔ دنیا بھر کے سفارتی، عدالتی اور تجارتی نظام اسی پر چل رہے ہیں۔ قرآن مجید نے بھی اسی اصول کی طرف اشارہ کیا ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے قاصد و نمائندہ کی حیثیت سے بارگاہِ رسالت میں قرآن مجید پڑھاتے اور پہنچاتے ہیں۔ پورا قرآن مجید تقریباً تئیس سال میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں پڑھا اور پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے اپنے نمائندہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اس ساری قرارت کو اپنی قرارت قرار دیتے ہوئے جمع متکلم کا صیغہ ارشاد فرمایا۔

فَاِذَا قَرَاْنٰهُ (القیامۃ ۱۸/۷۵) پس جب ہم قرآن کو پڑھیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید اور حدیث شریف کے بتلائے ہوئے اصول کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مطابق امام صاحب کی حقیقی قرارت مقتدی کی حکمی قرارت ہے اور اس کے لئے کافی ہے، اُسے خود قرارت کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۲۶۰) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضِ وفات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز کے درمیان آپ دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے اور امام بنے، حضرت ابوبکرؓ مکبر بنے۔ آگے حدیث کے الفاظ ہیں۔

وَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْقِرَاءَۃِ مِنْ حَیْثُ کَانَ بَلَغَ اَبُوْ بَکْرٍؓ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے قرارۃ شروع کی، جہاں تک ابوبکرؓ پہنچ چکے تھے۔

(ابن ماجہ صـ۸۸)

مسندِ احمد صفحہ ۲۰۹ جلد اوّل کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

فَقَرَأَ مِنَ الْمَکَانِ الَّذِیْ بَلَغَ اَبُوْ بَکْرٍ مِنَ السُّوْرَۃِ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت کے اس حصے سے قرارت شروع کی جہاں تک ابوبکرؓ پہنچ چکے تھے۔

مسند احمد و ابنِ ماجہ کی سندیں قوی ہیں۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری ج۲ صـ۲۶۹ باب الوصایا)

اس قوی حدیث کا متبادر مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ رکعت قرارت فاتحہ کے بغیر ادا ہوئی۔ ذخیرۂ احادیث میں اس رکعت کے اعادہ کا کہیں ذکر نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کے اس آخری عمل سے معلوم ہوا کہ مقتدی کی نماز قرارتِ فاتحہ کے بغیر صحیح ہے۔ امام بخاریؒ ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

اِنَّمَا یُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ فَالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (بخاری ج۱ صـ۹۶)

یعنی آنحضرتؐ کا جو آخری عمل ہوتا ہے اُسی پر عمل کیا جاتا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آگے اس سلسلہ میں چند موقوف آثار ذکر کئے جاتے ہیں۔

(۲۶۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مَنْ صَلّٰی رَکْعَةً لَمْ یَقْرَأْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ یُصَلِّ اِلَّا وَرَاءَ الْاِمَامِ۔

(ترمذی ص۱۱۲ باب ماجاء فی ترک القراءۃ خلف الامام، مؤطا امام مالکؒ ص۶۸)۔

جس شخص نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس نے نماز نہیں پڑھی مگر امام کے پیچھے۔ (یعنی امام کے پیچھے نماز بدون فاتحہ درست ہے)۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ (ترمذی ص۸۰ جلد اول)

اس سے معلوم ہوا کہ لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ کا حکم امام و منفرد کے لئے ہے مقتدی اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ اس کی نماز فاتحہ کے بغیر درست ہے۔

(۲۶۲) (۲۶۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اتباعِ سنت میں بہت ہی مشہور ہیں، آپ کا قول و عمل صحیح سند سے یوں مروی ہے۔

اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَؓ قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ خَلْفَ الْاِمَامِ فَحَسْبُهٗ قِرَاءَةُ الْاِمَامِ وَاِذَا صَلّٰی وَحْدَهٗ فَلْیَقْرَأْ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا یَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں جب تم میں سے کوئی ایک امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرارت اسکے لیے کافی ہے اور جب اکیلے نماز پڑھے تو ضرور قرارت پڑھے اور خود حضرت ابن عمرؓ امام کے پیچھے قرآن نہیں پڑھتے تھے۔

(مؤطا امام مالک ص ۶۹، دارقطنی ص۱۵۴ جلد اول)

اس کی سند صحیح ہے۔ (نصب الرایہ مع الحاشیہ ص۱۲ج۲)

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قول و فعل دو حدیثوں پر مشتمل ہے۔

(۲۶۴) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ صحابی کا ارشاد ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْءٍ ۔ (مسلم ص۲۱۵ ج۱ باب سجود التلاوۃ، نسائی ص۱۱۱ جلد اول)

امام کے ساتھ کسی بھی نماز میں کسی قسم کی قراءت نہیں ہے۔

اس صحیح حدیث میں ہر قسم کی نماز میں جہری ہو یا سِرّی مقتدی کے لئے قراءت کی نفی ہے جو فاتحہ اور سورت سب کو شامل ہے۔

(۲۶۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (۲۶۶) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۶۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

لَا یُقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْءٍ مِنَ الصَّلَوٰتِ۔

کسی بھی نماز میں امام کے پیچھے قرآن نہ پڑھا جائے۔

(طحاوی ص۱۲۹ جلد اول، مصنف ابن شیبۃ ص ۳۷۶ جلد اول نحوہ)

اسکی سند صحیح ہے۔ (نصب الرایہ مع الحاشیہ ص۱۲ جلد دوم)

(۲۶۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرارت خلف الامام کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

سَیَکْفِیْکَ قِرَاءَۃُ الْاِمَامِ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ ص۳۷۶ ج۱، ومسند عبدالرزاق ص۱۳۸ ج۲)

امام کی قرارت تیرے لیے ضرور کافی رہے گی۔

علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؛

رِجَالُہٗ مُوَثَّقُوْنَ۔

اس کے راوی ثقہ اور قابلِ اعتماد ہیں۔

(مجمع الزوائد ص۱۱۱ جلد دوم)

یہ حدیث صحیح سند سے موطا امام محمد ص ۹۶؛ طحاوی ص۱۲۹ جلد اول میں بھی مروی ہے۔ (نصب الرایہ مع الحاشیہ ص۱۲ جلد دوم)

(۲۶۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا۔

اَقْرَأُ وَالْاِمَامُ بَیْنَ

امام میرے آگے ہو تو کیا میں اس کے پیچھے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یَدَیَّ قَالَ لَا۔ (طحاوی ص۱۲۹ ج۱) قرآن پڑھ سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا! نہیں۔
اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن ص۱۱۶)

(۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) حضرت موسیٰ بن عقبہؒ تابعی فرماتے ہیں۔

اِنَّ اَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رضی اللہ عنہم کَانُوْا یَنْهَوْنَ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْاِمَامِ۔

حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ امام کے ساتھ قرآن پڑھنے سے منع کرتے تھے۔

(مسند عبدالرزاق ص۱۳۹ ج۲ مرسل قوی بحوالہ عمدۃ القاری شرح بخاری ص۱۳ ج۶ باب وجوب القراءۃ للامام ام)

(۲۷۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

مَنْ قَرَأَ مَعَ الْاِمَامِ فَلَیْسَ عَلَی الْفِطْرَةِ۔

جس شخص نے امام کے ساتھ قرآن پڑھا وہ فطرت (سنت) پر نہیں ہے۔

(مسند عبدالرزاق ص۱۳۸ ج۲، مرسل قوی، مصنف ابن ابی شیبۃ ص۳۷۶ ج۱ دارقطنی، طحاوی، عمدۃ القاری ص۱۳ ج۶)

(۲۷۴) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

وَدِدْتُ اَنَّ الَّذِیْ یَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْ فِیْهِ حَجَرٌ۔

جو شخص امام کے پیچھے قرآن پڑھتا ہے۔ مجھے پسند ہے کہ اس کے منہ میں پتھر ہو۔

(مسند عبدالرزاق ص۱۳۸ ج۲، موطا امام محمد ص۹۸، عمدۃ القاری ص۱۳ ج۶)

(۲۷۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لَیْتَ الَّذِیْ یَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ مُلِئَ فُوْهُ تُرَابًا۔

جو شخص امام کے پیچھے قرآن پڑھتا ہے، کاش کہ اس کا منہ مٹی سے بھر جائے۔

(مسند عبدالرزاق ص۱۳۸ جلد ۲، طحاوی، عمدۃ القاری ص۱۳ ج۶)

(۲۷۶) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وَدِدْتُ اَنَّ الَّذِیْ یَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْ فِیْهِ جَمْرَةٌ۔

جو شخص امام کے پیچھے قرآن پڑھتا ہے، مجھے پسند ہے کہ اس کے منہ میں انگارہ ہو۔

(موطا امام محمد ص۹۸، جزء القراءۃ ص۱۱ للامام بخاریؒ، عمدۃ القاری ص۱۳ ج۶، مصنف ابن ابی شیبۃ ص۳۷۶ ج۱)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علامہ عبدالحیؒ لکھنویؒ "السعایہ" ص ۲۹۹ جلد ۲ اور "التعلیق الممجد" ص ۱۰۲ پر فرماتے ہیں۔

"مذکورہ آثار سے مقصود تہدید ہے۔ یعنی ڈرانا دھمکانا"

جیسا کہ متعدد صحیح حدیثوں میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت سے نماز نہ پڑھنے والوں کے گھروں کو آگ میں جلا دینے کی دھمکی دی۔

فَاُحَرِّقُ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ۔ میں ان پر ان کے گھروں کو جلا دوں۔

(بخاری ص ۸۹ جلد ۱، مسلم ص ۲۳۲ ج ۱، مشکوٰۃ باب الجماعت) ص ۹۵ ج ۱

اسی طرح مذکورہ بالا آثار میں صحابہ کرامؓ نے بھی قرأت خلف الامام سے ممانعت کے سلسلہ میں شدید عنوان اختیار فرمایا ہے، حقیقت مقصود نہیں، بلکہ محض ڈرانا دھمکانا اور ناگواری کا اظہار مقصود ہے۔

ف: حضرت عُبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع صحیح حدیث ہے۔

لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَاب۔ (صحاح ستہ) کہ اس شخص کی نماز نہیں ہے جس نے فاتحہ نہیں پڑھی۔

بظاہر اس قسم کی عام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتدی پر سورہ فاتحہ کا پڑھنا لازم ہے۔ محققین نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔

جواب ۱: بے شک یہ حدیث عام ہے۔ لیکن دلائل و قرائن کی بنا پر عام کی تخصیص کا قانون سب کے ہاں مُسلّم ہے۔ قرآن و حدیث میں تخصیص عام کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے۔

ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ۔ (الملک ۱۶/۶۷) کیا تم اس ذات سے بے خوف ہو جس کی حکومت آسمان میں بھی ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں مَنْ کا لفظ عام ہے، لیکن اس سے مراد صرف ذات باری ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ارشادِ ربانی ہے۔

اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ — تم سے پہلے لوگ محض اسلئے ہلاک ہوئے کہ

(بخاری ص۱۰۰۳ ج۲)

اس حدیث میں مَنْ کا لفظ عام ہے، اور مراد خاص ہے، یعنی گنہگار لوگ۔

اِسی طرح "لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ" اگرچہ عام ہے۔ مگر مذکورہ بالا آیتِ کریمہ اور صحیح احادیث و آثار کے قرینہ سے اس عام میں تخصیص ہے۔ اس سے مراد منفرد اور امام ہیں، مقتدی اس سے مستثنیٰ ہے۔

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی شرح میں امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

مَعْنٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اِذَا كَانَ وَحْدَهٗ۔ (ترمذی ص۴۲ ج۱، باب ماجاء فی ترک القراءۃ خلف الامام)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ کا مقصد یہ ہے کہ جب تنہا نماز پڑھے تب فاتحہ ضروری ہے۔ یعنی مقتدی کو یہ حدیث شامل نہیں۔

امام ابوداؤدؒ نے سُفْيَان بن عُيَيْنَةؒ سے یہی تشریح نقل کی ہے۔

قَالَ سُفْيَانُ لِمَنْ يُصَلِّيْ وَحْدَهٗ۔ (ابوداؤد ص۱۲۶ باب من ترک القراءۃ فی الصلوٰۃ)

کہ یہ حدیث منفرد کے بارے میں ہے۔ مقتدی کو شامل نہیں۔

جواب ۲ اور اگر حدیث لَاصَلٰوةَ کو عام رکھا جائے اور کہا جائے کہ یہ مقتدی کو بھی شامل ہے تو پھر آیتِ کریمہ فَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ اھ اور حدیث مَرْفُوْع مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ کی دلالت سے قرارت کو عام تسلیم کرنا ہوگا۔ کہ قرارت حقیقی ہو یا حکمی، مقتدی کے لئے آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور صحیح حدیث وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا کی وجہ سے قراءت حقیقی تو ممنوع ہے۔ لیکن صحیح حدیث مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ کی بنا پر قراءت حکمی اس کے لئے کافی وافی ہے۔ ؎

فاتحہ کے بعد آمین کہنا

حضرت اَبُوہُرَیْرَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرْفُوْع حدیث ہے،

(۲۷) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔

(بخاری صـ۱۰۸ جلد اول و باقی صحاح ستہ، مشکوٰۃ صـ۷۹)

آمین آہستہ کہنا چاہیئے

حضرت عطاء تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

(۲۸) اٰمِیْنَ دُعَاءٌ۔ آمین دُعا ہے۔

(بخاری صـ۱۰ جلد اول)۔

اور دُعا کا اُصول و قاعدہ اخفاء ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

(۲۹) اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً ۭ (الاعراف ۵۵/۷) عاجزی کے ساتھ اور آہستہ اپنے رب سے دُعا کرو۔

دوسرے مقام پر ارشاد رحمانی ہے۔

(۳۰) اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا۔ (مریم ۱۹/۳) جب کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے رب کو آہستہ پکارا۔

؎ حاصل یہ ہے کہ قرأت دو قسم کی ہے، حقیقی اور حکمی، حقیقی قرارت تو مقتدی کے لئے منع ہے اور حکمی قرارت اس کی طرف سے حاصل ہے، جو کافی وافی ہے۔ ۱۲ ف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مشہور مفسر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ شافعی المسلک ہونے کے باوجود آمین آہستہ کہنے کے مسئلہ میں حنفیہ کے موافق و ہمنوا ہیں۔ اور اس موافقت کی وجہ یہ ہے کہ قرآنِ مجید سے حنفیہ کا استدلال بہت قوی اور صحیح ہے۔

قَالَ ابُوحنیفة رحمه الله تَعَالٰی اخفاء التامین افضل وقال الشافعی رحمه الله تعالٰی اعلانه افضل واحتج ابوحنیفة رحمه الله تعالٰی علی صحة قوله قال فی قوله امین وجهان احدهما انه دعاء والثانی انه من اسماء الله تعالٰی فان کان دُعَاءً وَجَبَ اخفائه لِقوله تعالٰی اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً وان کان اسمًا من اسماء الله تعالٰی وجب اخفائه لقوله تعالٰی وَاذْکُرْ رَبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیفَةً فان لم یثبت الوجوب فلا اقل من الندبیة ونحن بهذا القول نقول۔

(تفسیر کبیر جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۱، طبع مصر)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آہستہ آمین کہنا افضل ہے اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس کا اظہار کرنا افضل ہے۔ امام ابوحنیفہ رح نے اپنے قول کی صحت پر یوں استدلال کیا ہے کہ آمین میں دو وجہیں ہیں پہلی یہ کہ وہ دُعا ہے اور دوسری یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے پس اگر آمین دُعا ہے تو واجب ہے کہ آہستہ پڑھی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم اپنے رب کو عاجزی سے اور آہستہ پکارو اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہو تب بھی اس کا اخفا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور ذکر کر اپنے رب کا اپنے دل میں عاجزی سے اور ڈرتے ہوئے، سو اگر وجوب ثابت نہ ہو تو استحباب سے کیا کم ہوگا اور ہم بھی اسی قول کے قائل ہیں۔

(۲۸) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

فَرَفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِالتَّکْبِیْرِ (رکہ غزوۂ خیبر سے واپسی پر ..... لوگوں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِرْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّکُمْ تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا قَرِیْبًا وَھُوَ مَعَکُمْ الخ

نے بلند آواز سے تکبیر کہی، اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگو! اپنے آپ پر رحم کرو، تم بہری اور غائب ہستی کو تو نہیں پکار رہے ہو، بلکہ تم تو اس ہستی کو پکار رہے ہو، جو قریب ہے سننے والی ہے اور تمہارے ساتھ ہے۔ (لہٰذا تمہاری پکار و دعا آہستہ ہونی چاہیئے)

یہ حدیث بخاری شریف کے متعدد ابواب میں مروی ہے۔ ملاحظہ ہو، کتاب الجہاد، صہ ۶۰۵ جلد ۲، کتاب الدعوات، کتاب القدر، کتاب التوحید اور مسلم صہ ۳۴۶ جلد ۲ کتاب الذکر، ابوداؤد، ترمذی، مسند احمد۔

(۲۸۲) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ الذِّکْرِ الْخَفِیُّ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے کہ سب سے بہتر ذکر وہ ہے جو آہستہ ہو۔

(مسند احمد ج ۱ ص ۱۷۲، و ج ۱ ص ۱۸۰ و ابن حبان و البیہقی فی شعب الایمان)۔

امام جلال الدین سیوطی الشافعیؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے۔ (الجامع الصغیر ص ۸ ج ۲)

علامہ عزیزیؒ فرماتے ہیں۔ اس کی سند صحیح ہے۔ (السراج المنیر ص ۲۶۲ ج ۲، طبع مصر)

ایک حدیث میں ہے۔

خَیْرُ الدُّعَاءِ الْخَفِیُّ۔

کہ سب سے بہتر دعا آہستہ دعا ہے۔

(صحیح ابن حبان، فتح الملہم صہ ۵۲ جلد ۲ شرح مسلم)۔

قرآن و حدیث کی ان ہدایات کی روشنی میں دعا کا اصول و ادب اخفا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

البتہ جہاں پر شارح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے دُعا کے جہر کی تعیین کر دی جائے تو وہاں پر جہر ہی مطلوب ہوگا۔

(۲۸۳) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَأَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْن وَ اَخْفٰی بِھَا صَوْتَہٗ۔

(ترمذی ج۱ ص۳۴، ابوداؤد طیالسی، دار قطنی، مستدرک حاکم، مسند احمد، مسند ابویعلیٰ، طبرانی، کتاب القرارت للحاکمؒ)

حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی جب غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ پڑھا تو فرمایا آمین اور اس میں اپنی آواز کو پوشیدہ کیا۔

محدث حاکمؒ فرماتے ہیں، اس کی سند صحیح ہے۔ صحیح الاسناد (نصب الرایہ ص ۳۶۹ جلد اول، عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۵۰ جلد ۶)

(۲۸۴) حضرت سَمُرہ بن جُندُب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّہٗ حَفِظَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَکْتَتَیْنِ سَکْتَۃً اِذَا کَبَّرَ وَسَکْتَۃً اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَۃِ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۔

(ابوداؤد ص۱۲ جلد اول باب السکتۃ عند الافتتاح، ابن ماجہ، مسند دارمی نحوہ، مشکوٰۃ ص۷۵)

حضرت سَمُرہ بن جندبؓ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سکتے یاد کئے ہیں۔ ایک جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ فرماتے دوسرا جب آپؐ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کی قرارت سے فارغ ہوتے۔

اس کی سند قوی ہے"۔ علامہ قاریؒ مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۲۸۰ ج ۲ پر لکھتے ہیں۔

قَالَ ابن حجر رواہ ابوداؤد

ابن حجرؒ فرماتے ہیں اسکی سند حسن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وسندہ حسنٌ بل صحیحٌ۔ بلکہ صحیح ہے۔

اس قوی مرفوع حدیث میں دو سکتوں کا ذکر ہے۔ پہلا سکتہ ثناء و دعا کے لئے تھا اور دوسرا سکتہ آمین کے لئے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ص۲۸۰ جلد۲)

(۲۸۵) حضرت ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لَمْ یَکُنْ عُمَرُ رضی اللہ عنہ وَعَلِیٌّ یَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِآمِیْنَ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اور آمین میں جہر نہیں کرتے تھے۔

(تہذیب الآثار لابن جریرؒ، شرح معانی الآثار للطحاویؒ ج۱ ص۱۵۱، عمدۃ القاری شرح بخاری ص۵۲ ج۶)

(۲۸۶) خلیفۂ راشد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

اَرْبَعٌ یُخْفِیْهِنَّ الْاِمَامُ اَلتَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاٰمِیْنَ وَاَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ۔

امام صاحب کو چار چیزیں آہستہ کہنی چاہئیں۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور آمین اور اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ۔

(کنز العمال ج۲ ص۲۴۹، محلّٰی ابن حزم، فتح الملہم شرح مسلم ص۲۵۲ ج۲، معارف السنن شرح ترمذی ص۴۱۳ ج۲)

(۲۸۷) حضرت ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کَانَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ لَا یَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّاْمِیْنِ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور تعوذ اور آمین جہر سے نہیں کہتے تھے۔ (بلکہ آہستہ کہتے تھے)۔

(مجمع الزوائد ج۲ ص۱۰۸، طبرانی کبیر، معارف السنن ج۲ ص۴۱۳)

(۲۸۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

یُخْفِی الْاِمَامُ ثَلٰثًا اَلتَّعَوُّذُ

امام صاحب کو تین چیزیں آہستہ کہنی چاہئیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۱ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الخ ۲ بِسْمِ اللّٰهِ الخ ۳ آمین ۴ وَاٰمِيْنَ۔ (محلی ابن حزم، تعلیقًا۔ فتح الملہم شرح مسلم صہ ۵۲ جلد ۲)۔

(۲۸۹) حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ تابعی فرماتے ہیں۔

اَرْبَعٌ يُخْفِيْهِنَّ الْاِمَامُ اَلتَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَسُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَاٰمِيْنَ

امام نماز میں چار چیزیں آہستہ کہتا ہے اعوذ باللہ الخ اور بسم اللہ الخ اور سبحانک اللّٰھم الخ اور آمین۔

(کتاب الآثار امام محمدؒ صہ ۱۶، مسند عبدالرزاق ج ۲ صہ ۸۶ بسند صحیح، نصب الرایہ، صہ ۳۲۵ جلد اول، عمدۃ القاری شرح بخاری صہ ۵۲ جلد ۶، مصنف ابن ابی شیبۃ صہ ۱۱۴ جلد اول)

مفسر طبریؒ فرماتے ہیں۔ آمین بالجہر اور آمین بالاخفاء دونوں ثابت ہیں، لیکن آمین بالاخفاء راجح ہے، وجہ ترجیح یہ ہے۔

اِذْ كَانَ اَكْثَرُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ عَلٰى ذٰلِكَ

کیونکہ اکثر صحابہؓ و تابعینؒ اسی اخفاء پر عمل پیرا تھے۔

(الجوہر النقی علی البیہقی صہ ۵۸ جلد دوم)۔

ف : بعض احادیث میں آمین بالجہر کا ذکر ہے۔ محققین نے مذکورہ بالا دلائل اور احادیث و آثار کے قرینہ سے مختلف توجیہات لکھی ہیں۔

۱ بعض اوقات لوگوں کی تعلیم کے لیے جہر کیا گیا تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ اس مقام پر آمین کہی جاتی ہے۔ درج ذیل احادیث سے اس توجیہ کی تائید ہوتی ہے۔

(۲۹۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ اٰمِيْنَ حَتّٰى يَسْمَعَ مَنْ يَلِيْهِ مِنَ الصَّفِّ الْاَوَّلِ۔ (ابوداؤد ج ۱ صہ ۱۴۲، ابن ماجہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمین فرماتے یہاں تک کہ پہلی صف میں جو لوگ آپ کے قریب ہوتے وہ سنتے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۲۹۱) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

فَقَالَ اٰمِیْن مَا اَرَاہُ اِلَّا یُعَلِّمُنَاہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (جہر سے) آمین فرمایا میرے خیال میں آپ ہمیں تعلیم دینا چاہتے تھے (اس لئے جہر کیا)۔

(کتاب الاسماء والکنی صہ ۱۹۷ جلد اول۔ للحافظ ابی بشر الدولابی)۔

یہ حدیث مذکورہ توجیہ کی واضح دلیل ہے۔

حافظ ابن قیم حنبلیؒ زاد المعاد میں فرماتے ہیں، عہدِ نبوت میں مقتدیوں کی اطلاع کے لیے قابلِ اخفاء اُمور کا بعض اوقات جہر کیا جاتا تھا۔

وَمِنْ ھٰذَا اَیْضًا جَھْرُ الْاِمَامِ بِالتَّامِیْن۔

اور انہی اُمور میں سے امام صاحب کا جہر سے آمین کہنا بھی ہے۔ انتہیٰ

جیسا کہ پہلے تسمیہ کے مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے کہ لوگوں کی اطلاع و تعلیم کے لئے قابلِ اخفاء اُمور کا جہر و اظہار بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ مثلاً ظہر یا عصر کی نماز میں قرأت کا جہر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

(بخاری صہ ۱۰۵ جلد اول و صہ ۱۷۱ و مسلم صہ ۱۸۵ جلد اوّل)

خلیفۂ راشد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ جہر سے پڑھنا۔

(مسلم صہ ۱۷۲ جلد اول)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا نمازِ جنازہ میں (بغرض دُعا) فاتحہ جہر سے پڑھنا۔

(نسائی صہ ۲۸۱ جلد اوّل)

حضرت ابوہریرہؓ کا اَعُوْذُ بِاللّٰہ جہر سے پڑھنا۔ (کتاب الام صہ ۹۳ جلد اول امام شافعیؒ)

تو آمین کا جہر بھی اسی باب میں داخل ہے۔

(فتح الملہم شرح صحیح مسلم صہ ۵۲ ج ۲، معارف السنن شرح جامع ترمذی صہ ۴۰۶ جلد دوم)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دوسری توجیہ یہ ہے کہ جہر کی احادیث بیانِ جواز پر محمول ہیں یا ابتدائی دور پر محمول ہیں۔ آخری دور کا عمل اور راجح عمل آہستہ کا اخفار ہے۔ جیسے حضرت عمر رضؓ، حضرت علی رضؓ، حضرت ابن مسعود رضؓ اور جمہور صحابہ رضؓ و تابعین رحؒ نے اختیار کیا ہے۔

رکوع میں جاتے وقت تکبیر کہنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۹۲) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے، تو تکبیر کہتے جب قیام فرماتے پھر تکبیر کہتے، جب رکوع فرماتے۔

(بخاری صہ ۱۰۹ جلد اول و مسلم، مشکوٰۃ صہ ۷۶ جلد اوّل)

رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت رفع یدین نہیں ہے۔

ارشادِ ربانی ہے۔

(۲۹۳) قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ (المؤمنون ۱، پ ۱۸)

بلاریب وہ اہلِ ایمان کامیاب ہوئے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ خَاشِعُوْنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

مُخْبِتُوْنَ مُتَوَاضِعُوْنَ لَا يَلْتَفِتُوْنَ يَمِيْنًا وَّلَا شِمَالًا وَّلَا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ ۝

عاجزی و تواضع کرنے والے نہ دائیں بائیں التفات کرتے ہیں اور نہ نماز میں اپنے ہاتھ اُٹھاتے ہیں۔

(تفسیر ابنِ عباس رضؓ صہ ۲۱۲)

(۲۹۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِيْ اَرَاكُمْ رَافِعِيْ اَيْدِيْكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں باہر تشریف لائے تو فرمایا، کیا بات ہے میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے ہاتھ اُٹھائے ہوئے ہو، گویا کہ وہ ہاتھ سرکش گھوڑوں کی دُم ہیں، نماز میں سکون اختیار کرو۔ (رفعیدین نہ کرو)۔

(مسلم ص۱۸۱ جلد اول۔ باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ، ابوداؤد، نسائی، مسند امام احمد، طحاوی)

یہ صحیح مرفوع قولی حدیث اس بات پر نص ہے کہ نماز کے دوران رفعیدین ممنوع ہے۔ اس کے مقابلے میں سکون واجب ولازم ہے۔ "فِي الصَّلٰوةِ" کا لفظ تکبیر تحریمہ سے سلام تک کو شامل ہے، تکبیر تحریمہ تو نماز کا آغاز ہے، پھر اس میں رفعیدین متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ بالاجماع وہ اس ممانعت سے خارج اور مستثنیٰ ہے۔ اس کے بعد رکوع وغیرہ ہر مقام کی رفع یدین کو یہ ممانعت شامل ہے۔

(۲۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ اَلَا اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنے تلامذہ کو نماز کی عملی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں۔ پھر آپؓ نے نماز پڑھی اور صرف پہلی دفعہ (تکبیر تحریمہ کے وقت) رفعیدین کی۔

(ترمذی ج۱ ص۳۵، ابوداؤد ج۱ ص۱۱۶، باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع، نسائی ج۱ ص۱۶۱، محلی ابن حزم ظاہری ج۴ ص۸۸، دار قطنی، بیہقی، مصنف ابن ابی شیبۃ، مؤطا امام محمد، مسند احمد، طحاوی۔)

یہ حدیث حسن ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔ (ترمذی ص۳۵ جلد اوّل)

علامہ ابن حزم ظاہری نے اس کو صحیح کہا ہے۔

حافظ ابن حجر شافعیؒ لکھتے ہیں۔

وَهٰذَا الْحَدِيْثُ حَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَزْمٍ۔ (التلخیص الحبیر علی شرح المہذب ج۱ ص۲۷۴ طبع مصر)۔	یہ حدیث، امام ترمذیؒ نے اسے حسن کہا ہے اور علامہ ابن حزم نے اسے صحیح کہا ہے۔

(۲۹۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ..... وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ لَا يَرْفَعُهُمَا۔	حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے ..... اور جب رکوع کا ارادہ فرماتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے تو رفع یدین نہ کرتے۔

(صحیح ابوعوانہ ص۹۰ جلد دوم و مسند حمیدی ص۲۷۷ جلد۲)۔

محدث اَبُوعَوَانَہؒ امام مسلمؒ کے شاگرد ہیں۔ اپنی تصنیف "صحیح ابوعوانہ" میں صحیح مسلم پر تحقیقی کام کیا ہے۔ صحیح مسلم کی احادیث کی مزید سندیں جمع کی ہیں۔ (بستان المحدثین ص۹۵، ۹۸)

اور امام حُمَیْدِیؒ حضرت امام بخاریؒ کے شیخ و استاذ ہیں۔ (بستان المحدثین ص۲۲۳)۔

الغرض دونوں بزرگ عظیم محدث اور ثقہ ہیں ان کی روایت کردہ مذکورہ بالا حدیث صحیح ہے، اور ترک رفع یدین پر صریح اور واضح دلیل ہے۔

مندرجہ ذیل احادیث اگرچہ متکلم فیہ ہیں تاہم درجہ استشہاد و تائید میں پیش کی جاسکتی ہیں۔

(۲۹۷) حضرت بَرَاء بن عازِب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلٰى قَرِيْبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آغازِ نماز کی (تکبیرِ تحریمہ) کہتے تو اپنے کانوں کے قریب تک رفع یدین فرماتے پھر نہیں لوٹتے تھے (رفع یدین نہیں کرتے تھے۔)

(ابوداؤد ص ۱۱۶ جلد اول، طحاوی، دارقطنی، مصنف ابن ابی شیبۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۹۸) قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہم فَلَمْ يَرْفَعُوْا أَيْدِيَهُمْ إِلَّا عِنْدَ اسْتِفْتَاحِ الصَّلٰوةِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخینؓ صرف نماز کے شروع (تکبیرِ تحریمہ) میں رفع یدین فرماتے تھے۔

(دارقطنی، بیہقی، کامل ابن عدی)

(۲۹۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا۔ (ابوداؤد ص ۱۱۶ جلد اول، نسائی، ترمذی)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو اچھی طرح رفع یدین فرماتے۔

اس حدیث میں صرف تحریمہ والی رفعیدین کا ذکر ہے۔ رکوع کی رفعیدین کا ذکر نہیں ہے۔ اسی لیے امام ابوداؤدؒ نے "باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع" میں یہ حدیث ذکر کی ہے۔

(۳۰۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے۔

تُرْفَعُ الْأَيْدِيْ فِيْ سَبْعَةِ

سات مقامات پر ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(رفع یدین کیا جاتا ہے، جب نماز کے لیے کھڑا

مَوَاطِنَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاِذَا رَاَى الْبَيْتَ وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَفِي جَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ وَعِنْدَ الْجِمَارِ۔

ہو اور جب بیت اللہ کو دیکھے، کوہ صفا پر، اور کوہ مروہ پر مزدلفہ میں، عرفات میں، جمرات کے پاس۔

اگر نماز میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع میں رفع یدین ہوتی تو ضرور اُسے بھی ذکر کیا جاتا۔

یہ حدیث ابن عباسؓ سے مرفوعاً بھی مروی ہے اور موقوف بھی۔

مرفوع حدیث طبرانی، جزء رفع الیدین امام بخاریؒ ص۲، مسند بزار، مستدرک حاکم، بیہقی، میں ہے اور موقوف حدیث مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۷ جلد اول، مسند بزار میں ہے۔

وابن ابی شیبہ کی موقوف حدیث حسن ہے۔ (معارف السنن ص ۹۵ جلد ۲)

(۲۰۱) نیز یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً اور موقوف دونوں طرح مروی ہے، مرفوع حدیث جزء رفع الیدین امام بخاریؒ، مسند بزار، مستدرک حاکم، بیہقی میں ہے۔ اور موقوف حدیث مسند بزار میں ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

(نصب الرایہ ص ۳۹۰ ج ۱، ط ۳۹۱ ج ۱ للزیلعیؒ اور الدرایہ ص ۱۴۸ جلد اول للحافظ ابن حجرؒ)

(۲۰۲) حضرت عُبَادہ تابعیؒ سے روایت ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْ هُمَا فِيْ شَيْءٍ حَتّٰى يَفْرُغَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو ابتداء نماز میں رفع یدین فرماتے۔ پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ بھی رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

(الخلافیات للبیہقی، نصب الرایہ ص ۴۰۴ ج ۱، نیل الفرقدین ص ۱۲۴ للعلامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ معارف السنن ص ۹۶ ج ۲)۔

یہ حدیث مرسل جید ہے۔ (معارف السنن ص ۹۶ ج ۲، نیل الفرقدین ص ۱۲۴)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۳۰۳) حضرت اَسْوَدْ تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

رَأَیْتُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ أَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۶ ج۱، طحاوی ص۱۳۲ جلد اول)۔

میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ آپ نماز کی پہلی تکبیر (تکبیر تحریمہ) میں رفع یدین کرتے تھے۔ پھر نہیں کرتے تھے۔

اس کی سند صحیح ہے۔ حافظ ابن حجر شافعیؒ فرماتے ہیں۔

رِجَالُہٗ ثِقَاتٌ۔ (الدرایۃ ص۱۵۲ جلد اول)

محدث الماردینیؒ یہ حدیث محدث ابن ابی شیبہ کی سند سے نقل کر کے لکھتے ہیں:

صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔ (الجوہر النقی علی سنن البیہقی ص۷۵ جلد دوم طبع مصر)

علامہ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں۔

اِسْنَادٌ صَحِیْحٌ۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص۲۷۳ جلد ۵ طبع مصر)

امام طحاویؒ فرماتے ہیں:

حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ۔ (طحاوی ص۱۳۲ جلد اول)

(۳۰۴) اِنَّ عَلِیًّا کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ أَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ مِنَ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لَا یَرْفَعُ بَعْدُ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کی پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ اس کے بعد رفعیدین نہیں کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۶ ج۱، دار قطنی، موطا امام محمدؒ، جزء رفع الیدین للامام بخاریؒ، طحاویؒ ص۱۳۲ ج۱)

یہ حدیث بھی صحیح ہے۔ رِجَالُہٗ ثِقَاتٌ (الدرایۃ ص۱۵۲ جلد اول) اَیْضًا صَحِیْحٌ (نصب الرایہ ص۴۰۶ جلد اول)۔ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ (عمدۃ القاری ص۲۷۴ ج۵)

حضرت مجاہدؒ تابعی فرماتے ہیں۔

(۳۰۵) صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رضہ

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اَحْوَالٍ وَ اُحِیْلَتِ الصِّیَامُ ثَلٰثَۃَ اَحْوَالٍ

(ابوداؤد صـ۸۲ جلد اول باب کیف الاذان، مسند امام احمد ص ۲۴۶ ج ۵)

(آگے حدیث میں ان تین تبدیلیوں کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

اسلام کے ابتدائی دور میں تکبیر تحریمہ اور رکوع کے علاوہ بھی نماز کے ہر انتقال اور ہر تکبیر کے ساتھ رفعیدین کا عمل کیا جاتا تھا جس کی تفصیل یہ ہے۔

سجدہ میں رفعیدین امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ایک مستقل باب قائم کیا ہے۔

"باب رفع الیدین للسجود" سجدہ میں رفعیدین کا باب ص ۱۶۵ ج ۱

اور حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی یہ مرفوع حدیث لائے ہیں۔

(۳۱۰) اِنَّہٗ رَاٰی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَفَعَ یَدَیْہِ فِیْ صَلٰوتِہٖ اِذَا سَجَدَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ السُّجُوْدِ۔ (نسائی صـ۱۶۵ جلد اول)

حضرت مالک رضؓ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے جب سجدہ کیا اور جب سجدہ سے سر اٹھایا تو رفع یدین کیا۔

امام نسائیؒ پھر صـ۱۷۵ جلد اول پر دوبارہ "باب رفع الیدین عند الرفع من السجدۃ الاولیٰ" قائم کر کے حضرت مالکؓ کی مذکورہ بالا حدیث لائے ہیں۔

نسائی کی یہ حدیث صحیح ہے۔ (فتح الباری صـ۱۸۵ جلد دوم)

سجدہ میں رفع یدین درج ذیل احادیث سے بھی ثابت ہے۔

(۳۱۱) حضرت انسؓ کی مرفوع حدیث۔ (مسند ابویعلی، سند صحیح)

(۳۱۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مرفوع حدیث۔ (طبرانی، سند صحیح)

(۳۱۳) حضرت وائل بن حجرؓ کی مرفوع حدیث۔ (دارقطنی، سند صحیح)

(۳۱۴) حضرت ابن عباسؓ کی مرفوع حدیث۔ (نسائی)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۳۵) حضرت ابوہریرۃ کی مرفوع حدیث (ابن ماجہ)

دوسری رکعت کیطرف اُٹھتے وقت رفع یدین

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۶) وَاِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَیْنِ رَفَعَ یَدَیْهِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دو سجدوں سے کھڑے ہوتے تو رفعیدین کرتے۔

(ابوداؤد صہ۱۱۶ جلد اول، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند امام احمد)

امام احمدؒ اور امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(اوجز المسالک شرح موطا امام مالک صہ۲۰۰ جلد اول) یہ رفع یدین

(۳۷) حضرت ابن عباسؓ (۳۸) حضرت مالک بن حُوَیرِث کی صحیح احادیث سے بھی ثابت ہے۔ جو نسائی اور طحاوی میں مروی ہیں۔ (اوجز المسالک صہ۲۰۰ جلد اول)

تیسری رکعت کیطرف اُٹھتے وقت رفع یدین

امام بخاریؒ نے اس مسئلہ پر مستقل باب قائم کیا ہے۔

"باب رفع الیدین اذا قام من الرکعتین ہ

دو رکعت کے بعد اُٹھتے وقت رفع یدین کا باب۔

پھر اس کے تحت حضرت ابن عمرؓ کی یہ حدیث لائے ہیں۔ جو مرفوع بھی ہے اور موقوف بھی۔

(۳۹) اِنَّ ابْنَ عُمَرَؓ کَانَ ..... وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّکْعَتَیْنِ رَفَعَ یَدَیْهِ وَرَفَعَ ذٰلِکَ ابْنُ عُمَرَؓ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

(بخاری جزء ۱۲، طبع اصح المطابع، ابوداؤد)

حضرت ابن عمرؓ ..... جب دو رکعت سے کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ اور حضرت ابن عمرؓ نے اسکو بھی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے اور مرفوع بیان کیا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نیز یہ رفع یدین (۳۲۰) حضرت ابو حمید رضؓ کی مرفوع صحیح حدیث اور (۳۲۱) حضرت علی رضؓ کی مرفوع صحیح حدیث سے بھی ثابت ہے۔

نماز کی ہر تکبیر میں رفع یدین

(ابوداؤد باب افتتاح الصلوٰۃ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۲۲) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ مِنَ الصَّلٰوةِ۔ (مسند امام احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ہر تکبیر میں رفع یدین فرماتے تھے۔

(۳۲۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث جو حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ کی نماز کے متعلق ہے، اس میں بھی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا ذکر ہے۔

(ابوداؤد ص۱۱۵ جلد اول)

حاصل کلام

جس طرح ان مختلف مقامات کی رفع یدین صحیح احادیث سے ثابت ہونے کے باوجود ائمہ اربعہ کے ہاں دوسری صحیح احادیث کے قرینہ سے ابتدائی دور پر محمول ہے اور متروک و منسوخ ہے۔

اسی طرح رکوع والی رفعیدین بھی صحیح احادیث سے ثابت ہونے کے باوجود حنفیہ و مالکیہ محققین علماء اور محدثین و فقہاء کے ہاں مذکورہ بالا صحیح احادیث و آثار کی وجہ سے متروک ہے۔

بالخصوص صحیح مسلم کی قولی مرفوع صحیح حدیث اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ میں تو صراحۃً رفع یدین نہ کرنے کا حکم اور امر ہے۔

رکوع کرنا

ارشادِ رحمانی ہے۔

(۳۲۴) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا (الحج ۲۲/۷۷)

اے ایمان والو! رکوع کرو۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ نماز کی حقیقت اور رُوح اللہ تعالیٰ شانہٗ کی عظمت و کبریائی کا اظہار و اقرار اور اپنی بندگی و عاجزی کا اعتراف ہے۔

سر اُونچا رکھنا تکبر و برتری کی علامت ہے، اس کے برعکس سر جھکانا تواضع و خاکساری کی نشانی ہے۔ اس بندگی و تذلل کا سب سے بڑا مظہر رکوع و سجدہ ہیں۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع و سجود کو احسن طریقے سے ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

رکوع کی ہیئت و صورت

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۲۵) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهٗ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو اپنے سر کو نہ اونچا رکھتے اور نہ اُسے نیچے رکھتے لیکن اس کے درمیان رکھتے۔

(مسلم ص۱۹۴ جلد اول، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۷۵)

یعنی رکوع میں سر پشت کے برابر رہے نہ اس سے اُونچا ہو نہ نیچے۔

(۳۲۶) حضرت ابو حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ كَأَنَّهٗ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا وَوَتَرَ يَدَيْهِ فَنَحَّاهُمَا عَنْ جَنْبَيْهِ۔

(ترمذی ص۳۵ جلد اوّل، ابو داؤد ص۱۱۲ جلد ۱، باب افتتاح الصلوٰۃ، مشکوٰۃ ص۷۹)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا پس اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھے، گویا کہ ان کو پکڑے ہوئے ہیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کمانت کی مانند بنایا پس دونوں ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دُور رکھا۔

(۳۲۷) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِئُ صَلٰوةُ الرَّجُلِ حَتّٰى يُقِيْمَ ظَهْرَهٗ فِي الرُّكُوْعِ۔

(ابوداؤد ص۱۳۱ ج۱، ترمذی ص۳۶ ج۱، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ آدمی کی نماز کافی نہیں ہوتی، جب تک کہ رکوع میں اپنی پشت کو سیدھا برابر نہ رکھے۔

رکوع کی تسبیح

(۳۸) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْعَلُوْهَا فِيْ رُكُوْعِكُمْ۔

(ترمذی، ابوداؤد ص۱۲۳ ج۱، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۲)

حضرت عُقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب آیت فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ (اپنے عظیم رب کے نام کی تسبیح کرو) نازل ہوئی، رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا، اسکو اپنے رکوع میں رکھو۔ یعنی رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہہ کر اسکی تعمیل کرو۔

(۳۹) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَكَعَ اَحَدُكُمْ فَقَالَ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ رُكُوْعُهٗ وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ۔

(ترمذی ص۳۵ ج۱، ابوداؤد ص۱۳۶ ج۱، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۳)

رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی رکوع کرے اور رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہے تو اس کا رکوع مکمل ہوگیا اور یہ کمال کا اَدْنیٰ درجہ ہے۔

ف: رکوع و سجود میں تین بار تسبیح کہنا کمال کا ادنیٰ درجہ ہے۔ پانچ بار کہنا اوسط درجہ ہے۔ سات بار کہنا اعلیٰ درجہ ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ص۳۱۵ ج۲)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رکوع اطمینان سے ادا کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:۔

(۳۳۰) ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا (بخاری ج۱ ص۱۰۵، ومسلم ج۱ ص۱۷۰)

پھر اطمینان سے رکوع کیجئے۔

رکوع ناتمام کرنا بدترین چوری ہے

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۳۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً اَلَّذِيْ يَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز سے چوری کرتا ہے صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اپنی نماز سے کیسے چوری کرتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا، جو نماز کا رکوع وسجود پورا نہیں کرتا۔ وہ نماز کا چور ہے۔

(مسند امام احمد، مشکوٰۃ ص۸۳)

رکوع کے بعد تسمیع وتحمید کہنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۳۲) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (بخاری ج۱ ص۱۰۹)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

مقتدی صرف تحمید کہے

امام اور منفرد تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث کی بنا پر تسمیع وتحمید دونوں کہیں۔ لیکن مقتدی صرف تحمید کہے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درج ذیل حدیث سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

واضح ہوتا ہے۔

(۳۳۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو۔

(بخاری ص۱۰۱ جلد اول و مسلم ص۱۷۶ جلد اول، مشکوٰۃ ص۸۲)۔

سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے پھر ہاتھ رکھے

حضرت وائل بن حجر رضہ سے روایت ہے۔

(۳۳۴) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَیْهِ قَبْلَ یَدَیْهِ وَاِذَا نَهَضَ رَفَعَ یَدَیْهِ قَبْلَ رُكْبَتَیْهِ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے (زمین پر) رکھتے اور جب سجدہ سے اُٹھتے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے اُٹھاتے۔

(ابو داؤد ص۱۲۹، و ترمذی ص۳۶ جلد اول و نسائی و ابن ماجہ و مشکوٰۃ ص۸۲ و قال الترمذی ہذا الحدیث حسنٌ و قال الحاکم صحیحٌ علی شرط مسلم و صححہ ابن حبان (مرقات شرح مشکوٰۃ ص۳۲۴ جلد دوم طبع ملتان باب السجود و فضلہ والسعایۃ ص۱۹۳ جلد دوم)

نیز اس مضمون کی مرفوع قوی حدیث (۳۳۵) حضرت انس رضہ سے دار قطنی و بیہقی و مستدرک حاکم میں اور موقوف صحیح حدیث (۳۳۶) حضرت عمر رضہ کی مسند عبدالرزاق، ابن المنذر، طحاوی میں بھی مروی ہے۔ (معارف السنن شرح ترمذی ص۳۳ جلد ۳ وغیرہ)۔

ف: بعض مرفوع احادیث میں سجدہ میں جاتے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پر رکھنے کا ذکر ہے۔ محققین کے ہاں مذکورہ بالا حدیث کے قرینہ سے یہ حالت عذر پر محمول ہے۔ (معارف السنن شرح ترمذی صہ ۳۱ جلد ۳)

سجدہ کی فرضیت

ارشادِ ربانی ہے۔

(۳۳۷) وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝ (العلق ۹۶/۱۹) اور سجدہ کیجئے اور (خدا کا) قرب حاصل کیجئے۔

سجدہ انتہائی قربِ خداوندی کا ذریعہ ہے

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۳۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کو اپنے رب کا انتہائی قرب سجدہ کی حالت میں حاصل ہوتا ہے۔

(مسلم صہ ۱۹۱ جلد اول، مشکوٰۃ صہ ۸۴)

سجدہ کی ہیئت و آداب

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

(۳۳۹) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..... فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ ۝ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنی ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کرتے۔

(مسلم صہ ۱۷۳ جلد اول و مشکوٰۃ صہ ۷۵)

حضرت عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

(۳۴۰) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اچھی طرح کھول دیتے (پہلوؤں سے الگ رکھتے)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(بخاری و مسلم ص۱۹۲ جلد اول، مشکوٰۃ ص۸۳)

یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی۔

(۳۴۱) حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ کَفَّیْکَ وَارْفَعْ مِرْفَقَیْکَ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو سجدہ کرے تو اپنی ہتھیلیاں زمین پر رکھ۔ اور اپنی کہنیاں اٹھا۔

(مسلم ص۱۹۴ جلد اول، مشکوٰۃ ص۸۳)

سات اعضاء پر سجدہ کرنا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

(۳۴۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ عَلَی الْجَبْھَۃِ وَالْیَدَیْنِ وَالرُّکْبَتَیْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَیْنِ

(بخاری ص۱۱۲ جلد اول، مسلم ص۱۹۲ ج۱، مشکوٰۃ ص۸۳)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ میں اس بات کا مامور ہوں کہ سات اعضاء پر سجدہ کروں، پیشانی اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے اطراف پر، یعنی سجدہ اس طرح کیا جائے کہ یہ سات اعضاء زمین پر رکھے ہوں۔

سجدہ کی تسبیح

(۳۴۳) عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْھَا فِیْ سُجُوْدِکُمْ۔

(ترمذی، ابوداؤد ص۱۲۳ ج۱، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۳)

حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی (اپنے بلند پروردگار کی تسبیح کیجئے) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے اپنے سجدہ میں رکھو۔ یعنی سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہہ کر اس پر عمل کرو۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۳۴۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِذَا سَجَدَ فَقَالَ فِیْ سُجُوْدِہٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُہٗ وَذٰلِکَ اَدْنَاہُ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے اور اپنے سجدہ میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے تو اس کا سجدہ مکمل ہوگیا یہ کمال کا ادنیٰ درجہ ہے۔

(ترمذی ص۳۵ ج۱، ابوداؤد ص۱۳۶ ج۱، ابنِ ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۳)

رکوع وسجود وقومہ وجلسہ اطمینان سے ادا کرنا

(۳۴۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ثُمَّ ارْکَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاکِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِکَ فِیْ صَلٰوتِکَ کُلِّہَا۔

پھر اطمینان سے رکوع کیجئے، پھر سر اٹھائیے، یہاں تک کہ سیدھے برابر کھڑے ہوں، پھر اطمینان سے سجدہ کیجئے پھر سر اُٹھائیے یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر اپنی تمام نماز میں ایسا کیجئے۔

(بخاری ص۱۰۵ جلد اول، مسلم ص۱۷۶ جلد اول، مشکوٰۃ ص۷۵)۔

عورت کے سجدہ کی کیفیت

عورت کھل کر سجدہ نہ کرے، بلکہ اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملا کر سجدہ کرے۔

(۳۴۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی نماز کے متعلق ارشاد فرمایا۔

وَاِذَا سَجَدَتْ اَلْصَقَتْ بَطْنَہَا بِفَخِذَیْہَا کَاَسْتَرِ مَا یَکُوْنُ

عورت جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ اپنی رانوں سے ایسے طور پر چپکا لے کہ اس کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لَهَا۔ (کنز العمال ج۱۱، بیہقی، کامل ابن عدی) لئے زیادہ سے زیادہ پردہ کا موجب ہو۔

(۳۴۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے۔

إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَضُمَّ فَخِذَيْهَا۔ (کنز العمال) کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنی دونوں رانوں کو ملا لیا کرے۔

ان احادیث سے یہ اصول واضح ہوا کہ عورت کے لئے نماز کی وہ ہیئت مسنون ہے جو زیادہ سے زیادہ ستر اور پردہ پوشی کا موجب ہو۔ فقہاء اسلام نے اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر عورت اور مرد کی نماز کا باہمی فرق بیان کیا ہے۔

چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب ہدایہ صد ۹۲ جلد اول میں ہے:

وَالْمَرْأَةُ تَنْخَفِضُ فِي سُجُوْدِهَا وَتُلْزِقُ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا لِأَنَّ ذٰلِكَ أَسْتَرُ لَهَا۔ اور عورت اپنے سجدہ میں سمٹ جائے اور اپنا پیٹ اپنی رانوں سے ملا لے۔ کیونکہ یہ اس کے لیے زیادہ سے زیادہ پردہ کا موجب ہے۔

دو سجدوں کے درمیان بایاں پاؤں بچھا کر بیٹھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نماز کے سلسلے میں فرماتی ہیں۔

(۳۴۸) كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْرُشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا بایاں پاؤں بچھاتے تھے اور اپنا دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے۔

(مسلم ص۱۹۴ ج۱، مشکوٰۃ صد ۷۵)

(۳۴۹) حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

وَيَثْنِيْ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَقْعُدُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا بایاں پاؤں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عَلَيْهَا۔ (ابوداؤد باب افتتاح الصلوٰۃ ص۱۱۳ ج۱) موڑتے اور اس پر بیٹھتے تھے۔

دوسرے سجدہ سے اُٹھتے وقت پہلے ہاتھ پھر گھٹنے اُٹھانا

(۳۵۰) حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ سے اُٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے اُٹھاتے۔

(ابوداؤد ص۱۲۹ جلد اوّل، ترمذی ص۳۶ جلد اول، نسائی و ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۴)

دوسرے سجدہ کے بعد سیدھا کھڑا ہو جائے بیٹھے نہیں

(۳۵۱) حضرت ابوحُمید رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا، پھر تکبیر کہی، پس کھڑے ہوئے اور تورک نہیں کیا۔ یعنی دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھے نہیں۔

(ابوداؤد ص۱۱۴ جلد اوّل)

(۳۵۲) حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَانْتَهَضَ قَائِمًا۔

پس سجدہ کیا پھر تکبیر کہی پس سیدھے کھڑے ہوئے۔

(مسند امام احمد ص۳۴۳ جلد ۵ واسنادہ حسن)

(۳۵۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَائِمًا۔ (بخاری صہ ۹۸۶ جلد دوم باب اذا حنث ناسیا فی الایمان)

پھر اطمینان سے سجدہ کیجئے، پھر سر اٹھائیے یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو جائیے۔

(۳۵۴) حضرت نعمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَدْرَکْتُ غَیْرَ وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ السَّجْدَۃِ فِیْ اَوَّلِ رَکْعَۃٍ وَالثَّالِثَۃِ قَامَ کَمَا ھُوَ وَلَمْ یَجْلِسْ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ صہ ۳۹۵ جلد ۱ باسناد حسن)

میں نے بہت سے صحابہ کرام رضؓ کو پایا کہ جب وہ پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے سجدہ سے اپنا سر اٹھاتے تو اسی حالت میں کھڑے ہو جاتے اور بیٹھتے نہیں تھے۔

متعدد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عمل احادیث میں یہی منقول ہے کہ وہ دوسرے سجدہ کے بعد سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے اور جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے۔

اس سلسلہ میں (۳۵۵) تا (۳۶۱) حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ کی احادیث و آثار مصنف ابن ابی شیبۃ صہ ۳۹۴ جلد اول، نصب الرایہ صہ ۳۸۹ جلد اول، فتح القدیر صہ ۳۰۸ جلد اوّل میں ملاحظہ ہوں۔

حضرت مولانا عبدالحیؒ لکھنویؒ نے السعایۃ صہ ۲۱۱ جلد ۲ پر علامہ ابن تیمیہ حنبلیؒ کا قول نقل کیا ہے۔

اِنَّ الصَّحَابَۃَ اَجْمَعُوْا عَلٰی تَرْکِ جَلْسَۃِ الْاِسْتِرَاحَۃِ۔

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جلسہ استراحت کے ترک پر متفق ہیں۔

فائدہ: بعض احادیث میں جلسہ استراحت کا ذکر آیا ہے، مذکورہ بالا احادیث و شواہد کے قرینہ سے وہ حالت عذر (بڑھاپے وغیرہ) پر محمول ہے۔ علامہ ابن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قدامہ حنبلیؒ نے المغنی صـ۵۶۸ میں اور محدث ماردینی حنفیؒ نے الجوہر النقی صـ ۱۲۵ جلد ۲ میں اور دیگر اکثر محققینؒ نے یہی توجیہ کی ہے۔ بعض علماء نے اسے بیان جواز پر محمول کیا ہے۔

دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی مانند ادا کی جائے

(مرقات صـ ۲۵۷ ج ۲)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ایک رکعت کی مفصل کیفیت بیان کرنے کے بعد یہ الفاظ ہیں۔

(۳۶۲) ثُمَّ يَصْنَعُ فِي الْأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ۔ (ابوداؤد صـ۱۱۳ جلد اوّل، باب افتتاح الصلوٰۃ)

پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرے۔

دوسری رکعت میں ثناء اور تعوّذ نہیں ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۶۳) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اِسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَمْ يَسْكُتْ ۝

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دوسری رکعت کے لئے اُٹھتے تو، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سے قراءت شروع فرماتے تھے (اور ثناء وغیرہ کے لئے) خاموشی اختیار نہیں فرماتے تھے۔

(مسلم جـ۱ صـ۲۱۹، باب مایقال بین تکبیرۃ الاحرام والقراءۃ، مشکوٰۃ صـ۷۸)

دوسری رکعت میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۶۴) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأُوْلَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ سُوْرَتَيْنِ

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھتے تھے۔

(بخاری صـ۱۰۷ جلد اول، مسلم صـ۱۸۵ جلد اول، مشکوٰۃ صـ۷۹)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قعدہ کی ہیئت قعدہ کی ہیئت وصورت یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائے۔

(۳۶۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى۔ (مسلم ص ۱۹۴ ج ۱ مشکوٰۃ ص ۷۵)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے تھے اور اپنا بایاں پاؤں بچھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے۔

اس حدیث کا اطلاق وعموم دونوں قعدوں کو شامل ہے کہ مطلقاً ہر قعدہ میں دایاں پاؤں کھڑا رکھا جائے اور بایاں پاؤں بچھایا جائے۔

(۳۶۶) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

فَلَمَّا جَلَسَ يَعْنِيْ لِلتَّشَهُّدِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى .... وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى۔	پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشہد کے لیے بیٹھے تو اپنا بایاں پاؤں بچھا دیا.... اور اپنا دایاں پاؤں کھڑا کیا۔

(ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی ص ۳۸ جلد اول)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (ترمذی ص ۳۸ جلد اول)

(۳۶۷) حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَإِذَا رَفَعْتَ فَاقْعُدْ عَلٰى فَخِذِكَ الْيُسْرٰى۔	جب تو سجدہ سے سر اٹھائے تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ۔

(ابوداؤد ص ۱۳۲ جلد اول، مسند امام احمد ص ۳۴۰ جلد ۴)

قاضی شوکانی رح نیل الاوطار میں فرماتے ہیں:

لَا مَطْعَنَ فِيْ إِسْنَادِهٖ۔	اس حدیث کی سند پر کوئی اعتراض نہیں ہے،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۳۶۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

اِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلٰوةِ اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَ تُثْنِيَ الْيُسْرٰى۔ (بخاری ص۱۱۴ ج۱، باب سنۃ الجلوس فی التشہد)

نماز کی سُنّت یہی ہے کہ تو اپنا دایاں پاؤں کھڑا کرے اور بایاں پاؤں موڑ دے۔

یہ حدیث نسائی ص ۱۷۳ جلد اول میں صحیح سند سے ان الفاظ سے مروی ہے۔

مِنْ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ اَنْ تَنْصِبَ الْقَدَمَ الْيُمْنٰى وَ الْجُلُوْسُ عَلَى الْيُسْرٰى۔

نماز کی سنّت ہے دایاں پاؤں کھڑا رکھنا اور بائیں پاؤں پر بیٹھنا۔

ف : صحابی سُنّت کا لفظ بولے تو جمہور علماء کے ہاں اس سے مَرْفُوْع حدیث مراد ہوتی ہے۔ (شرح نخبۃ الفکر ص۹۶)

ف : بعض احادیث میں تَوَرُّک کا لفظ وارد ہے، تَوَرُّک کی دو صورتیں معروف و مشہور ہیں۔

۱۔ دایاں پاؤں کھڑا رکھنا۔ بایاں پاؤں دائیں طرف نکالنا اور سرین پر بیٹھنا۔

۲۔ دایاں اور بایاں دونوں پاؤں دائیں طرف نکالنا اور سرین پر بیٹھنا۔

(معارف السنن ص ۹۵ جلد ۳)

تو یہ تورک حالت عذر (بیماری وغیرہ) پر محمول ہے جیسا کہ درج ذیل حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

(۳۶۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ افتراش ہے۔ (اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَ تُثْنِيَ الْيُسْرٰى) تو ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ تو تَرَبُّع و تَوَرُّک کرتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضؓ نے جواب دیا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اِنَّ رِجْلَایَ لَا تَحْمِلَانِیْ۔ میرے پاؤں مجھے نہیں اٹھا سکتے۔

(بخاری صہ ۱۱۴، مؤطا امام مالکؒ صہ ۷۲)

یعنی میں معذور ہوں، پاؤں کے سہارے نہیں بیٹھ سکتا اس لئے تورک کرتا ہوں۔"

مؤطا امام مالکؒ صہ ۷۲ میں حضرت ابن عمرؓ سے یہ الفاظ مروی ہیں۔

اِنَّمَا اَفْعَلُ هٰذَا مِنْ اَجْلِ اَنِّیْ اَشْتَکِیْ۔ میں بیمار ہوں اسلئے تورک کرتا ہوں۔

نماز میں عورت کے بیٹھنے کی مسنون صورت

عورت جب بھی نماز میں بیٹھے تو جمہور علماء (حنفیہ، مالکیہ، حنبلیہ) کے ہاں وہ تورک کرے۔

(۳۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اِنَّهٗ سُئِلَ کَیْفَ کَانَ النِّسَاءُ یُصَلِّیْنَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنَّ یَتَرَبَّعْنَ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس عہد میں عورتیں کیسے نماز پڑھتی تھیں۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا عورتیں تربع و تورک کرتی تھیں

(مصنف ابن ابی شیبۃ و مسند ابو حنیفہ)

تَرَبُّع بھی تَوَرُّک کی ایک صورت ہے۔ (اوجز المسالک ج ۱ صہ ۲۵۸)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مرفوع حدیث صہ ۱۱۶ پر کنز العمال، بیہقی وغیرہ کے حوالہ سے گزر چکی ہے، جس کے الفاظ ہیں: وَاِذَا سَجَدَتْ اَلْصَقَتْ بَطْنَهَا بِفَخِذَیْهَا کَاَسْتَرِ مَا یَکُوْنُ لَهَا۔

جس سے یہ اصول مستنبط ہوتا ہے کہ عورت کے لئے نماز میں وہ ہیئت و نشست مسنون ہے جو زیادہ سے زیادہ ساتر اور پردہ پوش ہو۔"

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فقہاء اسلام نے یہاں پر بھی اس اصول کو پیش نظر رکھ کر گفتگو کی ہے۔

فقہ حنفی کی معروف کتاب ہدایہ صہ ۹۳ جلد اول میں ہے۔

وَاِنْ كَانَتْ اِمْرَاَةً جَلَسَتْ	اگر عورت ہو تو اپنے بائیں سرین پر بیٹھ جائے
عَلٰى اَلْيَتِهَا الْيُسْرٰى وَ اَخْرَجَتْ	اور اپنے دونوں پاؤں دائیں طرف نکال لے
رِجْلَيْهَا مِنَ الْجَانِبِ الْاَيْمَنِ	کیونکہ یہ اس کے لیے زیادہ پردہ کی چیز ہے۔
لِاَنَّهٗ اَسْتَرُ لَهَا ۔	

قعدہ میں دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھے | حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قعدہ میں اپنا دایاں
فَخِذِهِ الْيُمْنٰى ..... وَوَضَعَ	ہاتھ دائیں ران پر ..... اور بایاں ہاتھ
يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى۔	بائیں ران پر رکھتے تھے۔

(مسلم صہ ۲۱۶ جلد اول، مشکوٰۃ صہ ۸۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۷۲) وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دائیں ہتھیلی
فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَوَضَعَ كَفَّهُ	اپنی دائیں ران پر اور بائیں ہتھیلی بائیں ران
الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى۔ (مسلم صہ ۱۱۶ ج ۱)	پر رکھتے تھے۔

اس مضمون کی مرفوع حدیث (۳۷۳) حضرت عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ عن ابیہ عن جدہ سے بھی مروی ہے۔ (ترمذی صہ ۱۹۸ جلد ۲، کتاب الدعوات)

ف: بعض احادیث میں قعدہ میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا مذکور ہے۔ تو وہ بیان جواز پر محمول ہے۔

تشہد کے الفاظ | (۳۷۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس اہتمام سے قرآن مجید کی سورت کی تعلیم دیتے تھے، اسی اہتمام سے مجھے تشہد کی تعلیم دی اور فرمایا:

وَاِذَا قَعَدَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَقُلْ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ہ کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں قعدہ کرے، تو کہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ الخ (بخاری ص۱۱۵ ج۱، مسلم ص۱۷۳ ج۱ باب التشہد فی الصلوٰۃ)

ف: بعض صحیح احادیث میں تشہد کے دوسرے الفاظ بھی مروی ہیں اور وہ بھی جائز ہیں لیکن مذکورہ بالا الفاظ راجح ہیں کیوں کہ باتفاق محدثین تشہد کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح حدیث حضرت ابن مسعودؓ کی مذکورہ حدیث ہے۔ اکثر صحابہؓ و تابعین کا اسی حدیث پر عمل ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ باب ماجاء فی التشہد ص ۳۸ جلد اول پر حضرت ابن مسعودؓ کی مذکورہ حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں۔

وَھُوَ اَصَحُّ حَدِیْثٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی التَّشَھُّدِ وَالْعَمَلُ عَلَیْہِ عِنْدَ اَکْثَرِ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَھُمْ مِنَ التَّابِعِیْنَ ہ

تشہد کے بارے میں یہ سب سے زیادہ صحیح مرفوع حدیث ہے، صحابہؓ و تابعینؒ میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

علامہ نووی شافعیؒ شرح مسلم ص۱۷۳ جلد اول پر لکھتے ہیں:

وَقَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ وَاَحْمَدُ وَجُمْھُوْرُ الْفُقَھَاءِ وَاَھْلُ الْحَدِیْثِ

امام ابوحنیفہؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور جمہور فقہاء و محدثین کے ہاں حضرت ابن مسعودؓ کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تَشَهُّدُ اِبْنِ مَسْعُوْدٍؓ اَفْضَلُ لِاَنَّهٗ عِنْدَ الْمُحَدِّثِیْنَ اَشَدُّ صِحَّةً ۝

روایت والا تشہد افضل ہے اس لئے کہ یہ محدثین کے ہاں سب سے زیادہ صحیح ہے۔

حضرت مولانا عبدالحیؒ لکھنویؒ نے السعایہ ص ۲۲۵ جلد دوم، ص ۲۲۶ جلد ۲ پر مذکورہ بالا تشہد کی ترجیح کی پندرہ وجہیں لکھی ہیں۔

قعدۂ اولیٰ میں صرف تشہد پڑھا جائے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلتَّشَهُّدَ فِیْ اَوَّلِ الصَّلٰوۃِ وَ اٰخِرِھَا ..... ثُمَّ اِنْ کَانَ فِیْ وَسْطِ الصَّلٰوۃِ نَهَضَ حِیْنَ یَفْرُغُ مِنْ تَشَهُّدِہٖ وَاِنْ کَانَ فِیْ اٰخِرِھَا دَعَا بَعْدَ تَشَهُّدِہٖ بِمَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّدْعُوَ ثُمَّ یُسَلِّمُ۔

(مسند امام احمد ص ۴۵۹ ج ۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد کی تعلیم دی، نماز کے اول (وسط) میں اور اس کے آخر میں بھی ..... پھر حضرت ابن مسعودؓ اگر نماز کے درمیان میں ہوتے تو تشہد سے فارغ ہوتے ہی اُٹھ کھڑے ہوتے اور اگر اسکے آخر میں ہوتے تو تشہد کے بعد جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتے آپ دُعا کرتے پھر سلام پھیرتے۔

قعدہ میں شہادت کی اُنگلی سے اشارہ کرنا

تشہد میں شہادت کی اُنگلی سے اشارہ کرنا باتفاقِ اُمراربعہ رحمۃ اللہ علیہم سُنّت ہے اور صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ اشارہ کی مختلف صورتیں احادیث سے ثابت ہیں اور سب جائز ہیں۔ علمائے احناف کے ہاں بہتر صورت یہ ہے کہ جب کلمہ شہادت پر پہنچے تو دائیں ہاتھ کی چھوٹی اور ساتھ والی اُنگلی بند کرے، بیچ والی اُنگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے، شہادت کی اُنگلی کو کھلا رکھے لَآ اِلٰہَ پر شہادت کی اُنگلی اُٹھائے اور اِلَّا اللّٰہ پر رکھ دے۔ حلقہ کی یہ کیفیت قعدہ کے اختتام تک باقی رکھے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نمازی جب زبان سے توحید باری تعالیٰ کا اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو اس کا دل توحید کے یقین سے لبریز ہونا چاہیئے، اور شہادت کی انگلی سے بھی توحید کی طرف اشارہ کرنا چاہیئے۔

(۴۷۶) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ وَ اَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ ۝

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انگلیوں کو بند کیا اور حلقہ بنایا اور سبابہ سے اشارا کیا۔

(ابوداؤد صہ ۱۴۵ جلد اول، باب کیف الجلوس فی التشہد مسند دارمی، مشکوٰۃ صہ ۸۵)

مشکوٰۃ میں ثُمَّ رَفَعَ اِصْبَعَهٗ کے الفاظ ہیں (پھر اپنی انگلی اٹھائی)۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ مؤطا صہ ۱۰۸ میں اشارہ بالمسبحہ کے ثبوت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں:

وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رح۔

اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو لیتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رح کا قول بھی یہی ہے۔

امام محمد رح نے اشارۃ کا مسئلہ "کتاب المسبحۃ" میں بھی لکھا ہے۔ حضرت امام ابویوسف رح نے بھی اشارہ کا مسئلہ "الامالی" میں ذکر کیا ہے۔

(معارف السنن صہ ۹۸ جلد ۳)

ف: (۴۷۷) تا (۴۸۸) اشارہ بالمسبحہ کے ثبوت میں بارہ مرفوع حدیثیں مروی ہیں۔

۱ حضرت ابن عمر رض کی حدیث مسلم صہ ۲۱۶ ج ۱، نسائی صہ ۱۷۳ ج ۱، ترمذی باب ماجاء فی الاشارۃ صہ ۳۹ ج ۱ میں ہے۔)

۲ حضرت عبداللہ بن زبیر رض کی حدیث مسلم صہ ۲۱۶ ج ۱، نسائی صہ ۱۷۳ ج ۱ باب الاشارۃ بالاصبع فی التشہد، ابوداؤد صہ ۱۴۹ ج ۱، مشکوٰۃ صہ ۸۵ میں ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۳ حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث ابوداؤد ص۱۴۵ ج۱، نسائی ص۱۷۳ ج۱، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۵ میں ہے۔

۴ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث ترمذی، نسائی میں ہے۔

۵ حضرت سعدؓ کی حدیث نسائی میں ہے۔

۶ حضرت نمیرؓ کی حدیث ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ میں ہے۔

۷ حضرت ابوحمیدؓ کی حدیث ترمذی میں ہے۔

۸ حضرت ابن عباسؓ کی حدیث بیہقی میں ہے۔

۹ حضرت معاذ کی حدیث طبرانی کبیر میں ہے۔

۱۰ حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیؓ کی حدیث مسند عبدالرزاق، طبرانی کبیر میں ہے۔

۱۱ حضرت خفافؓ کی حدیث مسند احمد و بیہقی میں ہے۔

۱۲ حضرت اسامہ بن الحارثؓ کی حدیث طبرانی میں ہے۔

علامہ عبدالحیؒ فرماتے ہیں:

وَالْاَخْبَارُ فِی الْاِشَارَۃِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہٖ تَکَادُ اَنْ تَکُوْنَ مُتَوَاتِرَۃً۔ (السعایۃ ص۲۱۶ جلد دوم)

اور اشارہ بالمسبحہ کے ثبوت میں احادیث و آثار حدِ تواتر کے قریب ہیں۔

محقق ابن ہمامؒ فتح القدیر شرح ہدایہ ص۲۷۲ ج۱ پر انکارِ اشارہ کی تردید میں لکھتے ہیں۔

وَھُوَ خِلَافُ الدِّرَایَۃِ وَالرِّوَایَۃِ۔

اشارہ کی نفی اور انکار کرنا درایت و روایت کے خلاف ہے۔

فقہ حنفی کی درج ذیل معتبر کتابوں میں اِشَارَۃ بالمسبحہ کے ثبوت کا ذکر ہے۔

فتاویٰ التاتارخانیہ، النوازل لابی اللیثؒ، الذخیرہ، الغنیۃ، الحلیۃ، فتح القدیر، بحرالرائق، نہرالفائق، الخانیہ، المجتبیٰ، الشامی، مواہب الرحمٰن، البرہان، المحیط، شروح

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مجمع البحرین، مراقی الفلاح، درر البحار، غرر الافکار، البدائع، الملتقط، معراج الدرایۃ، النظیریۃ، النہایۃ وغیر ذلک۔

(السعایۃ ص۲۱۸ جلد دوم وص۲۱۹، معارف السنن ص۱۰۱ جلد۳)

تنبیہ بعض متاخرین حنفیہ نے "اشارہ بالمسبحۃ" کی نفی کی ہے اور یہ عذر کیا ہے کہ اشارہ کی کیفیت میں احادیث مضطرب ہیں۔ لیکن محققین احنافؒ نے اسے رد کر دیا ہے۔ اور اس کے ثبوت میں مستقل رسالے لکھے ہیں۔ بہر حال صحیح مرفوع احادیث سے اشارہ ثابت ہے اور اس پر ائمہ اربعہؒ متفق ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ صاحبینؒ بھی اس کے قائل ہیں۔ رہ گیا اشارہ کی کیفیت میں وارد روایات کا اختلاف و اضطراب، تو اس کا حل یہ ہے کہ صحیح احادیث سے اشارہ کی ثابت کیفیتیں اور صورتیں سب جائز ہیں۔ اضطراب وہاں مضر اور عمل سے مانع ہوتا ہے جہاں تطبیق و ترجیح وغیرہ ممکن نہ ہو۔ لیکن یہاں پر تطبیق ممکن ہے کہ تمام صورتیں جائز ہیں اور مختلف کیفیات مختلف اوقات پر محمول ہیں۔ علامہ قاری حنفیؒ مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۸ جلد۲ پر اشارہ کی مختلف کیفیات لکھ کر امام رافعیؒ کا قول نقل کرتے ہیں۔

اَلْاَخْبَارُ وَرَدَتْ بِهَا جَمِيْعًا وَكَاَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَانَ يَصْنَعُ مَرَّةً هٰكَذَا وَمَرَّةً هٰكَذَا۔	یعنی اخبار و احادیث سے یہ سب صورتیں ثابت ہیں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اس طرح عمل کرتے تھے اور کبھی اُس طرح عمل کرتے تھے۔

تو جس طرح رفعیدین کی کیفیت میں روایات و احادیث کا اختلاف و اضطراب عمل سے مانع نہیں ہے اسی طرح یہ اختلاف بھی عمل سے مانع نہیں ہونا چاہیئے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے بعض مکتوبات میں احادیث کے اختلاف کی بنا پر اشارہ کی نفی فرمائی ہے۔ لیکن آپؒ کے بعض صاحبزادوں اور آپ کے بعض

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خلفاءؒ نے اشارہ کے ثبوت میں مستقل رسالے تصنیف فرمائے ہیں اور پوری قوت سے اشارہ کو ثابت کیا ہے۔

اشارہ کے ثبوت میں مستقل رسالے تصنیف کرنے والے ائمہ احناف میں شارح مشکوٰۃ علامہ قاری حنفیؒ، شامیؒ، کنز العمال کے مصنف شیخ علی متقیؒ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے صاحبزادے شیخ محمد صادقؒ اور آپ کے دوسرے صاحبزادے شیخ محمد سعیدؒ بھی ہیں۔

نیز شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ شارح مشکوٰۃ، شیخ عبداللہ سندھیؒ اور محقق ابن الہمامؒ شارح ہدایہ اشارہ کے قائل حضرات میں پیش پیش ہیں۔ اپنے دور کے عظیم محدث حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ فرماتے ہیں۔ اس مسئلہ میں لکھے گئے تقریباً تیس ۳۰ رسالے میری دریافت میں آچکے ہیں۔

نوٹ: اس اہم مسئلہ کی تفصیل و تحقیق کے لئے مولانا عبدالحی لکھنویؒ کی السعایہ ص ۲۱۵ تا ۲۲۱ جلد ۲ اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی معارف السنن شرح ترمذی ص ۹۷ ج ۳ تا ص ۱۰۳ ج ۳ ملاحظہ فرمائیں۔

پہلے ہتھیلی کھلی رکھے اشارہ کے وقت انگلیاں بند کرے | حضرت عبداللہ بن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے:

(۴۸۹) إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ ۝

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں بیٹھتے تو اپنی دائیں ہتھیلی اپنی دائیں ران پر رکھتے اور اپنی تمام انگلیاں بند کرتے اور اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے۔

محقق ابن الہمامؒ فتح القدیر شرح ہدایہ ص ۲۷۲ جلد اول میں فرماتے ہیں، دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کا ران پر رکھنا اور انگلیاں بند کرنا بہ یک وقت ناممکن ہے تو ان میں تطبیق کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صورت یہ ہے کہ پہلے ہتھیلی کو کھلا رکھے، پھر اشارہ کے وقت انگلیاں بند کرلے۔

(۳۹۰) حضرت عاصم بن کلیبؒ عن ابیہ عن جدہ کی مرفوع حدیث ہے۔

وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ اَصَابِعَهُ وَبَسَطَ السَّبَّابَةَ وَهُوَ يَقُوْلُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ۔

(ترمذی کتاب الدعوات ص۱۶۸ جلد۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھا اور اپنی انگلیاں بند کرلیں اور شہادت کی انگلی کھول دی اور آپ یہ دعا پڑھ رہے تھے: یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ۔ اے دلوں کو پلٹنے والے میرا دل اپنے دین پر ثابت اور مضبوط رکھ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ دعا تک انگلیوں کی بندش کی کیفیت کو برقرار رکھتے تھے

اشارہ کے سوا انگلی کو کوئی اور حرکت نہ دے

(السعایۃ ص۲۲۱ ج۲)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۹۱) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيْرُ بِاِصْبَعِهٖ اِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا۔

(ابوداؤد ص۱۴۹ ج۱، باب الاشارۃ فی الصلوٰۃ، نسائی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کرتے (تشہد پڑھتے) اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور اسے حرکت نہیں دیتے تھے۔

محدث نوویؒ فرماتے ہیں۔

رواہ ابوداؤد باسناد صَحِيْح

(شرح المہذب ص۴۵۴ ج۳)

ابوداؤد نے اسے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

(۳۹۲) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

ثُمَّ رَفَعَ اِصْبَعَهٗ فَرَاَيْتُهٗ

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

يُحَرِّكُهَا۔ (نسائی ص۱۸۷، دارمی، مشکوٰۃ ص۸۵)

اُٹھائی تو میں نے آپکو دیکھا کہ آپ اُنگلی ہلا رہے تھے۔

دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ تحریک سے اشارہ کی حرکت مراد ہے، کوئی دوسری حرکت مراد نہیں تو حرکت والی حدیث حرکتِ اشارہ پر محمول ہے اور نفی حرکت والی حدیث دوسری حرکت کی نفی پر محمول ہے۔ امام بیہقی نے یہی توجیہ کی ہے۔ (بذل المجہود ص۱۲۷ جلد۲)

آخری قعدہ میں دُرود شریف

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

(۹۳) اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (احزاب ۳۳/۵۶)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر دُرود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔

(۹۴) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو دُرود شریف کے ان الفاظ کی تعلیم دی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۭ

اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپکی آل پر رحمت نازل فرما جیسا کہ آپ نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرمائی۔ بیشک آپ تعریف کے مستحق اور بزرگ ہیں۔ اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر برکت نازل فرما، جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر برکت نازل فرمائی، بے شک آپ حمد کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(بخاری صـ ۴۷۰ جلد اول کتاب الانبیاء لائق اور بزرگ ہیں۔

ایضاً صـ ۴۹۱ جلد دوم باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مشکوٰۃ صـ ۸۵)

یہ حدیث الفاظ کے معمولی اختلاف سے مسلم صـ ۱۷۵ جلد اوّل، ابوداؤد، نسائی وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

(۳۹۵) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ ایک صحابیؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سوال کیا۔

كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا عَلَيْكَ فِيْ صَلٰوتِنَا ..... فَقَالَ إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اھ

جب ہم نماز میں آپؐ پر دُرود شریف پڑھنا چاہیں تو دُرود شریف کیسے پڑھیں آپ نے فرمایا جب تم مجھ پر دُرود پڑھنے لگو تو یوں کہو:۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اھ

(صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، نصب الرایہ ص ۴۲۶ ج ۱)

(۳۹۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

يَتَشَهَّدُ الرَّجُلُ ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَدْعُوْ لِنَفْسِهٖ۔

آدمی التحیات پڑھے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف پڑھے۔ پھر اپنے لیے دُعا کرے۔

(فتح الباری ص ۲۶۶ ج ۲، شرح بخاری، مستدرک حاکم و مصنف ابن ابی شیبہ اسنادہٗ صحیحٌ۔)

ف: احادیث میں دُرود شریف کے مختلف الفاظ منقول ہیں مذکورہ بالا الفاظ بخاری و مسلم کی روایات سے ثابت ہونے کی وجہ سے افضل ہیں۔ (زُجاجۃ المصابیح ص ۲۷۶ ج ۱)

نماز میں دُرود شریف کے بعد دُعا

(۳۹۷) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دُعَاءً أَدْعُوْ بِهٖ فِيْ صَلٰوتِيْ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔

(بخاری ص ۱۱۵ ج ۱، مسلم ص ۳۴۷ ج ۲، مشکوٰۃ ص ۸۷ و سنن اربعہ)

یا رسول اللہ! مجھے ایسی دعا تعلیم فرمایئے جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یوں کہو! اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اھ کہ اے اللہ میں نے اپنی ذات پر بہت ظلم کیا، صرف تو ہی گناہوں کو بخش سکتا ہے۔ تو اپنی طرف سے اور محض اپنے فضل وکرم سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ بیشک تو ہی بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

ف : احادیث میں متعدد دعائیں منقول ہیں، سب درست ہیں۔

نماز کے آخر میں دائیں بائیں منہ پھیر کر سلام کہنا

(۳۹۸) حضرت سعدؓ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ كُنْتُ أَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ حَتّٰى أَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ (مسلم ص ۲۱۶ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۸۷)۔

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کرتا تھا کہ آپ اپنے دائیں اور بائیں سلام پھیرتے، یہاں تک کہ میں آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی دیکھتا۔

(۳۹۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ وَعَنْ يَسَارِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دائیں طرف سلام پھیرتے اور فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ یہاں تک کہ آپ کے دائیں رخسار کی سفیدی دیکھی جاتی اور اپنی بائیں طرف سلام پھیرتے اور فرماتے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

يُرىٰ بَيَاضُ خَدِّهِ الْأَيْسَرِ — اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ یہاں تک کہ آپ کے بائیں رُخسار کی سفیدی دیکھی جاتی۔

(ابوداؤد ص۱۵۰ باب فی السلام، نسائی، مشکوٰۃ ص۸۸)

یہ حدیث معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ ترمذی میں بھی ہے۔ امام ترمذیؒ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

یہ حدیث ابنِ ماجہ میں حضرت عمار بن یاسرؓ سے مروی ہے۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری ص۱۲۴ جلد دوم شرح بخاری میں بیس۲۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام لکھے ہیں، جن سے نماز کے آخر میں دو سلاموں کی احادیث مروی ہیں۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

فَهٰؤُلَاءِ عِشْرُوْنَ صَحَابِيًّا رَوَوْا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمُصَلِّيَ يُسَلِّمُ فِي الْاٰخِرِ صَلٰوتِهٖ تَسْلِيْمَتَيْنِ اھ

پس یہ بیس۲۰ صحابہؓ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ نمازی اپنی نماز کے آخر میں دو سلام کہے (اور دونوں طرف سلام بھی پھیرے۔)

ف: بعض مرفوع احادیث میں نماز کے آخر میں صرف ایک سلام کا ذکر آیا ہے۔ مذکورہ بالا متواتر المعنیٰ احادیث کے قرینہ سے اس کی توجیہ یہ ہے کہ ایک سلام قدرے بلند آواز سے کہا جاتا اور دوسرا معمولی آواز سے۔ تو دو سلام والی احادیث میں اصل واقعہ اور مسئلہ کا ذکر ہے اور ایک طرف سلام والی احادیث میں اختلافِ کیفیت کی طرف اشارہ ہے۔ (معارف السنن ص۱۱۱ جلد۳)

نماز کے بعد مقتدیوں کیطرف متوجہ ہوکر بیٹھنا

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۰) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً اَقْبَلَ عَلَيْنَا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ لیتے تو اپنے رُخِ انور کے ساتھ ہم پر متوجہ ہوتے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بِوَجْهِهٖ ۔ (بخاری ص۱۱۷ ج۱ ، باب استقبال الامام الناس اذا سلم ، مشکوٰۃ ص۸۷)

یہ حدیث مسلم ، ترمذی ، نسائی میں بھی ہے ۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ص۳۵۲ ج۲)

نماز کے بعد دُعا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے ۔

(۴۰۱) قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ وَبَعْدَ الصَّلَوٰتِ الْمَكْتُوْبَاتِ ۝

عرض کیا گیا ، یارسول اللہ ! کون سی دُعا زیادہ مقبول ہے ۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا ، رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد

(ترمذی ص۱۸۸ ج۲ وقال حسنٌ ، مشکوٰۃ ص۱۰۹ باب التحریض علی قیام اللیل)

(۴۰۲) عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ انْحَرَفَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَدَعَا ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صبح کی نماز پڑھی جب آپؐ نے سلام پھیرا تو قبلہ سے منہ پھیرا اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دُعا کی ۔

اسود عامری ابوداؤد کے راویوں میں سے ہے محدث ابن حبانؒ نے ان کو ثقہ اور لائق اعتماد راویوں میں شمار کیا ہے ۔ (معارف السنن ص۱۲۳ جلد۳)

نماز کے بعد دُعا کی متعدد قوی حدیثیں مروی ہیں ۔

مثلاً حضرت معاذ بن جبلؓ کی حدیث ، ابوداؤد ص۲۲ ج۱ ، نسائی وصححہ ابن حبان والحاکم

حضرت ابوبکرۃ رضؓ کی حدیث ، نسائی ص۱۹۸ ج۱ و ص۳۱۴ ج۱ ۔ ترمذی ، مسند امام احمد وصححہ الحاکم

حضرت زید بن ارقم رضؓ کی حدیث ، ابوداؤد ص۲۱۸ ج۱ حضرت صہیب رضؓ کی حدیث نسائی وصححہ ابن حبان

(فتح الباری ص۱۱۳ ج۲)

ہاتھ اُٹھا کر دُعا کے آداب میں سے ہے

حضرت ابن عباسؓ کی مرفوع حدیث ہے ،

(۴۰۳) سَلُوا اللّٰهَ بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْئَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا فَاِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِهَا وُجُوْهَكُمْ ۝

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ، اپنی ہتھیلیوں کو سامنے کرکے دُعا کرو ، ہاتھ اُلٹے کرکے دُعا نہ کرو ، اور جب دُعا کرچکو تو اپنے ہاتھوں کو اپنے چہروں پر پھیر لیا کرو ۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(ابوداؤد ص۲۱۶ جلداول، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۱۹۸)

(۴۴) حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّکُمْ حَیِیٌّ کَرِیْمٌ یَسْتَحْیِیْ مِنْ عَبْدِہٖ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ اَنْ یَّرُدَّھُمَا صِفْرًا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہارا رب بہت باحیا ہے جب بندہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے حیا کرتا ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی لٹا دے۔"

(ابوداؤد ص۲۱۶ جلداول، ترمذی ص۱۹۵ ج۲، مشکوٰۃ ص۱۹۵)

(۴۵) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ فِی الدُّعَاءِ لَمْ یَحُطَّھُمَا حَتّٰی یَمْسَحَ بِھِمَا وَجْھَہٗ۔ (ترمذی ص۱۷۴ جلد دوم، مشکوٰۃ ص۱۹۵)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں اپنے ہاتھ اٹھاتے تو ان کو اپنے چہرے پر پھیرنے سے پہلے نیچے نہ رکھتے۔

(۴۶) امام زہریؒ کی مرسل روایت ہے:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ عِنْدَ صَدْرِہٖ فِی الدُّعَاءِ ثُمَّ یَمْسَحُ بِھِمَا وَجْھَہٗ۔ (مسند عبدالرزاق ص۲۴۷ جلد دوم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں اپنے دونوں ہاتھ اپنے سینے تک اٹھاتے تھے پھر دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے۔

ف: نماز کے بعد دعا کرنا بالاتفاق مستحب ہے، محدث نووی شافعیؒ شرح المہذب ص۴۸۸ جلد۳ پر لکھتے ہیں:

قَدْ ذَکَرْنَا اِسْتِحْبَابَ الذِّکْرِ وَالدُّعَاءِ لِلْاِمَامِ

ہم نے امام اور مقتدی اور منفرد کے لئے دعا و ذکر کا استحباب ذکر کیا ہے اور وہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَالْمَامُوْمِ وَالْمُنْفَرِدِ وَهُوَ مُسْتَحَبٌّ بالاتفاق تمام نمازوں کے بعد مستحب ہے۔

عَقِبَ كُلِّ الصَّلَوَاتِ بِلَا خِلَافٍ۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نماز کے بعد دُعاء کے ثبوت کے لئے صحیح بخاری ص۹۳۷ ج۲ میں مستقل باب قائم کیا ہے۔

"بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ" (نماز کے بعد دُعا کا باب) اس کی شرح میں حافظ ابنِ حجر شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس عنوان سے امام بخاریؒ کا مقصد ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو نماز کے بعد دُعا کی مشروعیت کے قائل نہیں۔"

"وَفِيْ هٰذِهِ التَّرْجَمَةِ رَدٌّ عَلٰى مَنْ زَعَمَ اَنَّ الدُّعَاءَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ لَا يُشْرَعُ اھ (فتح الباری شرح بخاری ص۹۳ ج۱۱)

چند ابواب کے بعد امام بخاریؒ نے دوسرا عنوان قائم کیا ہے۔ "بَابُ رَفْعِ الْاَيْدِيْ فِي الدُّعَاءِ" (دُعا میں ہاتھ اُٹھانا) اور اس میں ہاتھ اٹھا کر دُعا کرنے کے ثبوت میں احادیث ذکر کی ہیں۔

حافظ ابنِ حجرؒ نے مذکورہ بالا دونوں ابواب کے تحت دُعا بعد نماز کا مسئلہ احادیث کی روشنی میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور جمہور کے مسلک کی بھرپور تائید کی ہے۔

نماز کے بعد دُعا کے ثبوت میں بہت سی احادیث منقول ہیں۔

حافظ ابنُ القیم حنبلیؒ نے "زاد المعاد" میں جمہور سے اختلاف کرتے ہوئے نماز کے بعد متصل دُعا کا انکار کیا ہے۔ علامہ موصوف کے ہاں سلام کے بعد اَوْرَاد و اذکار مسنونہ ادا کئے جائیں ان کے بعد دُعا کرنی درست ہے۔

حافظ ابنِ حجرؒ شارح بخاری نے احادیث کی روشنی میں حافظ ابنُ القیم کے موقف کی تردید کی ہے۔ (فتح الباری ص۱۱۳ جلد۱۱، و ص۱۱۹، ۱۲۱ جلد۱۱)

غیر مقلدین کے رہنما علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری بھی اس مسئلہ میں جمہور کے ہمنوا ہیں اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(ترمذی ص۶۲ ج۱، مشکوٰۃ ص۸۷) والسلام پر دُرود بھیجے۔

محققین محدثین فرماتے ہیں یہ حدیث مرفوع حکمی ہے۔ (مرقات ص۳۴۸ ج۲)

بعض علماء فرماتے ہیں، دُعا کے اوّل و آخر دونوں طرف دُرود شریف پڑھا جائے اس میں دُعا کی مقبولیت کی زیادہ توقع ہے۔

مسجد میں نماز باجماعت کا اہتمام

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(۱۰) وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝ (البقرہ ۴۳ ج۱) اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

رکوع سے مراد نماز ہے یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھو۔ (تفسیر روح المعانی ص۲۴۷ ج۱)

(۱۱) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَيُقِيْمَ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا يَّؤُمُّ النَّاسَ ثُمَّ اٰخُذَ شُعَلًا مِّنْ نَّارٍ فَاُحَرِّقَ عَلٰى مَنْ لَّا يَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ بَعْدُ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں مؤذن کو حکم دوں کہ وہ اقامت کہے، پھر میں کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے اور میں آگ کے شعلے لے کر اس شخص کو جلا دوں (جو اذان کے بعد بھی) نماز کی طرف نہیں نکلتا۔

(بخاری ص۹۰ جلد اول و مسلم ص۲۳۲ جلد اوّل)

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی شدید دھمکی وجوبِ جماعت کی واضح دلیل ہے۔ باقی آپ نے تارکینِ جماعت کو یہ سزا کیوں نہیں دی؟ اور ارادہ کو عملی جامہ کیوں نہیں پہنایا؟ اس کا جواب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری حدیث میں ہے، وہ یہ ہے۔

(۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا مَا فِي الْبُيُوتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالذُّرِّيَّةِ أَقَمْتُ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ وَأَمَرْتُ فِتْيَانِي يُحَرِّقُونَ مَا فِي الْبُيُوتِ بِالنَّارِ ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں نمازِ عشاء قائم کرتا اور اپنے نوجوانوں کو حکم دیتا کہ وہ آگ سے ان گھروں کو جلا کر رکھ دیں۔ (جن کے باشندے جماعت سے نماز نہیں پڑھتے)

(مسند امام احمد ص ۳۶۷ ج ۲، مشکوٰۃ ص ۹۷)

(۱۴۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس درجہ فوقیت رکھتی ہے۔

(بخاری ص ۸۹ جلد اول و مسلم ص ۲۳۱ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۹۵)

امامت کا معیار

نماز باجماعت کی امامت ایک اہم دینی منصب ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے وصال کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ہمیشہ امامتِ نماز کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ یہ بلند منصب دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ کی نیابت و خلافت ہے۔

(۱۴۴) حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَأُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص قوم کا امام بنے جو سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والا ہو اور اگر قرارت قرآن میں سب برابر ہوں تو پھر سنت کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

السُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوْا فِي السُّنَّةِ	زیادہ علم رکھنے والا ہو اور اگر علمِ سنت میں
سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ	سب برابر ہوں تو پھر ہجرت میں سب سے
كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً	مقدم اور اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو
فَأَقْدَمُهُمْ سِنًّا۔ (الحدیث)	زیادہ عمر والا امامت کرے۔

(مسلم ص ۲۳۶ جلد اول، مشکوٰۃ ص۱ باب الامامۃ)

وفی مسلم فَأَقْدَمُهُمْ إِسْلَامًا

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو سب سے زیادہ قدیم الاسلام امامت کرے۔

حاصل یہ ہے کہ کتاب وسنت کے علم، عمل، تقویٰ، محاسنِ اخلاق اور دینی خدمات میں جو سب سے ممتاز ہو وہی اس اہم منصب کے لئے لائق ترجیح ہوگا۔

صفوں کو برابر رکھنے کی اہمیت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلٰوةِ۔ (بخاری ص۱۰۱ و مسلم ص۱۸۲ جلد ۱، مشکوٰۃ ص۹۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنی صفوں کو برابر کیا کرو، کیونکہ صفوں کو برابر رکھنا اقامتِ صلوٰۃ کا جزو ہے۔

صحیح مسلم میں "مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ" کا لفظ ہے کہ صفوں کو برابر رکھنا کمالِ نماز ہے۔

صفِ اوّل کی فضیلت

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۶) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلَی الثَّانِیْ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلَی الثَّانِیْ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلَی الثَّانِیْ قَالَ وَعَلَی الثَّانِیْ۔

بے شک اللہ تعالیٰ رحمت فرماتے ہیں اور اس کے فرشتے رحمت کی دُعا کرتے ہیں پہلی صف کے لئے، صحابہؓ نے عرض کیا اور دوسری صف کے لئے بھی، آپ نے فرمایا، بلاریب اللہ تعالیٰ رحمت فرماتے ہیں اور اس کے فرشتے رحمت کی دُعا کرتے ہیں، صفِ اوّل کے لئے صحابہؓ نے عرض کیا اور دوسری صف کے لئے۔ آپؐ نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ رحمت فرماتے ہیں اور اسکے فرشتے دُعا رحمت کرتے ہیں پہلی صف کے لئے، صحابہؓ نے عرض کیا اور دوسری صف کے لیے بھی، آپ نے فرمایا اور دوسری صف کے لئے بھی۔

(مسند امام احمد ج ۵ ص ۲۶۲، مشکوٰۃ ص ۹۸)

تو آپؐ نے تین دفعہ صفِ اوّل کی فضیلت ارشاد فرمائی، چوتھی مرتبہ دوسری صف کا درجہ ارشاد فرمایا۔

(۱۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ النَّاسَ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ یَجِدُوْا اِلَّا اَنْ یَّسْتَہِمُوْا عَلَیْہِ لَاسْتَہَمُوْا۔

(ترمذی ج ۱ ص ۳۱ ما جاء فی فضل الصف الاول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر لوگ اس اجر و ثواب کو جان لیں جو اذان دینے اور صفِ اوّل میں نماز پڑھنے میں ہے پھر بجز قرعہ اندازی کے اور کوئی صورت اُسے حاصل کرنیکی نہ پائیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تکبیرِ اُولیٰ پانے کی فضیلت

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

(۱۱۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی لِلّٰہِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فِیْ جَمَاعَۃٍ یُدْرِکُ التَّکْبِیْرَۃَ الْاُوْلٰی کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص چالیس دن تک جماعت سے اس طرح نماز پڑھتا رہے کہ تکبیرِ اُولیٰ فوت نہ ہو، تو اُس کے لئے دو برائتیں لکھ دی جاتی ہیں، ایک دوزخ کی آگ سے، دوسری نفاق سے۔

(ترمذی صـ۳۳ جلد اول، باب فی فضل التکبیرۃ الاولیٰ)

ف : اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی عملِ خیر کی چالیس دن تک پابندی خاص تاثیر رکھتی ہے۔

عورت کی نماز گھر میں افضل ہے

حضرت عبداللہ بن مَسعُود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

(۱۱۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الْمَرْأَۃِ فِیْ بَیْتِہَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِہَا فِیْ حُجْرَتِہَا وَصَلٰوتُہَا فِیْ مَخْدَعِہَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِہَا فِیْ بَیْتِہَا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کے کوٹھے والی نماز اسکی صحن والی نماز سے بہتر ہے اور اس کی اندر کی کوٹھری والی نماز اس کے کوٹھے والی نماز سے بہتر ہے۔

(ابوداؤد صـ۹۱ جلد اول، باب ماجاء فی خروج النساء الی المسجد، مشکوٰۃ صـ۹۶)

ف : مقصد یہ ہے کہ عورت کی نماز زیادہ سے زیادہ پردہ میں اور گھر کی چار دیواری میں افضل ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نمازِ وتر واجب ہے،

حضرت بُرَیدَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

(۴۲۰) سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا۔ (اَبُوداؤد ص۲۰۸ جلد اول، مشکوٰۃ ص۱۱۳)

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا نمازِ وتر حق ہے جس نے وتر نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (یہ ارشاد آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا)

امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (فتح القدیر ص۳۷۱ ج۱، نصب الرایہ ص۱۱۲ ج۲)

تشدید و وعید کا یہ عنوان وجوبِ وتر پر دال ہے۔

(۴۲۱) حضرت اَبُوْ اَیُّوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرْفُوْع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْوِتْرُ حَقٌّ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ۔ (ابوداؤد ص۲۰۸ ج۱، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۱۱۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نمازِ وتر ہر مسلمان پر حق ہے۔

(۴۲۲) حضرت اَبُوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرْفُوْع حدیث ہے۔

اَوْتِرُوْا قَبْلَ اَنْ تُصْبِحُوْا۔ (مسلم ص۲۵۸ ج۱، سُنن اربعہ، مشکوٰۃ ص۱۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح سے پہلے وتر ادا کرو۔

(۴۲۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرْفُوْع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْتِرُوْا یَا اَھْلَ الْقُرْاٰنِ۔ (ترمذی ص۶ ج۱، مشکوٰۃ ص۱۱۲، ابوداؤد ص۲۰۶ ج۱، نسائی ص۲۴۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قرآن کو ماننے والو وتر ادا کرو۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ان حدیثوں میں امر کا صیغہ ہے اور مطلق امر وجوب کے لیے آتا ہے۔

وتر کی قضا لازم ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۲۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِہٖ اَوْ نَسِیَہٗ فَلْیُصَلِّ اِذَا ذَکَرَ وَاِذَا اِسْتَیْقَظَ ۔ (ترمذی ص ۶۱ جلد اول، ابو داؤد ص ۲۱ جلد اول، ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص نماز وتر سے سو جائے یا اسے بھول جائے تو جب یاد آئے یا بیدار ہو ضرور پڑھے۔

ف: اس حدیث سے واضح ہوا کہ نماز وتر کی قضا واجب اور ضروری ہے۔ اور وجوب قضا وجوب ادا کی فرع ہے۔ (اوجز المسالک شرح موطا امام مالک ص ۴۳۲ ج ۱)

نماز وتر تین رکعت ایک سلام کے ساتھ ہیں

حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۲۵) کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ یَقْرَأُ فِی الْاُوْلٰی بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَفِی الرَّکْعَۃِ الثَّانِیَۃِ بِقُلْ یَآ اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ وَفِی الثَّالِثَۃِ بِقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَلَا یُسَلِّمُ اِلَّا فِیْ اٰخِرِھِنَّ ۔ (نسائی ص ۲۴۸ جلد اول، سند حسن)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور دوسری رکعت میں قُلْ یَآ اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے تھے اور صرف آخری رکعت میں سلام پھیرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۲۶) یُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِھِنَّ وَطُوْلِھِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد میں چار رکعت پڑھتے ان کے حسن و طول کا کیا کہنا،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا۔	پھر چار رکعت پڑھتے، ان کے حُسن و طول کے بارے میں کچھ نہ پوچھیے، پھر تین رکعت پڑھتے تھے۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۵۴، باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان، مسلم ج ۱ ص ۲۵۴ باب صلوٰۃ اللیل)

ف : اس حدیث کا مُتبادر مفہوم یہ ہے کہ یہ تین رکعت نمازِ وتر کی تھیں اور ایک سلام سے تھیں، چنانچہ امام نسائیؒ نے اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے: باب کیف الوتر بثلاث" (نسائی ص ۲۴۸ جلد اول)

(۴۲۷) اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ مَرْفُوع حدیث لائے ہیں۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ۔	رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعت پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

اس سے واضح ہوا کہ محدث نسائیؒ کے ہاں حضرت عائشہؓ کی مذکورہ بالا بخاری و مسلم والی حدیث میں نمازِ وتر تین رکعت ایک سلام کے ساتھ مُراد ہے۔

(۴۲۸) حضرت عائشہؓ کی تیسری مَرْفُوع حدیث ہے۔

ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ۔	پھر آنحضرت صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت وتر پڑھے ان میں سلام سے فصل نہیں کیا۔ (یعنی دوسری رکعت پر سلام نہیں پھیرا)۔

(مسند امام احمدؒ ص ۱۵۶ جلد ۶)

(۴۲۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چوتھی مَرْفُوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ	رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے، صرف ان کے آخر میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ۔ سلام پھیرتے تھے۔

(مستدرک حاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین)

(۴۳۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت وتر پڑھے۔

(مسلم ص ۲۶۱ جلد اول)

(۴۳۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی دوسری مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ يَقْرَأُ فِي الْاُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَآ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ (نسائی ص ۲۴۹ جلد اول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور دوسری رکعت میں قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے۔

(۴۳۲) حضرت عبدالرحمٰن بن اَبْزٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوِتْرَ فَقَرَأَ فِي الْاُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔

(نسائی ص ۲۵۱ جلد اول، مسند امام احمد، طحاوی ص ۱۷۲ جلد اول سند صحیح)

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وتر کی نماز پڑھی تو آپ نے وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور دوسری رکعت میں قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی۔

(۴۳۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ ۝

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

(ترمذی ص۶۱ جلد اول باب ماجاء فی الوتر بثلاث مسند احمد ص۸۹ جلد اول)

(۴۴) حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پوتے قاسم بن محمد بن ابوبکرؓ فرماتے ہیں۔

رَأَيْنَا أُنَاسًا مُنْذُ أَدْرَكْنَا يُوْتِرُوْنَ بِثَلَاثٍ ۝

کہ جب سے ہم بالغ ہوئے اور ہوش سنبھالا ہم لوگوں کو دیکھ رہے ہیں کہ وہ تین رکعت وتر پڑھتے ہیں۔

(بخاری ص۱۳۵ جلد اول)

اس صحیح حدیث سے واضح ہوا کہ قاسم بن محمد تابعیؒ کے سامنے صحابہؓ و تابعین تمام اہلِ اسلام نمازِ وتر تین رکعت پڑھتے تھے۔

(۴۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى اَنَّ الْوِتْرَ ثَلٰثٌ لَا يُسَلَّمُ اِلَّا فِى اٰخِرِهِنَّ۔

اہلِ اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ نمازِ وتر تین رکعت ہے ان کی صرف آخری رکعت میں سلام ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ص۲۹۴ جلد۲، نصب الرایہ ص۱۲۲ جلد اول)

ف: وتر کا لغوی معنی ہے "طاق" نماز تہجد، اصطلاحی وتر شامل کرنے سے طاق بن جاتی ہے۔ اس لئے بعض احادیث میں صلوٰۃ اللیل اور نمازِ تہجد پر بھی وتر کا لفظ بولا گیا ہے۔

(۴۶) حضرت عبداللہ بن ابی قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ؟ قَالَتْ بِأَرْبَعٍ وَّ ثَلَاثٍ وَّ سِتٍّ وَّ ثَلَاثٍ وَّ ثَمَانٍ وَّ ثَلَاثٍ وَعَشْرٍ

میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتنی رکعت وتر پڑھتے تھے انہوں نے فرمایا۔ چار اور تین رکعت، چھ اور تین رکعت، آٹھ اور تین

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَ ثَلَاثٍ ۝ (مسند امام احمدؒ سَنَدُہٗ حَسَنٌ) رکعت، دس اور تین رکعت۔

(ابوداؤد ج ۱ ص ۲۰۱، مشکوٰۃ ص ۱۱۲)

ف : اس حدیث سے واضح ہوا کہ اصطلاحی وتر تو ہمیشہ تین رکعت رہے اس کے ساتھ نمازِ تہجد کی رکعتیں کم وبیش پڑھی جاتی تھیں، چار، چھ، آٹھ، دس اور یہ بھی واضح ہوا کہ وتر کا اطلاق مطلق نمازِ تہجد پر بھی کیا جاتا تھا۔

ف : ایک رکعت ملانے سے ہی نماز کا دوگانہ وتر بنتا ہے۔ اس لئے بعض روایات میں ایک رکعت پر بھی وتر کا اطلاق ہوا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک رکعت جس دوگانہ سے ملے گی، اسے وتر (طاق) بنادے گی۔

چنانچہ بخاری صفحہ ۱۳۵ جلد اول ابواب الوتر اور مسلم ص ۲۵۷ جلد اول میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۳۷) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی فَاِذَا خَشِیَ اَحَدُکُمُ الصُّبْحَ صَلّٰی رَکْعَۃً وَّاحِدَۃً تُوْتِرُ لَہٗ مَا قَدْ صَلّٰی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رات کی نماز (تہجد) دوگانہ دوگانہ ہے پس تم میں سے کوئی ایک طلوع صبح کا اندیشہ کرے تو ایک رکعت پڑھے وہ ایک رکعت اس کے لئے اس پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دیگی۔

الحاصل صلوٰۃُ اللیل یا ایک رکعت پر وتر کا اطلاق لغوی معنی کے لحاظ سے ہے یا مجازاً ہے، اصلاحی نمازِ وتر "تین رکعت ایک سلام" سے ہے، جیسا کہ متعدد صحیح احادیثِ مرفوعہ سے ثابت ہو چکا ہے۔

بالخصوص حضرت حسن بصری تابعیؒ نے تو اس پر اپنے زمانے کے اہلِ اسلام کا اجماع نقل کیا ہے، جس کا حوالہ ابھی گزرا ہے۔

ف : تین رکعت وتر پر دلالت کرنے والی حدیثیں بیس ۲۰ سے زائد ہیں جنکی تفصیل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

او جز المسالک شرح موطا امام مالکؒ طبع ملتان صـ۴۳۴ ، ۴۳۵ جلد اوّل پر درج ہے۔

نماز وتر میں دعا قنوت دائمی ہے اور رکوع سے پہلے ہے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۳۸) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوْتِرُ ..... وَیَقْنُتُ قَبْلَ الرُّکُوْعِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے ..... اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

(نسائی صـ۲۴۸ جلد اول، ابن ماجہ بسند صحیح)

(۴۳۹) حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانُوْا یَقْنُتُوْنَ فِی الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّکُوْعِ ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صـ۳۰۲ جلد۲)

اسکی سند حسن ہے۔ (الدرایۃ لابن حجرؒ صـ۱۹۴ جلد اول)

(۴۴۰) حضرت اسود تابعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا عمل ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:۔ اِنَّہٗ کَانَ یَقْنُتُ فِی اٰخِرِ رَکْعَۃٍ مِنَ الْوِتْرِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ثُمَّ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فَیَقْنُتُ قَبْلَ الرَّکْعَۃِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وتر کی آخری رکعت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے تھے پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے پس رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

رواہ الامام البخاری فی جزء رفع الیدین بسند صحیح)۔

(۴۴۱) نیز وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھنے کی مرفوع حدیث حضرت ابن عباسؓ سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حلیۃ ابو نعیم میں (۴۴۲) اور حضرت ابن عمرؓ سے طبرانی میں بھی مروی ہے، جن کی تفصیل نصب الرایہ صہ ۱۲۴ جلد دوم الدرایہ صہ ۱۹۴ جلد اول میں ہے۔

ف: بعض احادیث میں رکوع کے بعد قنوت کا ذکر آیا ہے تو اس کا محمل قنوت نازلہ ہے، جو کسی اہم حادثہ و مصیبت کے وقت رکوع کے بعد پڑھی جاتی ہے جیسا کہ حضرت انسؓ کی درج ذیل حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

(۴۴۳) حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فِي الصَّلٰوةِ كَانَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ أَوْ بَعْدَهٗ قَالَ قَبْلَهٗ إِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا إِنَّهٗ كَانَ بَعَثَ أُنَاسًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا فَأُصِيْبُوْا فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ۔

میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نماز میں قنوت کے بارے میں پوچھا کہ رکوع سے پہلے ہے یا بعد میں حضرت انسؓ نے فرمایا رکوع سے پہلے ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد صرف ایک مہینہ قنوت پڑھی۔ آپؐ نے ستر قاری اور عالم تبلیغ کے لیے بھیجے تھے جو شہید کر دیئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار پر بد دعا کے لئے رکوع کے بعد ایک مہینہ تک قنوت (نازلہ) پڑھی۔

(صحیح بخاری صہ ۱۳۶ جلد اول باب القنوت قبل الرکوع و بعدہٗ، مسلم ۲۳۷/۱ مشکوٰۃ صہ ۱۱۳)

دعاء قنوت کے الفاظ

(۴۴۴) اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ

اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تیری بخشش چاہتے ہیں اور تجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَنُثْنِي عَلَيْكَ وَلَا نَكْفُرُكَ
وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ
اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ
وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ
وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ
اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ

خوبیاں بیان کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور علیحدہ رہتے ہیں اور چھوڑتے ہیں ہم اُس کو جو تیری نافرمانی کرے۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے ہیں اور خدمت کرتے ہیں اور تیری رحمت کی امید رکھتے ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں تحقیق تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

یہ دُعاء قنوت معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابی بن کعبؓ کے متعدد آثار میں مفصل طور پر مروی ہے جن کے مجموعے سے یہ مکمل دُعا ثابت ہے۔

ان آثار کی تفصیل مصنف ابن ابی شیبۃ صہ ۳۰۱، ۳۱۴، ۳۱۵ جلد ۲ اور مسند عبدالرزاق صہ ۱۱۰ تا ۱۱۴ جلد ۳ میں ملاحظہ ہو۔

واضح رہے کہ محدث ابن ابی شیبہؒ المتوفی ۲۳۵ھ امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کے شیخ و اُستاذ ہیں اور محدث عبدالرزاقؒ المتوفی ۲۱۱ھ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ و اُستاذ ہیں۔

مفسر و محدث علامہ سیوطیؒ شافعی لکھتے ہیں، یہ دُعا دراصل قرآن مجید کی دو سورتیں تھیں، ایک سُورۃ الخلع دوسری سورۃ الحفد، جن کی قرآنی حیثیت منسوخ کر دی گئی۔

(الاتقان طہ ۲۶ جلد ۲)

اب دُعا کی حیثیت سے یہ پڑھی جاتی ہیں، حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت علیؓ، حضرت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ دُعا ثابت ہے، حضرت انس بن مالکؓ نے وتروں میں اس کے پڑھنے کا حکم دیا تھا، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابوموسیٰؓ کے مصاحف میں بھی یہ دُعا درج تھی۔ (تفسیر درمنثور للسیوطیؒ صہ ۲۱۴ جلد ۶)

مفسر سیوطیؒ نے اپنی تفسیر درمنثور کے آخر میں سورۃ والناس کی تفسیر لکھ کر یہ عنوان قائم کیا ہے: "ذِكْرُ مَا وَرَدَ فِيْ سُوْرَةِ الْخَلْعِ وَسُوْرَةِ الْحَفْدِ" (یعنی ان آثار کا ذکر جو سورۃ الخلع اَللّٰهُمَّ نَسْتَعِيْنُكَ الخ اور سورۃ الحفد اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ الخ کے بارے میں وارد ہیں) اس کے تحت تقریباً ڈیڑھ صفحے میں مذکورہ بالا قنوت کے الفاظ کو مجمل طور پر آثارِ صحابہؓ سے ثابت کیا ہے اور دلائل سے بتلایا ہے کہ یہ دُعا متعدد صحابہ کرامؓ کے مصاحف میں درج تھی، علامہ سیوطیؒ کی بحث کے جستہ جستہ الفاظ یہ ہیں۔

(۱) حضرت حمادؒ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

قَرَأْنَا فِيْ مُصْحَفِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍؓ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ۔ اھ

ہم نے حضرت ابی بن کعبؓ کے مصحف میں یہ دُعا پڑھی ہے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ اھ

(۲) حضرت عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ السُّوْرَةِ الثَّانِيَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ اھ

میں نے حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ دوسری سورت کی قراءت سے فارغ ہوئے تو یہ دُعا پڑھی۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ اھ

(۳) وَفِيْ مُصْحَفِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قِرَاءَةُ اُبَيٍّؓ وَاَبِيْ مُوْسٰىؓ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے مصحف میں حضرت ابی بن کعبؓ وحضرت ابوموسیٰؓ کی قراءت تھی، اس میں تھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ اھ — الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ اھ

(۴) حضرت اَبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

سَأَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ عَنِ الْکَلَامِ فِی الْقُنُوْتِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ اھ — میں نے حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ سے قنوت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا، اَللّٰھُمَّ اِنَّا تَسْتَعِیْنُکَ اھ

(۵) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَنَتَ بِھَاتَیْنِ السُّوْرَتَیْنِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ وَاَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ اھ — حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان دو سورتوں کو بطور قنوت پڑھا۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ اھ وَاَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ اھ

(اخرجہ محمد بن النصر رح)

(۶) حضرت خالد بن ابی عمران رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان الفاظ میں قنوتِ نازلہ کی تعلیم دی۔

ثُمَّ عَلَّمَہٗ ھٰذَا الْقُنُوْتَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ الخ

(اخرجہ البیہقی ج۲ ص۲۱۰ مرسلاً، مراسیل ابو داؤد، نصب الرایۃ ص۱۲۶ جلد۲، التلخیص الحبیر مع شرح المہذب صد ۲۵۱ جلد۴)۔

(۷) وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ صَحِیْحًا مَوْصُوْلًا — قنوت اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ اھ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے صحیح متصل سند سے مروی اور منقول ہے۔

(بیہقی صد ۲۱۰ جلد۲، التلخیص الحبیر مع شرح المہذب صد ۲۵۰ جلد۴)

(۸) حضرت عُبَید بن عُمَیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نمازِ فجر میں یہ قنوت پڑھی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ اھ

(مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۳۱۴ جلد ۲، محمد بن نصر، سنن بیہقی)

(۹) حضرت عبدالمالک بن سوید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ عَلِیًّا قَنَتَ فِی الْفَجْرِ بِھَاتَیْنِ السُّوْرَتَیْنِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ (مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۳۱۴ ج ۲)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز فجر میں ان دو سورتوں (اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ) کے ساتھ قنوت پڑھی۔

ف : اگرچہ ان روایتوں میں قنوتِ نازلہ کا بیان ہے تاہم اس سے واضح ہوتا ہے کہ خلفاء راشدینؓ اکثر قنوت میں یہ دعا پڑھتے تھے لہٰذا یہ دعا افضل ہے۔

(۱۰) حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فِیْ قِرَاءَۃِ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍؓ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ

حضرت اُبی بن کعبؓ کی قراءت میں یہ دعا تھی۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ

(اخرجہ ابن ابی شیبۃ ص ۳۱۴ جلد ۲ و محمد بن نصر)

(۱۱) ابوعبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ایک طویل حدیث میں فرماتے ہیں:۔

اِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍؓ کَانَ یُقْرِئُھُمْ اِیَّاھَا وَیُخْبِرُھُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُقْرِئُھُمْ اِیَّاھَا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے شاگردوں (ابوعبدالرحمٰن وغیرہ) کو قنوت اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ پڑھاتے تھے اور حضرت ابن مسعودؓ فرماتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی صحابہ کرامؓ کو یہی دعا پڑھاتے تھے۔

(اخرجہ محمد بن نصر)

(۱۲) حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ یَجْعَلُوْا

حضرت سفیانؒ کے دور کے علماء قنوت وتر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فِیْ ثَمَنِ الْوِتْرِ هَاتَیْنِ السُّوْرَتَیْنِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَ اَللّٰهُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ الخ

میں ان دو سورتوں کے پڑھنے کو مستحب سمجھتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ الخ

(خواجہ محمد بن نصر)

(۱۳) حضرت ابراہیم نخعی تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یَقْنُتُ اُبَیٌّ فِی الْوِتْرِ السُّوْرَتَیْنِ اَللّٰهُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ الخ

کہ نمازی وتروں میں یہ دو سورتیں بطور قنوت پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ الخ

(اتحاف بما فی الدر المنثور ج۲ ص۴۲۲ تا ج۲ ص۴۲۶ ملخصاً مع زیادۃ ما، معارف السنن شرح الترمذی ج۴ ص۲۴۲)

(۱۴) علامہ ابن رشد مالکی رحمۃ اللہ علیہ بدایۃ المجتہد ج۱ ص۱۳۲ میں فرماتے ہیں۔

اِنَّهٗ اِسْتَحَبَّ الْقُنُوْتَ مَالِكٌ بِاَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ الخ

حضرت امام مالکؒ نے بھی اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ الخ والی دعا کو افضل اور مستحب قرار دیا ہے۔

(معارف السنن ج۴ ص۲۴۵)

(۱۵) علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فقہ حنبلی کی معروف کتاب اَلْمُغْنِی ج۱ ص۴۸۶ پر لکھتے ہیں،

وَهَاتَانِ سُوْرَتَانِ فِیْ مُصْحَفِ اُبَیِّ ابْنِ كَعْبٍؓ۔

اور یہ دو سورتیں اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ الخ اور اَللّٰهُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ الخ حضرت اُبَیّ ابن کعبؓ کے مصحف میں تھیں۔

نیز لکھتے ہیں حضرت عمرؓ بھی یہ دعا پڑھتے تھے۔

سنن و نوافل کا اہتمام

(۱۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے بندے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ عَمَلِهٖ صَلٰوتُهٗ فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَاِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيْضَتِهٖ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى انْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهٖ عَلٰى ذٰلِكَ وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ الزَّكٰوةُ مِثْلُ ذٰلِكَ ثُمَّ تُؤْخَذُ الْاَعْمَالُ عَلٰى حَسْبِ ذٰلِكَ۔ (ترمذی ص۵۵ ج۱، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص۱۷ باب صلوٰۃ التسبیح)

کے اعمال میں سے نماز کا حساب لیا جائے گا اگر نماز درست نکلی تو بندہ کامیاب ہوا اور اگر وہ خراب نکلی تو بندہ ناکام ہوا۔ اگر اس کے فرض میں سے کوئی چیز ناقص ہوئی تو حق تعالیٰ فرمائیں گے دیکھو میرے بندہ کی کوئی نفل ہے، تو ان نوافل سے فرض کی کمی پوری کی جائے گی، پھر باقی اعمال بھی اسی طرح ہوں گے، ایک روایت میں ہے پھر زکوٰۃ کا حساب اسی طرح ہوگا، پھر تمام اعمال کا حساب اسی طرح ہوگا۔

(۴۴۶) حضرت اُمِّ حَبِیْبَہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى فِيْ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهٗ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ۔ (ترمذی ص۵۶ ج۱، نسائی، مشکوٰۃ باب السنن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن رات میں بارہ رکعت (سنت) پڑھے اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا چار رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت نمازِ فجر سے پہلے۔

(۴۴۷) اس مضمون کی مرفوع حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی ترمذی صفحہ ۵۵ جلد اول میں مروی ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ف : احادیث و آثار سے جس قدر سُنن و نوافل ثابت ہیں، وہ سب اہتمام سے ادا کرنی چاہئیں خصوصاً نمازِ تہجد، اشراق، چاشت، نمازِ حاجت، نمازِ توبہ، اوّابین، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد، نمازِ استخارہ، نمازِ تسبیح وغیرہ۔

نمازِ تراویح

نمازِ تراویح کو احادیث میں قیام رمضان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آنحضرت صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے خود نمازِ تراویح کو سُنّت قرار دیا ہے اور اس کی ترغیب دی ہے۔

(۴۴۸) حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فَرَضَ صِیَامَ رَمَضَانَ عَلَیْکُمْ وَسَنَنْتُ لَکُمْ قِیَامَہٗ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان میں روزہ فرض قرار دیا ہے اور میں نے اس کے قیام (نمازِ تراویح) کو سُنّت قرار دیا ہے۔

(نسائی ج ۱ ص ۳۰۸ ابن ماجہ)

(۴۴۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص ایمان وطلب ثواب کے جذبہ سے رمضان میں تراویح پڑھے، اس کے تمام سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(مسلم ص ۲۵۹، بخاری، مشکوٰۃ ص ۱۷۳)

(۴۵۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرَغِّبُ فِیْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامِ رمضان (نمازِ تراویح) کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قِيَامِ رَمَضَانَ۔ (مسلم ص۲۵۹ جلداول، باب الترغیب فی قیام رمضان وھوالتراویح)

(۱۵۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُرَغِّبُ النَّاسَ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ۔ (نسائی ص۳۷۳ جلداول)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نمازِ تراویح کی ترغیب دیتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ رمضان میں ساری رات نماز وعبادت میں گزارتے تھے، بستر آپ کے آرام سے ناآشنا رہتا تھا۔

(۱۵۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ لَمْ یَاْتِ فِرَاشَہٗ حَتّٰی یَنْسَلِخَ۔ (بیہقی)	جب رمضان آتا تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر تشریف نہ لاتے، یہاں تک کہ ماہِ رمضان ختم ہوجاتا۔

تراویح کی جماعت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تو پورے رمضان میں رات بھر نماز وعبادت میں مصروف رہتے تھے اور اُمت کو بھی قیامِ رمضان (تراویح) کی ترغیب فرماتے تھے۔ لیکن تراویح کی جماعت پر آپؐ نے مُداومت ومُواظبت نہیں فرمائی۔ آپؐ نے ترکِ مداومت کا یہ سبب ارشاد فرمایا کہ اس سے کہیں اُمت پر فرض نہ ہوجائے۔ آپؐ نے ایک ایک رات کے وقفہ سے تین راتیں (۲۳۔ ۲۵۔ ۲۷ رمضان) جماعت سے تراویح کی نماز پڑھائی، پہلی شب تہائی رات تک، دوسری شب آدھی رات تک اور تیسری شب صبح صادق کے قریب تک نمازِ تراویح پڑھاتے رہے، یہاں تک کہ صحابہ کرامؓ کو سحری کے فوت ہوجانے کا اندیشہ لاحق ہوگیا۔

(۱۵۳) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ	حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا ..... فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا ..... فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ جَمَعَ نِسَاءَهُ وَأَهْلَهُ وَالنَّاسَ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ قُلْتُ مَا الْفَلَاحُ قَالَ السُّحُورُ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ۔

(ابوداؤد ج۱ ص۲۰۱ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند امام احمد، مشکوٰۃ ص۱۱۲)

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے تو آپ نے مہینے کے کسی حصے میں بھی ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا، یہاں تک کہ سات راتیں باقی رہ گئیں تو ہمارے ساتھ قیام فرمایا (نماز تراویح پڑھی) یہاں تک کہ تہائی رات گزر گئی، جب چھٹی رات ہوئی تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا، پھر جب پانچویں رات ہوئی ..... تو آدھی رات تک ہمارے ساتھ قیام فرمایا، پس جب چوتھی رات ہوئی تو آپؐ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا، پھر جب تیسری رات ہوئی تو آپ نے اپنے گھر والوں اور لوگوں کو جمع کیا اور ہمارے ساتھ (طویل) قیام فرمایا، حتیٰ کہ ہمیں فلاح کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہونے لگا (راوی کہتا ہے) میں نے پوچھا کہ فلاح کیا ہے۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا، فلاح سے سحری مراد ہے پھر مہینہ کے باقی حصہ میں آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا۔

(۱۵۴) حضرت عائشہؓ کی مرفوع حدیث میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تین راتیں تراویح کی نماز پڑھانے کا ذکر آیا ہے۔ اس کے بعد جماعت کی پابندی نہ فرمانے کے سلسلہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں آپؐ کا یہ ارشاد مروی ہے۔

لٰکِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَیْکُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا۔

(بخاری ص ۲۶۹ ج ۱، مسلم ص ۲۵۹ ج ۱)

لیکن مجھے اندیشہ ہوا کہ تراویح کی جماعت تم پر فرض نہ کر دی جائے، پھر تم اس سے عاجز ہو جاؤ۔

(۵۵) حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند راتیں تراویح کی جماعت کرائی، پھر اس کی پابندی ترک کرنے کا یہ سبب ارشاد فرمایا:

خَشِیْتُ اَنْ یُّکْتَبَ عَلَیْکُمْ وَلَوْ کُتِبَ عَلَیْکُمْ مَا قُمْتُمْ بِهٖ۔

(بخاری واللفظ للبخاری ص ۱۰۸۲ ج ۲ ومسلم، مشکوٰۃ ص ۱۱۲)

مجھے ڈر لگا کہ تم پر فرض کر دی جائے اور اگر تم پر فرض کر دی گئی تو تم اسے نباہ نہیں سکو گے۔

(۵۶) عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ کَانَ النَّاسُ یُصَلُّوْنَ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ بِاللَّیْلِ اَوْزَاعًا یَکُوْنُ مَعَ الرَّجُلِ الشَّیْءُ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَیَکُوْنُ مَعَهُ النَّفَرُ الْخَمْسَةُ اَوِ السِّتَّةُ وَاَقَلُّ مِنْ ذٰلِکَ وَاَکْثَرُ یُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِهٖ اه

(ابو داؤد وسکت علیہ ہو والمنذری، اوجز المسالک، شرح موطا امام مالکؒ ص ۳۸۷ ج ۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں لوگ رمضان کی رات کو متفرق طور پر نماز پڑھتے تھے ایک آدمی کے پاس قرآن مجید کا کچھ حصہ (یاد) ہوتا تو پانچ یا چھ آدمی اور کم و بیش اس کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

(۵۷) حضرت اُبَیّ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عہدِ نبوت میں تراویح کی جماعت کراتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کی تحسین و تصویب فرمائی تھی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ثعلبہ بن مالک القرظیؓ سے مروی ہے۔

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فِیْ رَمَضَانَ فَرَاٰی نَاسًا فِیْ نَاحِیَۃِ الْمَسْجِدِ یُصَلُّوْنَ فَقَالَ مَا یَصْنَعُ ھٰٓؤُلَآءِ قَالَ قَائِلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰٓؤُلَآءِ نَاسٌ لَیْسَ مَعَھُمُ الْقُرْاٰنُ وَاُبَیُّ ابْنُ کَعْبٍؓ یَقْرَاُ وَھُمْ مَعَہٗ یُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِہٖ قَالَ قَدْ اَحْسَنُوْا وَقَدْ اَصَابُوْا۔

حضرت ثعلبہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات رمضان مبارک میں گھر سے باہر تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگ مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھ رہے ہیں، آپؐ نے دریافت فرمایا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ ایک کہنے والے نے عرض کیا، کہ ان لوگوں کے پاس قرآن مجید (حفظ) نہیں ہے، یہ لوگ حضرت اُبی بن کعبؓ کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں، آپؐ نے فرمایا اُنہوں نے اچھا کیا اور درست کیا۔

(رواہ البیہقی فی المعرفۃ واسنادہ جیدٌ واخرجہ ایضًا فی السنن الکبریٰ بطرق
اوجز المسالک شرح موطا امام مالکؒ ج۱ ص۲۸۶ (آثار السنن ص۲۴۷)

ف: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں نزولِ وحی کا سلسلہ جاری تھا تراویح کی جماعت پر مداومت کرنے سے اس کے فرض ہو جانے کا اندیشہ تھا آپؐ نے صحابہ کرامؓ کے شدتِ اشتیاق کے باوجود جماعت تراویح کی پابندی سے عذر فرما دیا۔ آپؐ کے وصال کے بعد جب وحی کا مقدس سلسلہ منقطع ہوگیا، فرضیت کا اندیشہ نہ رہا تو حضرت عمرؓ (جن کا علم، علمِ نبوت کا تتمہ تھا، بخاری ج۱ ص۱۸ باب فضل العلم، وج۱ ص۵۲۰ مناقب عمرؓ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء پورا کرنے کے لئے تراویح باجماعت کا باقاعدہ انتظام فرمایا۔ حضرت ابی بن کعبؓ کو جماعت تراویح کا امام مقرر فرمایا۔

(۴۵۸) صحیح بخاری کی حدیث کے الفاظ ہیں۔

فَجَمَعَھُمْ عَلٰی اُبَیِّ بْنِ

حضرت عمرؓ نے لوگوں کو حضرت اُبی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کعبؓ۔ (بخاری ۲۶۹/۱) ابن کعبؓ کی امامت پر اکٹھا کیا۔

تراویح کی بیس ۲۰ رکعت

بطور تمہید عرض ہے کہ صحابہ کرامؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے براہِ راست تربیت یافتہ تھے، مزاج شناس وحی اور مزاج شناس نبوت تھے۔ اللہ تعالیٰ کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے علم، عمل اور فہم دین پر کامل اعتماد تھا، قرآن وحدیث کی بے شمار نصوص میں اس اعتماد کا اظہار و اعلان فرمایا گیا ہے۔

(۴۵۹) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔ (التوبہ ۹/۱۰۰)

اور جو مہاجرین وانصار (ایمان لانے میں) سبقت کرنے والے متقدم ہیں اور جن لوگوں نے اخلاص کے ساتھ ان کا اتباع کیا۔ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہیں۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ صحابہ کرامؓ، مہاجرین وانصارؓ کی اتباع اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور رضائے الٰہی کا سبب ہے۔

ارشادِ ربانی ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا۔ (الفتح ۴۸/۲۹)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور آپؐ کے ساتھی کفار پر سخت اور آپس میں مہربان ہیں، اے مخاطب! آپ اُن کو رکوع وسجود میں دیکھیں گے، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل ورضا کے طالب ہیں۔

ت یہ مضمون آغاز میں بھی گزر چکا ہے۔ اہمیت کے پیشِ نظر اس کا تکرار گوارا کر لیجیے گا۔ منہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہ آیت کریمہ صحابہ کرامؓ کی عبادت و اخلاص اور پاکیزہ جذبات کی زبردست شہادت ہے۔

(۴۶۱) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ تَمَسَّکُوْا بِھَا وَعَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا طریقہ اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدینؓ کا طریقہ لازم پکڑو، اس پر عمل کرو اور اسے ڈاڑھوں سے مضبوط پکڑو۔

(ترمذی ج ۲ ص ۶۲، ابوداؤد ج ۲ ص ۲۸۷، باب فی لزوم السنۃ، ابن ماجہ، وقال الترمذی حدیث حسن صحیح، مشکوٰۃ ص ۲۹)

(۴۶۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اَدْرِیْ مَا بَقَآءِیْ فِیْکُمْ اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍؓ وَعُمَرَؓ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنی مدت تمہارے ساتھ رہوں گا، میرے بعد حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کی پیروی کرنا۔

(ترمذی ج ۲ ص ۲۰۶، ابن ماجہ، مسند امام احمدؒ، مشکوٰۃ ص ۵۶۰)

(۴۶۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَؓ وَقَلْبِہٖ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی زبان و دل پر حق رکھ دیا ہے۔

(ترمذی ص ۲۰۹ ج ۲، مشکوٰۃ ص ۵۵۷)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہ حدیث ابنِ عمرؓ کے علاوہ درج ذیل صحابہؓ سے بھی مروی ہے۔

(۴۶۴) حضرت ابُوذر رضی اللہ عنہ سے ابوداؤد اور (۴۶۵) مسندِ امام احمد میں حضرت ابُوہُریرہؓ سے مسندِ امام احمد، مستدرک حاکم اور مسند ابُویعلیٰ میں (۴۶۶) حضرت بلال رضؓ و (۴۶۷) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طبرانی میں۔

(اوجزالمسالک شرح مؤطا امام مالک ج۱ ص۳۹۷)

(۴۶۸) حضرت عمران بن حُصین رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ۔ (بخاری ج۱ ص۵۱۵ باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مسلم، مشکوٰۃ ص۵۵۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری اُمت کے بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں (صحابہؓ) پھر وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں (تابعینؒ) پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں۔ (تبع تابعینؒ)

کتاب وسنت کی ان نصوص وہدایات سے واضح ہوا کہ صحابہ کرامؓ بالخصوص خلفائے راشدینؓ کے آثار بھی شرعی دلیل ہیں، ائمہ اربعہؒ اور جمہور علماء اسلام ہمیشہ صحابہؓ وتابعینؒ کے آثار سے بھی حسبِ ضرورت استدلال کرتے آئے ہیں، امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کے مختلف ابواب میں صحابہؓ وتابعینؒ وغیرہم کے ایک ہزار چھ سو آٹھ (۱۶۰۸) آثار بطور استدلال ذکر کئے ہیں۔ (فتح الباری شرح بخاری ص۴۵۲ ج۱۳، خاتمہ کتاب)

جس طرح ملکی قانون کی تشریح میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے فیصلے اور ان کے جج صاحبان کی تحقیقات وآراء اور اقوال ماتحت عدالتوں کے لئے تمام دُنیا میں حجت اور دلیل تسلیم کئے جاتے ہیں، اسی طرح قرآن وحدیث کی تشریح میں صحابہؓ وتابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے آثار واقوال بھی مذکورہ بالا کتاب وسنت کی نصوص وہدایات کی بنا پر درجہ بدرجہ حجت اور دلیل ہیں۔ اس تمہید کے بعد اصل مسئلہ پر غور فرمائیے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کتاب وسنت کی بے شمار نصوص سے واضح ہوتا ہے کہ ماہِ رمضان باقی گیارہ مہینوں سے ممتاز ہے، یہ مبارک مہینہ عبادت کے لئے مخصوص ہے، اس کے دن روزہ وتلاوت میں اور اس کی راتیں نماز ودیگر عبادات میں گزاری جائیں، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مبارک ماہ میں شب بیداری فرمایا کرتے تھے۔ ساری رات نماز وعبادت میں مصروف رہتے تھے، آپ دوسروں کو بھی خصوصی اہتمام کے ساتھ قیام رمضان (تراویح) کی ترغیب وتشویق فرمایا کرتے تھے۔ چند راتیں آپؐ نے تراویح کی جماعت بھی کرائی تھی۔ ایک رات تو سحری تک تراویح باجماعت میں گزاری۔ لیکن اس اندیشہ سے تراویح کی جماعت کا التزام اور پابندی نہیں فرمائی گئی کہ امت پر فرض نہ کردی جائے اور پھر امت اسے نباہ نہ سکے۔

آپؐ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور بہت ہی مختصر تھا، جو جہادی مصروفیات اور مسیلمہ کذاب جیسے فتنوں کے دبانے میں گزر گیا۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو چھوٹے مسائل کی طرف التفات فرمانے کی فرصت ہی نہیں ملی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ابتدائی دور بھی انہی جیسے اہم مسائل کے حل میں صرف ہوا۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جب جہادی مہمات ومسائل سے قدرے فارغ ہوئے تو آپؓ نے تراویح جیسے مسائل کیطرف توجہ فرمائی اور ان کو حل کیا۔ آپؓ نے حضرت اُبَی بن کعبؓ کو مسجدِ نبوی میں تراویح کا امام مقرر کیا۔ آپ کے مقدس عہد میں بیس ۲۰ رکعت تراویح باجماعت کا التزام اور اس پر دائمی عمل شروع ہوا۔ کسی صحابیؓ نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ گویا اس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہوا۔ آپ کے بعد حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کی خلافت میں بھی مسلسل بیس ۲۰ تراویح پر عمل ہوتا رہا۔ صحابہؓ وتابعین کا مسلسل عمل بیس ۲۰ رکعت تراویح پر رہا۔ جسے ائمہ اربعہؒ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے باتفاق اختیار کیا۔ چودہ سو سال سے جمہور امت کا عمل بیس ۲۰ رکعت پر چلا آرہا ہے۔

اس تفصیل کے لئے درج ذیل شواہد ملاحظہ فرمائیں۔

(۴۶۹) حضرت سائب بن یزید صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قَالَ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

حضرت عمر بن الخطابؓ کے عہد خلافت میں لوگ (صحابہؓ و تابعینؒ) ماہِ رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

(سنن کبریٰ بیہقی ص ۴۹۶ ج ۲، قال النووی الشافعیؒ فی شرح المہذب ص ۳۲ ج ۴ اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ)

متعدد حفاظ محدثین کرامؒ نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے، علامہ نووی شافعیؒ نے اپنی کتاب "خلاصۃ" میں، محدث ابن العراقیؒ نے "شرح التقریب" میں، علامہ سیوطیؒ نے "المصابیح" میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(اوجز المسالک ص ۳۹۷ ج ۱ حاشیہ آثار السنن ص ۲۵۱)

(۴۷۰) بیہقی کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

وَعَلٰى عَهْدِ عُثْمَانَؓ وَعَلِيٍّؓ مِثْلَهٗ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں بھی عہد فاروقی کی طرح بیس رکعت پڑھی جاتی تھیں۔

(۴۷۱) حضرت سائب بن یزیدؓ کی دوسری حدیث ہے۔

قَالَ كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ زَمَانِ عُمَرَؓ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً ۔

ہم حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

(اخرجہ البیہقی فی معرفۃ الآثار والسنن)

محدث نووی شافعیؒ "خلاصۃ" میں فرماتے ہیں۔

اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ اس کی سند صحیح ہے۔

(نصب الرایہ ص ۱۵۴ ج ۲)

(۴۷۲) حضرت یزید بن رومان تابعیؒ سے مروی ہے۔

كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ فِيْ رَمَضَانَ

حضرت عمر بن الخطابؓ کے زمانہ خلافت میں لوگ رمضان مبارک میں تیئس ۲۳ رکعت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بِثَلٰثٍ وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَةً۔ پڑھتے تھے۔

(بیہقی صـ۹۶ م جلد دوم، موطا امام مالکؒ صـ۹۸ مرسل قوی)

محدث بیہقی شافعیؒ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اُن میں بیس۲۰ رکعت تراویح اور تین رکعت وتر تھے۔ (بیہقی ط۲ ص۴۹۶)

(۴۳) حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ اَمَرَ رَجُلاً یُصَلِّیْ بِهِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً۔ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس۲۰ رکعت پڑھائیں۔

(مصنف ابن شیبہ صـ۳۹۲ جلد دوم، آثار السنن صـ۲۵۳)

واضح رہے کہ محدث ابن ابی شیبہؒ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے اساتذہ میں سے ہیں۔

(تہذیب التہذیب ج۲ ص۴۲۷ لابن حجرؒ)

(۴۴) حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

اِنَّ عُمَرَؓ اَمَرَهٗ اَنْ یُّصَلِّیَ بِاللَّیْلِ فِیْ رَمَضَانَ فَصَلّٰی بِهِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً۔ حضرت عمرؓ نے حضرت اُبی بن کعبؓ کو رمضان کی رات نماز پڑھانے کا حکم دیا تو حضرت اُبی ابن کعبؓ نے لوگوں کو بیس۲۰ رکعت نماز پڑھائی

(کنز العمال صـ۹۰۷ م جلد ۸، اوجز المسالک صـ۳۹۸ ج۱، مسند ابن منیع)

(۴۵) حضرت محمد بن کعب قرظیؒ تابعی سے مروی ہے۔

کَانَ النَّاسُ یُصَلُّوْنَ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً۔ لوگ حضرت عمر بن الخطابؓ کے زمانہ خلافت میں رمضان مبارک میں ۲۰ رکعت پڑھتے تھے۔

(قیام اللیل للمحدث محمد بن نصرؒ)

(۴۶) حضرت عبد العزیز بن رُفیعؒ تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کَانَ اُبَیُّ ابْنُ کَعْبٍؓ یُصَلِّیْ حضرت ابی بن کعبؓ ماہِ رمضان میں مدینہ منورہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

كَانَ يَقُوْمُ بِالنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ بِالْمَدِيْنَةِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ ۔

میں لوگوں کو بیس۲۰ رکعت پڑھاتے تھے اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ صـ۳۹۳ جلد دوم)

(۴۷) حضرت ابوعبدالرحمن اسلمیؒ تابعی حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا عمل نقل کرتے ہیں۔

دَعَا الْقُرَّاءَ فَاَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً (بیہقی صـ۴۹۶ جلد۲)

حضرت علیؓ نے قراء کرام کو بلایا اور ان میں سے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو (رمضان مبارک میں) بیس۲۰ رکعت پڑھائے۔

(۴۸) حضرت ابوالحسناء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ عَلِيًّا اَمَرَ رَجُلًا اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ (بیہقی صـ۴۹۶ جـ۲، ابن ابی شیبۃ)

حضرت علیؓ نے ایک شخص کو مامور کیا کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویحہ یعنی بیس۲۰ رکعت پڑھائے۔

(۴۹) حضرت ابوالحسنؒ رحمۃ اللہ سے روایت ہے۔

اِنَّ عَلِيًّا اَمَرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

حضرت علیؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس۲۰ رکعت پڑھائے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ صـ۳۹۳ جـ۲ فی نسخۃ)

(۵۰) حضرت حسن بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

اِنَّ اُبَيًّا رضـ كَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ بِالْمَدِيْنَةِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ صـ۳۹۳ جـ۲)

حضرت اُبیؓ بن کعبؓ مدینہ منورہ میں ماہِ رمضان میں لوگوں کو بیس۲۰ رکعت پڑھاتے تھے۔

(۵۱) عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رضـ يُصَلِّيْ

حضرت زیدؒ تابعی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ رمضان مبارک میں ہمیں نماز پڑھاتے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لَنَا فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ ..... قَالَ الْاَعْمَشُ كَانَ يُصَلِّيْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ ۝

تھے۔ زید کے شاگرد حضرت اعمشؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیس رکعت پڑھتے اور وتر تین رکعت پڑھتے تھے۔

(قیام اللیل لمحمد بن نصرؒ، عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۱۱ ص ۱۲۷)

(۴۸۲) عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ثَلَاثًا وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ۔

حضرت عطاء تابعیؒ فرماتے ہیں میں نے لوگوں (صحابہؓ و تابعینؒ) کو پایا کہ وہ وتر سمیت تئیس ۲۳ رکعت پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۲ ص ۳۹۳ سند حسنؒ۔ قیام اللیل لمحمد بن نصرؒ)

(۴۸۳) حضرت ابوالخُصَیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

كَانَ يَؤُمُّنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ فِيْ رَمَضَانَ فَيُصَلِّيْ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً ۝ (بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶ سند حسن)

حضرت سُوَید بن غَفَلہؒ رمضان المبارک میں ہمارے امام بنتے تو بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

ف: حضرت سُوَید بن غَفَلہؒ خلفاء راشدینؓ کے تلمیذ خاص اور کبار تابعین میں سے ہیں۔

(تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۲۷۸)

(۴۸۴) حضرت نافع بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ[1] يُصَلِّيْ بِنَا فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

حضرت ابن ابی مُلَیکہؒ ماہ رمضان میں ہمیں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ، ص ۳۹۴ جلد ۲ سندہٗ صحیحٌ)

---

[1] ان کا نام و نسب یہ ہے عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی مُلَیکہ مشہور تابعی ہیں۔ اکثر صحابہؓ کی زیارت و ملاقات کے شرف سے مشرف ہوئے۔ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن عمرؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے علم حدیث حاصل کیا (تہذیب التہذیب ص ۳۰۶ جلد ۵)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۴۸۵) حضرت سعید بن عُبَید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ عَلِیَّ بْنَ رَبِیْعَۃَ[1] کَانَ یُصَلِّیْ بِھِمْ فِیْ رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

حضرت علی بن ربیعہؓ لوگوں کو رمضان مبارک میں پانچ ترویحہ (بیس رکعت) پڑھاتے اور تین وتر پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۳۹۳ ج ۲ بسند صحیح)

(۴۸۶) حضرت شُتَیر[2] بن شکل تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا عمل مروی ہے۔

اِنَّہٗ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔

حضرت شُتَیرؒ ماہِ رمضان میں بیس رکعت پڑھتے تھے۔

(قیام اللیل بیہقی، مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۳۹۳ ج ۲)

(۴۸۷) حضرت ابُوالبختری رحمۃ اللہ علیہ کا عمل مروی ہے۔

اِنَّہٗ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۳۹۳ ج ۲)

حضرت ابوالبختریؒ تابعی رمضان مبارک میں پانچ ترویحہ (بیس رکعت) پڑھتے تھے اور تین وتر پڑھتے تھے۔

(۴۸۸) حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ کا عمل مروی ہے۔

اِنَّہٗ کَانَ یَؤُمُّ النَّاسَ فِیْ رَمَضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔

حضرت حارثؒ ماہِ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۳۹۳ جلد ۲)

---

[1] علی بن رَبیعۃ تابعیؒ ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اور دیگر متعدد صحابہ کرامؓ سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب ص ۳۲۰ جلد ۷)

[2] شُتَیر بن شکل تابعیؒ ہیں۔ حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے علم حاصل کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب ص ۳۱۱ جلد ۴)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ف : ان احادیث و آثار کی تفصیل اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالکؒ ص ۳۹۷ و ۳۹۸ جلد اوّل و حاشیہ آثار السنن ص ۲۵۰، ۲۵۱ پر ملاحظہ فرمائیں۔

خلفاء راشدین ثلثہؓ (حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ) کے مقدس عہد سے صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، اور تبع تابعینؒ کا متواتر و مسلسل عمل بیس۲۰ رکعت تراویح کا رہا ہے، ائمہ اربعہؒ ان کے متبعین اور جمہور علماء کا مسلک بھی یہی ہے۔ بعض محققین نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ امام ترمذی شافعیؒ اپنی جامع ترمذی "باب قیام شہر رمضان" کے عنوان کے تحت مسئلہ تراویح پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَاَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى مَا رُوِىَ عَنْ عَلِيٍّؓ وَعُمَرَؓ وَغَيْرِهِمَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ (ترمذی ص ۹۹ ج ۱)

اکثر اہلِ علم بیس۲۰ رکعت تراویح پر قائم ہیں جو حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں

علامہ عینی حنفیؒ، عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۱۲۶ جلد ۱۱ پر بیس۲۰ رکعت تراویح کے متعلق امام ترمذیؒ کا مذکورہ تذکرہ نقل کرکے فرماتے ہیں۔

وَهُوَ قَوْلُ اَصْحَابِنَا الْحَنَفِيَّةِ۔

ہمارے ائمہ احناف کا قول بھی بیس۲۰ رکعت کا ہے۔

علامہ ابن عبد البرؒ مالکیؒ بیس رکعت تراویح کے بارے میں فرماتے ہیں۔

وَهُوَ قَوْلُ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَبِهٖ قَالَ الْكُوْفِيُّوْنَ وَالشَّافِعِيُّ وَاَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَهُوَ الصَّحِيْحُ عَنْ اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍؓ مِنْ غَيْرِ خِلَافٍ فِي الصَّحَابَةِ۔ (عمدۃ القاری ص ۱۲۷ ج ۱۱)

بیس۲۰ رکعت تراویح جمہور علماء کا قول ہے۔ اہلِ کوفہ (احناف و دیگر محدثین و فقہا)، امام شافعیؒ اور اکثر فقہا کا یہی مسلک ہے، حضرت اُبَیّ بن کعبؓ سے صحیح طور پر یہی ثابت ہے صحابہ کرامؓ کا اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

علامہ ابن رشد مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فَاخْتَارَ مَالِكٌ فِي أَحَدِ قَوْلَيْهِ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَدَاوُدُ الْقِيَامَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً سِوَى الْوِتْرِ۔ (بدایۃ المجتہد ج۱ ص۱۲۱)

امام مالکؒ نے اپنے ایک قول میں اور امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام داؤدؒ ظاہری نے وتر کے علاوہ بیسؒ رکعت تراویح کو اختیار کیا ہے۔

امام مالکؒ کا دوسرا قول چھتیس رکعت تراویح کا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی شافعیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَجْمَعَ الصَّحَابَةُ عَلٰى اَنَّ التَّرَاوِيْحَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً۔

صحابہ کرامؓ کا بیسؒ رکعت تراویح پر اجماع و اتفاق ہے۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ ج۳ ص۱۹۳)

محدث ابن قدامہ حنبلیؒ المغنی ج۱ ص۷۹۸ پر نمازِ تراویح کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَالْمُخْتَارُ عِنْدَ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ (الامام احمد بن حنبلؒ) فِيْهَا عِشْرُوْنَ رَكْعَةً۔

امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں بیس رکعت تراویح مختار اور راجح ہے۔

آگے ص۷۹۹ ج۱ میں بیسؒ رکعت کے دلائل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَعَنْ عَلِيٍّؓ اَنَّهٗ اَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَهٰذَا كَالْاِجْمَاعِ۔

حضرت علیؓ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیسؒ رکعت پڑھائے یہ بمنزلہ اجماع کے ہے۔

علامہ قسطلانی شافعیؒ ارشاد الساری شرح بخاری ج۳ ص۴۲۶ پر عہدِ فاروقی میں بیسؒ رکعت تراویح پر صحابہؓ و تابعینؒ کا عمل نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَقَدْ عَدُّوْا مَا وَقَعَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَؓ كَالْاِجْمَاعِ۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں بیسؒ رکعت تراویح کا واقعہ بمنزلہ اجماع کے ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علامہ نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ شرح المہذب صفحہ ۳۲ جلد ۴ پر نمازِ تراویح پر بحث کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔

إِنَّهَا عِشْرُوْنَ رَكْعَةً ..... هٰذَا مَذْهَبُنَا وَبِهٖ قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَاَصْحَابُهٗ وَاَحْمَدُ وَدَاوٗدُ وَغَيْرُهُمْ وَنَقَلَهُ الْقَاضِيْ عِيَاضٌ (المالکی) عَنْ جَمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ۔

نمازِ تراویح بیس ۲۰ رکعت ہے۔ ہمارا مذہب یہی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب اور امام احمد بن حنبل اور امام داؤد ظاہریؒ اور دوسرے علماء کا یہی قول ہے اور قاضی عیاض مالکیؒ نے بھی جمہور علماء کا یہی مسلک نقل کیا ہے۔

الحاصل بیس ۲۰ رکعت تراویح جمہور صحابہؓ و تابعینؒ کا مسلسل عمل ہے جو اجماع کی ایک شکل ہے۔ ائمہ اربعہؒ کا اس پر اتفاق ہے چودہ صدیوں سے کروڑوں اہلِ اسلام اسی پر عمل پیرا چلے آرہے ہیں۔

ف : بعض احادیث و آثار میں نماز تراویح میں بیس ۲۰ رکعت سے کم کا ذکر بھی آیا ہے محققین کے ہاں ایسی روایات ابتداء پر محمول ہیں، آخری عمل بیس ۲۰ رکعت کا ہے۔ اس پر قرنِ خلفاء راشدینؓ کے مقدس عہد میں بیس ۲۰ رکعت پر جمہور صحابہؓ و تابعینؒ کا عملی اجماع ہے، اگر بیس ۲۰ رکعت تراویح آخری عمل نہ ہوتا تو جمہور صحابہؓ و تابعینؒ ہرگز اسے اختیار نہ کرتے اور اس پر مسلسل عملی اصرار نہ کرتے۔

محدث بیہقی شافعیؒ نے تراویح کے بارے میں مختلف روایات کی یہی توجیہ کی ہے۔

وَجَمَعَ الْبَيْهَقِيُّ بَيْنَهَا بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ بِاِحْدٰى عَشْرَةَ ثُمَّ قَامُوْا بِعِشْرِيْنَ وَاَوْتَرُوْا بِثَلَاثٍ۔

محدث بیہقیؒ نے ان مختلف روایات میں یہ تطبیق دی ہے کہ وہ لوگ گیارہ رکعت پڑھتے تھے پھر بیس ۲۰ رکعت پڑھیں اور تین رکعت وتر پڑھے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(ارشاد الساری شرح بخاری ص ۲۶ ج ۳ للمحدث القسطلانی الشافعیؒ، نصب الرایہ ص ۱۵۴ ج ۲ للمحدث الزیلعی الحنفیؒ)

امام بیہقیؒ کی یہ توجیہ و تطبیق سنن کبریٰ بیہقی مع الجوہر النقی ص ۴۹۶ جلد ۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

ف : بیس ۲۰ رکعت تراویح پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث اگرچہ سند کے لحاظ سے ضعیف ہے، تاہم مذکورہ بالا صحابہؓ و تابعینؒ کے بیس ۲۰ رکعت کے عملی اجماع سے اسکی بنیاد صحیح ثابت ہوتی ہے۔ وہ مرفوع حدیث یہ ہے۔

(۴۸۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مبارک میں بیس ۲۰ رکعت پڑھتے تھے۔

(بیہقی ص ۴۹۶ جلد دوم، طبرانی کبیر، معجم بغوی، مسند عبد بن حمید، مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۳۹۴ ج ۲)

فجر کی سنتیں بہت اہم ہیں

نماز فجر کی دو ۲ رکعت سنتیں بہت مؤکد ہیں۔

(۴۹۰) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَیْءٍ اَشَدَّ تَعَاھُدًا مِنْہُ عَلٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (نوافل و سنن میں سے) سب سے زیادہ اہتمام فجر کی دو ۲ سنتوں کا فرماتے تھے۔

(بخاری ص ۱۵۶ جلد ۱، مسلم ص ۲۵۱ جلد اول، مشکوٰۃ ص ۱۰۲)

(۴۹۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَدَعُوْا رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ وَلَوْ طَرَدَتْکُمُ الْخَیْلُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) مت چھوڑو، اگرچہ گھوڑے تمہیں دوڑا رہے ہوں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(ابو داؤد صہ ۱۸۶ جلد اول، مسند امام احمد)

ف : اگر صبح کی جماعت کھڑی ہو چکی ہو اور فجر کی سُنتیں بھی ادا کرنی ہوں، تو دونوں فضیلتوں (ادائیگی سُنت، شرکت جماعت) کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ جماعت کی صفوں سے ہٹ کر سُنتیں ادا کر کے جماعت میں شرکت کی جائے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ سُنتیں پڑھنے سے جماعت فوت ہو جائے گی، تو پھر جماعت میں شامل ہو جائے اور سُنتیں سُورج نکلنے کے بعد ادا کرے۔ اس تفصیل کے لئے ذیل کی احادیث و آثار ملاحظہ ہوں۔

(۹۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ یُصَلِّ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ فَلْیُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے فجر کی سُنتیں نہ پڑھی ہوں تو اسے چاہیے کہ سورج نکلنے کے بعد ان کو پڑھے۔"

(ترمذی صہ ۵۹، مستدرک حاکم، دار قطنی، بیہقی، صحیح ابن حبان، صححہ الحاکم واقرہ الذہبی)

(۹۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضہ اَنَّهٗ صَلّٰی رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ بَعْدَ الضُّحٰی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضہ نے فجر کی سُنتیں چاشت کے بعد پڑھیں۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ صہ ۲۵۵ جلد دوم سندہٗ حسنٌ)

(۹۴) حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَیْقَظْتُ ابْنَ عُمَرَ رضہ لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ وَقَدْ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ فَصَلَّی رَكْعَتَیْنِ۔

میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضہ کو صبح کی نماز کے لیے جگایا، حالانکہ جماعتِ نماز کی اقامت ہو چکی تھی، تو حضرت ابن عمر رضہ کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں سُنتیں پڑھیں۔

(طحاوی صہ ۲۵۶ جلد اول اسنادہ صحیحٌ)

(۹۵) حضرت ابو درداء صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا عمل منقول ہے۔

اِنَّهٗ كَانَ یَدْخُلُ

حضرت ابو درداء رضہ مسجد میں تشریف لائے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِي الصَّلٰوةِ۔

جب کہ لوگ صبح کی نماز کی صف بندی کر چکے ہوتے، تو آپ مسجد کے ایک کونے میں سُنّتیں پڑھتے پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہوتے۔

(طحاوی ص۲۵۶ جلد اول اسنادہ حسنٌ)

(۴۹۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰىؒ قَالَ جَاءَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍؓ وَالْاِمَامُ يُصَلِّي الصُّبْحَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ اِلٰى سَارِيَةٍ وَلَمْ يَكُنْ صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔

حضرت عبداللہ بن ابی موسیٰؒ فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ امام صاحب صبح کی نماز پڑھا رہے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی صبح کی سُنّتیں رہتی تھیں تو آپؓ نے ایک سُتون کے پاس اُن کو ادا کیا۔

(طبرانی کبیر، قال المحدث الہیثمی فی مجمع الزوائد رجالہ موثقون)۔

اس کے راوی ثقہ لائق اعتماد ہیں۔ (مجمع الزوائد)

(۴۹۷) حضرت حارثہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَرَكَعَ ابْنُ مَسْعُوْدٍؓ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْقَوْمِ فِي الصَّلٰوةِ۔

صبح کی نماز کی اقامت کی جا چکی تھی، حضرت ابن مسعودؓ نے دو رکعت سُنّت ادا کیں، پھر لوگوں کے ساتھ نماز (کی جماعت) میں شریک ہوئے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ، ص۲۵۱ ج۲ اسنادہ صحیح)

(۴۹۸) حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

كُنَّا نَاْتِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَبْلَ اَنْ نُصَلِّيَ الرَّكْعَتَيْنِ

ہم (بعض اوقات) صبح کی سُنّتیں ادا کرنے سے پہلے حضرت عمر بن الخطابؓ کی خدمت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قَبْلَ الصُّبْحِ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَنُصَلِّيْ فِيْ اٰخِرِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ نَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِيْ صَلٰوتِهِمْ۔

میں حاضر ہوتے، حضرت عمرؓ نماز پڑھا رہے ہوتے، تو ہم مسجد کے آخر میں سنتیں پڑھتے، پھر لوگوں کے ساتھ نماز (کی جماعت) میں شرکت کرتے۔

(طحاوی، ج ۱ ص ۲۵۶ اسنادہ صحیح)

کُنَّا ناقی جمع کا صیغہ دلالت کرتا ہے کہ عہدِ فاروقی میں یہ صورت کثرت سے پیش آتی تھی اور بہت سے حضرات کا عمل اس کے مطابق تھا۔

ف: بعض احادیث میں آیا ہے۔

(۴۹۹) اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ۔

جب نماز کی اقامت کہی جائے تو فرض نماز کے سوا اور کوئی نماز نہیں ہے۔

(مسلم ص ۲۴۷ و سنن اربعہ)

مذکورہ بالا احادیث و آثار کے قرینہ سے اس کا مطلب و محمل یہ ہے کہ سنتیں جماعت کی صف میں نہ پڑھی جائیں تاکہ سنت و فرض کا اتصال نہ ہو۔ اس توجیہ کا دوسرا قرینہ خود ممانعت کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں، کہ اقامت کے بعد سنتیں پڑھنے والے سے آپ نے فرمایا:

اَتُصَلِّي الصُّبْحَ اَرْبَعًا۔

کیا تو صبح کی نماز کی چار رکعت پڑھتا ہے۔

(مسلم صفحہ ۲۴۷ جلد اول)

ایک روایت میں ہے۔

اَلصُّبْحَ اَرْبَعًا۔

کیا تو صبح کی چار رکعت پڑھتا ہے۔

(بخاری ص ۹۱ جلد اول)

چار رکعت کا نقشہ سنت و فرض کو ایک جگہ متصل ادا کرنے سے وجود میں آتا ہے، اگر ممانعت مطلق ہوتی تو مذکورہ بالا صحابہ کرامؓ اقامت کے بعد سنتیں ادا نہ کرتے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صبح کے فرضوں کے بعد طلوعِ شمس سے پہلے سنتیں نہ پڑھنی چاہئیں

(۵۰۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد طلوع شمس تک اور عصر کی نماز کے بعد غروب شمس تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(بخاری ج۱ ص۸۲، مسلم ص۲۷۵ ج۱ جلد اول)

(۵۰۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک مرفوع حدیث حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور دیگر متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واسطے سے روایت کرتے ہیں۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے بعد طلوع شمس تک اور عصر کے بعد غروب شمس تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(بخاری ج۱ ص۸۲، مسلم ص۲۷۵ ج۱ و بقیہ صحاح ستہ)

(۵۰۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاصَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَاصَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ نماز عصر کے بعد غروب شمس تک نماز درست نہیں اور نمازِ فجر کے بعد طلوع شمس تک نماز درست نہیں۔

(بخاری ص۸۲ جلد اول، مسلم ص۲۷۵ ج۱)

(۵۰۳) حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نماز صبح ادا کر، پھر طلوعِ شمس تک نماز سے

صَلِّ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوۃِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ ..... حَتّٰی تُصَلِّیَ الْعَصْرَ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوۃِ حَتّٰی تَغْرُبَ ۔ (مسلم صہ ۲۷۶ جلد اوّل، مسند امام احمد بن حنبلؒ)

رکا رہے ..... یہاں تک کہ تو نماز عصر ادا کرے۔ پھر غروبِ شمس تک نماز سے رُکا رہے۔

(۵۰۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی مرفوع حدیث ہے۔

تُصَلِّی الصُّبْحَ ثُمَّ اجْتَنِبِ الصَّلٰوۃَ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ ۔ (مسند اسحٰق بن راہویہ)

تو صبح کی نماز پڑھے۔ پھر سورج بلند ہونے تک نماز سے اجتناب کر۔

(۵۰۵) حضرت مُعاذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی مرفوع حدیث ہے۔

نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ ۔ (مسند اسحٰق بن راہویہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ صبح کے بعد سورج نکلنے تک اور نماز عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز پڑھنے سے ممانعت فرمائی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع ترمذی صہ ۲۵ جلد اول پر باب "مَا جَاءَ فِی کَرَاھِیَۃِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الْفَجْرِ" کا عنوان قائم کیا ہے اس کے تحت حضرت ابن عباسؓ کی مذکورہ بالا حدیث درج کی ہے۔

اس کے بعد حسبِ معمول وفی الباب کے تحت ۱۸ صحابہ کرامؓ کے نام لکھتے ہیں۔ جن سے فجر و عصر کے بعد ممانعت نماز کی حدیثیں مروی ہیں۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

وَفِی الْبَابِ عَنْ عَلِیٍّ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ وَعُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَابْنِ عُمَرَ وَسَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ وَسَلَمَۃَ بْنِ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الْاَكْوَعِ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَمُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ وَ الصُّنَابِحِيِّ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَائِشَةَ وَكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ وَابِي اُمَامَةَ وَعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ وَيَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ وَمُعَاوِيَةَ - رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت عمر بن الخطابؓ کو شامل کرنے سے بیس نام بنتے ہیں۔

علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۵ ص ۷۶ پر ترمذی کی مذکورہ عبارت نقل کر کے پانچ ناموں کا اضافہ کیا ہے اور لکھا ہے۔

وَفِي الْبَابِ ايْضًا عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ وَاَبِيْ ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ وَابِي قَتَادَةَ وَابِي الدَّرْدَاءِ وَحَفْصَةَ ؓ

حافظ ابن حجر شافعیؒ نے التلخیص الحبیر ج ۲ ص ۱۰۴ مع شرح المہذب بسلسلہ نام ترمذیؒ اور علامہ عینیؒ کے مذکورہ بالا اسماء ذکر کر کے ایک نام کا اضافہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

وَصَفْوَانَ ابْنِ الْمُعَطَّلِ ؓ وَغَيْرِهِمْ۔

اپنے دور کے عظیم محدث حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے معارف السنن شرح ترمذی ص ۹۶، ۹۷ پر مذکورہ بالا اسماء کا ذکر کر کے چار ناموں کا اضافہ کیا ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ؓ وَمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ ؓ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَزْهَرَ ؓ وَاَبِيْ اُسَيْدٍ فِي زَوَائِدِ الْهَيْثَمِيِّ ج ۲ ص ۲۲۷ فَهٰؤُلَاءِ ثَلَاثُوْنَ نَفْسًا مِنَ الصَّحَابَةِ يَزِيْدُوْنَ ذٰلِكَ۔

الغرض تیس صحابہ کرامؓ سے نماز فجر و عصر کے بعد نماز کی ممانعت کی حدیثیں مروی ہیں۔ اس لئے امام طحاویؒ، محدث ابن بطال مالکیؒ، علامہ مناویؒ، علامہ ابن عبد البر مالکیؒ، علامہ سیوطی شافعیؒ جیسے محققین علماء اعلام نے نماز فجر و عصر کے بعد ممانعت نماز کی احادیث کو متواتر کہا ہے۔ (معارف السنن شرح ترمذی ج ۲ ص ۱۲۱)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ف : ایک حدیث میں ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قیس رضؓ کو نمازِ صبح کے بعد سنتیں پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ (مشکوٰۃ ص۹۵، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

محققین نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔

جواب ۱ : جواز والی حدیث خبر واحد ہے اور ممانعت کی مذکورہ بالا احادیث متواتر ہیں۔ باتفاق محدثین متواتر حدیث خبر واحد سے راجح ہوتی ہے۔

جواب ۲ : ممانعت کی احادیث کے قرینہ سے جواز والی حدیث حضرت قیس رضؓ کی خصوصیت پر محمول ہے۔

جواب ۳ : ممانعت کی متواتر احادیث سے یہ خبر واحد منسوخ ہے۔

(معارف السنن شرح ترمذی ص۹۹ جلد۴)

جواب ۴ : یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں :۔

اسناد ھذا الحدیث لیس بمتصل۔ اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے۔

(ترمذی ص۵۷ جلد اول)

پانچ مکروہ اوقات میں دوگانہ طواف اور نفل نماز ممنوع ہے

جمہور علماء کی تحقیق میں درج ذیل اوقات میں نفل نماز اور دوگانہ طواف ممنوع ہیں۔

۱ سورج طلوع ہونے کے وقت۔

۲ دوپہر کو جب کہ سورج سر پر ہو۔

۳ سورج غروب ہونے کے وقت۔

۴ صبح کی نماز کے بعد، طلوع شمس تک۔

۵ عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک۔

ممانعت کی دلیل وہ متواتر احادیث ہیں جو تیس صحابہ کرام رضؓ سے مروی ہیں۔ جن کا منشا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مفہوم ہے :

لَا صَلٰوۃَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ الخ (صحاح ستہ وغیرہ)

ان میں سے بعض کا تفصیلی اور بعض کا اجمالی بیان پہلے گزر چکا ہے نیز ان اوقات میں ممانعت نماز کی مطلق متواتر احادیث کے علاوہ درج ذیل خصوصی احادیث بھی حجت ہیں۔

(۵۰۶) عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَؓ اِنَّهٗ طَافَ بَعْدَ الْعَصْرِ اَوْ بَعْدِ الصُّبْحِ وَلَمْ يُصَلِّ فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔

حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے عصر یا نماز صبح کے بعد طواف کیا اور طواف دوگانہ نہیں پڑھا۔ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد طلوع شمس تک اور عصر کی نماز کے بعد غروب شمس تک نماز پڑھنے سے ممانعت فرمائی ہے۔

(مسند اسحٰق بن راہویہ، مسند امام احمد ص۲۱۹ ج۴، بیہقی، اسنادہ حسن، آثار السنن ص۲۳۹)

حافظ ابن حجرؒ نے "الاصابہ" ص ۴۲۸ جلد ۳ پر اس کی بعض سندوں کی صحت کا اعتراف کیا ہے۔ (حاشیہ نصب الرایہ ص ۲۵۳ جلد اول)

پھر آپ کا یہ عمل صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے سامنے تھا، لیکن کسی صحابیؓ نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔

(۵۰۷) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ اَنَّهٗ طَافَ بَعْدَ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ فَرَكِبَ حَتّٰى صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ بِذِيْ طُوًى ۝

حضرت عمر بن الخطابؓ نے نماز صبح کے بعد طواف کیا۔ پس سوار ہوئے۔ حتّٰی کہ ذی طُوٰی (ایک مقام کا نام ہے) میں پہنچ کر دوگانہ طواف ادا کیا۔

(بخاری ص۲۲ ج۱، باب الطواف بعد الصبح والعصر معلقا، مؤطا امام مالک و سنن بیہقی ص۴۶۳ ج۲)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت عمرؓ کی یہ روایت ترمذی صـ ۱۰۶ جلد اول پر بلا سند زیادہ واضح مروی ہے اس میں ہے فصلی بعد ما طلعت الشمس، حضرت عمرؓ نے طلوع شمس کے بعد طواف کا دوگانہ ادا کیا۔

افضل یہ ہے کہ طواف کے بعد متصل دوگانہ طواف ادا کیا جائے اور مسجد حرام میں مقام ابراہیم کے قریب ادا کیا جائے۔ بلا عذر اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا یا مسجدِ حرام سے باہر ادا کرنا خلاف سنت اور مکروہ ہے۔

حضرت عمرؓ کا افضلیت کی ان تمام وجوہ کو نظر انداز کرتے ہوئے مسجدِ حرام سے دور مقام ذی طویٰ میں تاخیر سے ادا کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحقیق میں نمازِ صبح کے بعد دوگانہ طواف ادا کرنا درست نہیں تھا۔ پھر آپ کا یہ عمل صحابہ کرامؓ کے سامنے تھا۔ لیکن کسی صحابیؓ نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۹ صـ ۲۷۲)

(۵۰۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ اِذَا اَرَدْتَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ اَوِ الْعَصْرِ فَطُفْ وَاَخِّرِ الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ اَوْ حَتّٰى تَطْلُعَ فَصَلِّ لِكُلِّ اُسْبُوْعٍ رَكْعَتَيْنِ ۝ (مصنف ابن ابی شیبہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ جب تو نمازِ فجر یا نمازِ عصر کے بعد بیت اللہ کے طواف کا ارادہ کرے تو طواف کر اور نماز کو مؤخر کر، یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے یا طلوع ہو جائے پھر ہر سات چکروں کے لئے ایک دوگانہ ادا کر۔

حافظ ابن حجر شافعیؒ فتح الباری شرح بخاری صـ ۳۹۲ جلد ۳ پر فرماتے ہیں۔

وَهٰذَا اِسْنَادٌ حَسَنٌ اور یہ سند حسن ہے۔

تنبیہ: حضرت جُبَیر بن مُطعِم رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۵۰۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوْا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی عبدِ مناف جو شخص رات یا دن کے کسی حصہ میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اَحَدًا طَافَ هٰذَا الْبَيْتَ وَصَلّٰى اَيَّةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ۔

بیت اللہ کا طواف کرنا چاہے اور نماز پڑھنا چاہے، تم اس کو مت روکو۔

(ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صہ ۹۵ وصححہ الترمذی)۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مکروہ اوقات میں نماز کی ممانعت کی حدیثیں متواتر ہیں، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور یہ خبر واحد ہے، محدثین کرام کے ہاں متواتر کے مقابلہ میں خبر واحد مرجوح ہوتی ہے، دوسرے اس میں ارباب انتظام کو خطاب ہے کہ تم کسی مسلمان کو طواف و نماز سے نہ روکا کرو۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ منتظمین عام مسلمانوں پر اللہ کے گھر میں پابندیاں نہ لگائیں، ان کو پریشان نہ کریں۔ یہ ایک انتظامی ہدایت ہے اور اس حدیث کا رُخ انتظامیہ کی طرف ہے، نمازیوں کی طرف نہیں ہے۔ نماز پڑھنے والوں کو آپؐ نے بار بار کھول کر بتلا دیا ہے کہ اوقاتِ خمسہ میں نماز منع ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۱۵ مع الوضاحۃ)

(۵۱۰) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاصَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ اِلَّا بِمَكَّةَ۔ اِلَّا بِمَكَّةَ اِلَّا بِمَكَّةَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز درست نہیں، مگر مکہ میں، مگر مکہ میں، مگر مکہ میں یعنی مکہ مکرمہ ممانعت سے مستثنیٰ ہے۔

(مسند احمد، دارقطنی، بیہقی، مشکوٰۃ صہ ۹۵ وغیرہ)

جواب: علامہ ابن دقیق العید الشافعیؒ نے اپنی کتاب "الامام" میں اور محقق ابن الہمامؒ نے فتح القدیر صہ ۲۲۳ جلد اول پر اس حدیث کو چار وجہ سے معلول اور ضعیف لکھا ہے جس کی تفصیل نصب الرایہ صہ ۲۵۴ جلد اول پر درج ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔

هُوَ مَعْلُوْلٌ بِاَرْبَعَةِ اُمُوْرٍ

یہ حدیث چار وجہ سے معلول ہے اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اِنْقِطَاءُ مَا بَيْنَ مُجَاهِدٍ وَ اَبِيْ ذَرٍّ وَضُعْفُ ابْنِ الْمُؤَمَّلِ وَضُعْفُ حُمَيْدٍ وَ اِضْطِرَابُ سَنَدِهٖ۔

ضعیف ہے سند متصل نہیں۔ مجاہدؒ اور ابوذرؓ کے درمیان کوئی راوی محذوف ہے، اس کا راوی ابن المؤمل ضعیف ہے، اس کا دوسرا راوی حمید بھی ضعیف ہے۔ اس کی سند میں اضطراب و اختلاف ہے۔ انتہیٰ

اس کے راوی ابن المؤمل کے متعلق امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

اَحَادِيْثُ ابْنِ الْمُؤَمَّلِ مَنَاكِيْرُ۔

ابن المؤمل کی حدیثیں منکر اور ضعیف ہیں۔

نقاد محدث یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں: هُوَ ضَعِيْفُ الْحَدِيْثِ، وہ ضعیف الحدیث ہے اور اس کے دوسرے راوی حمید کے متعلق امام بیہقیؒ فرماتے ہیں: حُمَيْدٌ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ۔ حمید قوی نہیں۔ نیز امام بیہقیؒ اس سند کے متعلق لکھتے ہیں: وَمُجَاهِدٌ لَمْ يُدْرِكْ اَبَا ذَرٍّ۔ مجاہد نے ابوذرؓ کو نہیں پایا۔ لہٰذا یہ روایت منقطع ہے۔

(نصب الرایۃ صـ۲۵۴ جلد اوّل)

نماز کی ممانعت کی متواتر احادیث کے مقابلہ میں ایسی ضعیف و مجروح روایت سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ وَاللّٰہ اعلم

www.besturdubooks.wordpress.com

ذا الخرما اردنا بیانہ لنصح اھل الاسلام بتوفیق اللہ تعالیٰ وکرمہ ومنہ وفضلہ۔ اللّٰھم تقبلہ لرضاک واجعلہ لی وسیلۃ لفلاح الدارین۔ آمین

مکتبہ حقانیہ
ٹی بی ہسپتال روڈ۔ ملتان
کتبہ فانی خانیوال ۲۱۲/۹۲

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1